مِنَ الْكِتَابِ وَ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ یعنی اور تجھپر ہمنے نازل کی ہے کتاب حق (قرآن) جو تصدیق کرتی ہی اوسکی جو پہلے ہی اور اوسکی محافظ ہی ۔

پس اس آیت کے بموجب قرآن محافظ کتاب مقدس کا ہی چنانچہ بیضاوی مین مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ کے معنی رَقِيْبًا عَلَى سَائِرِ الْكُتُبِ يَحْفَظُهُ عَنِ التَّغْيِيْرِ وَيَشْهَدُ لَهَا بِالصِّحَّةِ وَالثَّبَاتِ لکھے ہین یعنی قرآن محافظ کتاب مقدس کا ہی جو اوسکو بدلنے سے محفوظ رکھتا ہی اور گواہی دیتا ہی اوسکی صحت اور ثبات پر +

بھائی صاحبو ملاحظہ فرمائیے کہ وہ کتاب جسکی حفاظت کے واسطے قرآن اپنا اثر ما بتلاتا ہی اور جسکی صحت اور اصلیت کی گواہی دیتا ہی پس اس سے زیادہ اور کونسی دلیل کامل درکار ہی جس سے معلوم ہو کہ قرآن کا قائل بالیقین جانتا اور مانتا تھا کہ کتاب مقدس صحیح و سالم بحالت اصلی موجود ہی بلکہ قرآن اوسکا محافظ ہی +

جو شخص قرآن کو کلام اللہ مانتا ہی اوسپر فرض ہی کہ جانے کہ کتاب مقدس محمد صاحب کے زمانے مین صحیح اور اصلی تھی اور تا روز حشر ویسی ہی رہیگی کہ قرآن اوسکا محافظ ہی +

کسی مسلمان کو زیبا نہین کہ جب تک قرآن کو حق جانتا ہی کتاب مقدس کی اصلیت مین کلام کرے یا اوسکی تحریف اور بے اعتمادی کا دعوی کرے کیونکہ یہ بالکل خلاف شہادت و تصدیق و تعلیمات متکاثرہ قرآن کے ہی +

الغرض بھائیو جسقدر قرآن کو پڑھا اور اوسکی تعلیمات اور ہدایات کو اس

خاص معاملے مین ملاحظہ کروگے بلاشبہ اپکو واضح ہوگا کہ قرآن جس طور کتاب
مقدس کو کلام اللہ تبلاتا ہی اور اوسکی نہایت اعلیٰ اوصاف بیان کرتا ہی اور جا بجا اوسکی
تصدیق من جانب اللہ ہونے کی کرتا ہی اوسی طور اوسکی اصلیت اور صحت اور ثبات
اور معتبری کی شہادت کامل دیتا ہی۔ البتہ بعض یہودیان مدینہ کو چند طرح کے
الزام مذکورہ بالا دیتا ہی کہ وہ اپنی نادانی وجہالت یا تعصب وشرارت سے
اوسکے مطالب ومقاصد اصلی چھپاتے ہین یا غلط تفسیر کرتے ہین یا آیت کو اپنے
موقع سے جدا کر کے دوسری جگہہ ربط دیتے ہین۔ مگر انکے ایسا کرنے سے
کتاب محرف اور غیر معتمد نہین ہوسکتی ہی اور نہ ہرگز قرآن کی کسی جگہہ سے مترشح
ہوتا ہی کہ گویا کتاب موصوف مین تحریف ہوگئی یا کہ وہ قابل اعتماد و اعتقاد نہین
ہی۔ زیادہ تر تفصیل ان باتون کی جس کسی کو دیکھنا ہو لازم ہی کہ شہادت قرآنی کو
مطالعہ کرے کہ اوسکا خلاصہ مطلب اس جگہہ مذکور ہوا ہی۔

ششم یہ حاجت نہین ہی کہ جس حالت مین قرآن کی صاف صاف گواہی
در بارۂ اصلیت وصحت کتاب مقدس موجود ہی پھر حدیثون کا ذکر کیا جاوے
لیکن بغرض تائید و ایضاح کلام ایک مختصر بیان لکھا جاتا ہی +
بعض علماے محمدی نے ذکر کیا ہی کتب تردید مین اور بوقت مناظرہ بھی بیان
کیا کہ جس طور ہم ایمان لاتے ہین کہ کتاب مقدس کلام الٰہی ہی اسیطور ہم
ایمان لاتے ہین کہ اوسمین تحریف ہوئی ہی اور اپنے اس عقیدے کے

ثبوت مین یہ حدیث پیش کی ہو کہ لا تصدقوا اہل الکتاب ولا تکذبوھم یعنی کہ محمد صاحب نے فرمایا ہی کہ اہل کتاب کے قول کی نہ تصدیق کرو نہ تکذیب ۔

مگر عاقل و دانا سمجھ لیگا کہ منشا اس حکم کا کیا ہی - وہی جو اوپر مذکور ہوا اور جیسا کہ قرآن کی آیات بینات سے واضح ہی کہ محمد صاحب کو اہل کتاب کے اقوال و افعال پر بھروسا نہ تھا بلکہ اون مین سے بعض فرقۂ یہود کو الزام دیا ہی کہ وہ کتاب مقدس کی آیات کے مطلب اور مقصد اور مضامین غلط بیان کرتے ہین اور تاویلات و تفسیر ٹھیک بیان نہین کرتے ہین اسی طور شرائع و احکام مین بھی خطا کرتے ہین خواہ از راہ جہالت اور خواہ شرارت و عداوت سے - غرضکہ محمد صاحب کو ایسا شبہ تھا -

بہر حال اسی منشا سے یہہ حدیث ہی کہ مسلمانون کو یہ حکم دیا گیا کہ تم اہل کتاب کے اقوال کو نہ سچ جانو کیونکہ احتمال ہی کہ کتاب کے خلاف کہتے ہون اور نہ جھوٹا جانو کیونکہ احتمال کہ مطابق ہدایت کتاب کہتے ہون - مگر اس سے ہرگز یہ مدعا نہین نکلتا ہی - کہ گویا محمد صاحب نے کہا کہ کتاب مقدس محرف ہی یا قابل اعتماد و اعتقاد نہین ہی یہ محض غلط فہمی اون صاحبون کی ہی کہ خلاف معنی جانتے ہین ۔

اسی طور واضح ہو کہ ایک حدیث بھی نہین ہی جسمین کہا ہو کہ کتاب مقدس محرف ہی یا قابل اعتماد و اعتقاد نہین یا یہ مدعا تضمناً و التزاماً یا با دلیل بعید -

بھی نکلتا ہو بلکہ کئی حدیثین ہین جنسے ٹھیک وہی بات ثابت ہوتی ہی جو قرآن سے
یعنی کتاب مقدس بحالت اصلی صحیح اور قابل اعتماد ہی +

مشکوۃ مین ابن ماجہ و ترمذی و احمد سے منقول ہی بروایت زیاد بن لبید اور
دارمی مین بروایت ابو امامہ قَالَ ذَکَرَ النَّبِیُّ صلعم شَیْئًا فَقَالَ ذَاکَ عِنْدَ اَوَانِ
ذَھَابِ الْعِلْمِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ یَذْھَبُ الْعِلْمُ وَنَحْنُ نَقْرَءُ
الْقُرْآنَ وَنُقْرِئُہٗ اَبْنَاءَنَا وَیُقْرِئُہٗ اَبْنَاؤُنَا اَبْنَاءَھُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ
فَقَالَ ثَکِلَتْکَ اُمُّکَ زِیَادُ اِنْ کُنْتُ لَاَرَاکَ مِنْ اَفْقَہِ رَجُلٍ
بِالْمَدِیْنَۃِ اَوَلَیْسَ ھٰذِہِ الْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی یَقْرَءُوْنَ التَّوْرٰۃَ
وَالْاِنْجِیْلَ لَا یَعْمَلُوْنَ بِشَیْءٍ مِمَّا فِیْھِمَا یعنی راوی کہتا ہی کہ نبی صاحب نے
کسی چیز کا ذکر کیا کہ یہ بات علم جاتے رہنے کے وقت ہوگی مین نے کہا اے
رسول خدا کس طرح علم جاتا رہیگا حالانکہ ہم قرآن پڑھتے ہین اور اسکو اپنی اولاد کو
پڑھاتے ہین اور ہماری اولاد اپنی اولاد کو پڑھاویگی قیامت کے دن تک
محمد صاحب نے کہا کہ تجھے موت آوے زیاد مین تو تجھے مدینہ کے بڑے
فقیہون سے جانتا تھا کیا یہہ یہود اور نصاری نہین ہین کہ توریت اور انجیل کو
پڑھتے ہین اور اون مین کی ایک بات بھی عمل مین نہین لاتے ہین +

پھر ایک مقام تو ایسا ہی کہ اگر محمد صاحب کو ادنی شک بھی کتاب مقدس
کی تحریف و تبدیل کا ہوتا تو اس مقام پر اوسکا اظہار خواہ نخواہ کر دیتے اور

بالضرور کہتے کہ کتاب مقدس محرّف ہی یا قابل اعتماد نہیں ہی ٭
مشکوٰۃ مین دارمی سے منقول ہی (عن جابر ان عمر بن الخطاب اتی رسول اللہ بنسخۃ من التوراۃ فقال یا رسول اللہ هذه نسخۃ من التوراۃ فسکت فجعل یقرء ووجہ رسول اللہ یتغیر فقال ابو بکر ثکلتک الثواکل ما تری بوجہ رسول اللہ فنظر عمر الی وجہ رسول اللہ فقال اعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسولہ رضینا باللہ ربّاً وبالاسلام دیناً وبمحمد نبیاً فقال رسول اللہ والذی نفس محمد بیدہ لو بدا لکم موسی فاتبعتموہ وترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل ولو کان حیاً وادرک نبوتی لاتبعنی) یعنی جابر سے روایت ہی کہ عمر بن الخطاب محمد صاحب کے پاس توریت کا ایک نسخہ لائے اور کہا کہ یا رسول اللہ یہ توریت کا ایک نسخہ ہی محمد صاحب خاموش ہوئے عمر پڑہنے لگے اور محمد صاحب کا چہرہ متغیر ہونے لگا ابوبکر نے عمر سے کہا کہ تجھے رونے والیان روئین تو رسول خدا کا چہرہ نہین دیکھتا ہی عمر نے محمد صاحب کا چہرہ دیکھا اور کہا کہ مین پناہ مانگتا ہون خدا کے غضب سے اور اُسکے رسول کے غضب سے ہم راضی ہین کہ خدا ہمارا رب ہی اور اسلام ہمارا دین ہی اور محمد ہمارے نبی ہین۔ محمد صاحب نے فرمایا کہ اوسکی قسم ہی جسکے قبضہ مین محمد کی جان ہی کہ اگر تمپر موسیٰ ظاہر ہو تو اُسکے تم پیرو ہو جاؤ اور مجھے چھوڑ دو تو سیدھے راستہ سے گمراہ ہو جاؤ اور اگر وہ زندہ ہوتا اور میری نبوت کو پاتا تو میری پیروی کرتا ٭

یہہ حدیث قابلِ غور ہی کہ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہی مگر چونکہ وہ بات خارج از مبحث ہی
اسواسطے اس مقام پر صرف اسیقدر عرض کرنا واجب ہی کہ اگر محمد صاحب کو
توریت کی نسبت ذرہ بھی غلطی یا تحریف وتبدیل کا شبہ بلکہ وہم مین بھی ہوتا تو ضرور
اسجگہ خواہ مخواہ اوسکو ظاہر کرتے کہ اس کتاب پر اعتماد نہین ہی یا قابلِ اعتماد نہین ہے
یا اسکی تحریف کا شبہ ہی یا اسکی صحت مین کلام ہی لیکن اونکو ادنی شک اس باب کا نہ تھا
بلکہ ٹھیک جانا کہ صحیح اور اصل ہی جو موسےٰ نے لکھا کہ نسخۂ توریت کو دیکھکر خاص
موسیٰ پر ایزاد کلام کیا۔

الغرض اے بھائیو چاہے قرآن کو اوّل سے آخر تک پڑھو خواہ احادیث
کو دیکھو کہین اس بے سروپا دعوے کو نپاؤ گے ایک ادنی اشارہ یا کنایہ نہ دیکھو گے
کہ گویا کتاب مقدس محرّف ہی یا اوسمین تغیر وتبدیل واقع ہوتی ہی یا وہ قابلِ اعتماد
ولایق اعتقاد نہین ہین بلکہ اونسے صاف صاف ظاہر ہوتا ہی اور کامل شہادت
ملتی ہین بکثرت تمام کہ کتاب مقدس صحیح اور اصلی اور معتبر ہی۔
بلکہ اے صاحبو آپ کو بخوبی واضح ہووے کہ علاوہ شہادتِ قرآن کے حدیث
سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہی کہ بعد زمانہ محمد صاحب کے صحابیون اور تابعینون
تک کہ وہی زمانہ خیر القرون مین شمار کیا جاتا ہی دو سو برس کے قریب تک کے
لوگون کو یہہ خیالِ فاسد نہ تھا بلکہ بہت سے اقوال اور تحریرات سے معلوم ہوتا ہی
کہ سنہ ہجری تک کے لوگ کتاب مقدس کو صحیح اور اصلی جانتے اور مانتے تھے کیسا

دل مین شک وشبہہ تحریف وتبدیل نہ تھا+

چنانچہ مروی ہی کہ کئی بار کسی کسی لوٹ مین نسخہات کتاب مقدس کے موجود تھے بعض صحابہ وہان موجود تھے اُنھون نے مسلمانون کو کتاب مقدس کے نسخہات فروخت کرنے سے منع کیا کہ جس طور قرآن کی بیع درست نہین یہ بھی کلام اللہ ہی اسکا بھی فروخت کرنا روا نہین اس واسطے حکم دیا کہ اِن کتابون کو اہل کتاب کو بلا قیمت بطور ہدیہ دیدو چنانچہ دی گئین پس اِس سے بھی ظاہر کہ اگر وہ صحابی کتاب کو محرف اور غیر معتمد اور غلط جانتے تو اہل کتاب کو ہرگز نہ دیتے کہ بالکل نا جائز تھا+

اسی طور آپ ملاحظہ فرمائین کہ صحیح بخاری جس کو اہل سنت بعد قرآن کے صحیح ترین کتاب جانتے اور مانتے ہین اور جسکے اوپر عمل کرنا واجب مانتے ہین - کتاب مذکور دوسری صدی ہجری کے بعد تالیف ہوئی ہی اوسمین بکتاب الرد لکھا ہی تفسیر یحرفون الکلم جو قرآن مین مذکور ہی+ یحرفون یزیلون و لیس احد یزیل لفظ کتاب من کتاب اللہ ولکنھم یحرفونہ یتاولونہ علی غیر تاویلہ یعنی جو آیا ہی کہ قرآن مین وارد ہی کہ بعض یہودیان مدینہ تحریف کرتے ہین اُسکے معنی لغت مین یہ ہین کہ زائل اور دور کرتے ہین حالانکہ کوئی شخص خدا کی کتابون مین سے کسی کتاب کا ایک لفظ بھی زائل نہین کر سکتا ہی مگر مراد یہ ہی کہ وہ لوگ تاویل کرتے ہین خلاف تاویل اصلی وحقیقی کے+

اور ملاحظہ کیجے کہ ابو حنیفہ جنکو اہل سنن امام اعظم کہتے ہین اس باب مین کہ آیا کتاب مقدس قرآن کے احکام سے منسوخ ہو گئی یا نہین یہ لکھتے ہین ؛

کل حکم من الاحکام السابقة اذا وجد نسخه فی القرآن او فی الاخبار او فی اجماع الامة او یوجد ما یدل و یقضی من القیاس الجلی بالمنصوص یوجب نسخه و ما سوا ذالک فیبقی مشروعاً [illegible]

یعنی ہر ایک حکم اگلے حکمون مین کا اگر اسکا ناسخ قرآن یا حدیث یا اجماع امت مین پایا جاوے یا یہ کہ امر منصوص پر قیاس جلی مقتضی اور دال اوس کے نسخ پر ہو تو واجب ہی اوس اگلے حکم کا نسخ اور جو اسکے سوا ہی وہ مشروع رہیگا ؛

پس اس سے بھی صاف معلوم ہوتا ہی کہ ابو حنیفہ کو وہم بھی نہ تھا تحریف و تبدیل کتاب مقدس کا نہین تو اوسکے احکام غیر منسوخ شدہ پر عمل کرنیکو مشروع نہ ٹھہراتے ؛

الغرض اے بھائیو بموجب شہادت و بیانات قرآن و احادیث ثابت ہی کہ بالیقین کتاب مقدس محمد صاحب کے زمانہ مین صحیح اور اصلی موجود اور رائج تھی اور عموماً اہل کتاب مین جاری اور سب لوگون مین مشہور و معروف تھی ۔ اور اوسکے تبدیل و تحریف و تغیر کا نہ محمد صاحب کو کبھی شبہہ ہوا اور نہ کسی صحابی نے شک کیا مگر معلوم نہین ہوتا ہی کہ ان علماے محمدی نے

یہہ ایمان اپنا کہان سے پیدا کیا ہی کہ آپ نے رسالون مین اور کتابون مین خلاف تمہلو قرآن و حدیث اور صحابیون اور تابعینون کے باوجودِ دعوی اسلام جابجا لکہی ہین کہ جسطور ہم ایمان لاتے ہین کہ کتاب مقدس کلام الہی ہی اسیطور ہم ایمان لاتے ہین کہ اوسمین تحریف ہوئی ہی +

البتہ اگر ان صاحبون کو دلائل یقینیہ سے ثابت ہوا تھا یا کوئی بات شبہہ کی بھی معلوم ہوتی تھی کہ کتاب مقدس بعد زمانہ محمد صاحب کے تحریف ہوئی اور بدلی گئی تو اوسکو ظاہر کرتے اور اُن وجوہاتِ یقین یا شبہہ و شک کو پیش کرتے لیکن جب اِن صاحبون نے ایک بات بھی ایسی نپائی کہ ادنی شبہہ پیدا ہو سکے یا ذرہ سا وہم بھی ہو سکے بلکہ بالیقین ثابت ہی کہ جو کتاب موصوف زمانہ محمدی مین رائج اور جاری اور سہر کہین اہل کتاب کے پاس موجود و مشہور و معروف تھی ویسی ہی ہو بہو اب تک یہودیون اور مسیحیون کے پاس موجود ہے بلکہ بعینہٖ بجنسہٖ اوس زمانہ سے بھی پہلے کے لکھے نسخے موجود ہین - جای کلام اور گفتگو کا مقام نہین - اس لحاظ سے خلافِ شہادتِ قران و برعکس گواہی حدیث کے ایسا کہا کہ کتاب موصوف محمد صاحب کے زمانہ سے پہلے ہی محرف تھی اور بعد کو بھی تحریف ہوئی - اور پھر تحریف کو یہانتک وسعت دی کہ اختلاف نسخہ یعنی نقاط و اعراب و حروف و الفاظ کی کمی بیشی یا ایک کا بجاے دوسرے کے ہونا وغیرہ جس سے کچھ تغیر و تبدیل یا کمی بیشی مقاصد و مطالب کتاب

مین واقع نہین ہوئی ہی حسب گزارش مذکورہ بالا یہی تحریف کتاب ٹھہرائی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کیا کہ کتابین تو لکھتے ہین بدعوے اثبات تحریف اور بیقض کرتے ہین کہ توریت یا فلانے نبی کی کتاب الہامی نہین یا فلانی کتاب کے مضمون اچھے نہین یا فلانے صحیفہ کی نسبت وقت تصنیف مین بعضون نے یہ شک کیا ہی یا دیگر کے یہ اعتراضات ہین نسبت فلان فلان آیات کے یا فلانا شخص اٹکل سے یون کہتا ہی وقتِ تالیف مین فلان کتاب کے یا بعضے شخص فلانے نبی یا حواریون کی نبوت اور رسالت مین یہ کلام کرتا ہی یا اتنی آیتون مین باہم اختلاف ہی وغیرہ×

مگر ظاہر ہی کہ ایسی باتون سے نہ تحریف ثابت ہوتی ہی نہ قرآن مطابق و موافق کتاب مقدس کے ہو سکتا ہی نہ ان بیانون کو کچھ بھی تعلق دعوی تحریف سے ہی۔ غرض اونکی ان سب باتون سے محض یہ ہی کہ لوگون کے دلون پر ایسی ایسی باتون سے شک و شبہہ کتاب مقدس کی حقیقت اور من جانب اللہ ہونے کی نسبت ڈالین اور اونکو متردد کرین۔ تاکہ خام طبع لوگ ایسے ایسے حالات سنکر خاموش ہو رہین۔ مگر یہ ظاہر ہی کہ اگر بالفرض والتقدیر کتاب مقدس منجانب اللہ نہین اور انبیاے بنی اسرائیل سچے نبی نہین یا حواری صاحب الہام نہ تھے تو اس سے تحریف ثابت نہین ہو سکتی ہی۔ بلکہ اس سے خود قرآن کا بھی باطل ہونا ظاہر ہے جو اُن سب کو منجانب اللہ اور حق بتلاتا ہی+

یہہ نیازمند بپاس خاطر آپ صاحبون کے اون سب عمدہ اعتراضونکو حتی الوسع جمع کرکے ذیل مین لکھتا ہی اور بقدر ما وجب جواب بھی عرض کرتا ہے تاکہ آپ صاحبون پر بخوبی ظاہر ہوجاوے کہ ان اعتراضات سے نہ تحریف ثابت ہوتی ہی نہ امور تنقیح طلب کا جواب شافی ملتا ہی؛

پہلا اعتراض یہہ کہ توریت کے اول صحیفے یعنی کتاب پیدایش کو بعض اقوال کے بموجب حضرت موسیٰ نے اوس وقت لکھا کہ جبتک اونکو نبوت نہ ہوئی تھی تو الہامی کہان سے ہوئی؛ اسیطور کتاب قضات اور راعوث کی نسبت بعضے کہتے ہین کہ الہامی نہین ہین۔ اور کتاب حضرت ایوب حال بھی ایسا ہی ہی کہ معلوم نہیں کہ حضرت ایوب کون تھے اور کس ملک مین اور کسوقت تھے۔ اسیطور زبور کی نسبت بعضے لوگ کہتے ہین کہ الہامی نہین ہین۔ کتاب جامع کی نسبت بعضے یہودی الہامی تصور نہین کرتے تھے۔ اور کتاب نشید الانشاد کو بعضے لوگون نے اچھا نہین کہا اور اوسکے مضامین کو خراب بتلایا ہی اور کہا ہی کہ کتاب مقدس سے نکالنے کے لایق ہی۔ کتاب دانیال کو کسی کسی نے کلام بشر تصور کیا ہی اور الہامی نہین جانا؛

صاحبو انصاف فرمایئے کہ اس بیان اور اعتراض کو کیا مناسبت تحریف سے ہی۔ اول تو مسلمانونکو ایسے اعتراض کرنا ہی ناجائز ہی انکو ان توہمات سے کیا تعلق اور ایسے اعتراضات پیش کرنے کا کیا نتیجہ۔

ہم اونکو اسیقدر جواب دینگے کہ آپ اگر قرآن کو حق جانتے ہین تو وہ قرآن

صاف گواہی دیتاہے کہ توریت وزبور وجملہ صحف انبیائے کرام جو اہل کتاب کے پاس ہین اور جنکو وہ پڑھتے ہین وہ سبکے سب کلام اللہ ہین - اب اہل اسلام چاہے اُسکو الہامی جانین یا نہ جانین -

اور جب تک کوئی شخص قرآن کو حق ماننا اور دعوی اسلام کرتاہی تب تک کتاب مُقدّس کی نسبت کوئی کلام خلافِ تصدیق وشہادت قرآن مسموع نہین ہو سکتاہی +

اِسکے علاوہ کسی کتاب کا الہامی ہونا نہونا یا اوسکا مضمون عمدہ ہونا یا نہ ہونا اور بات ہی اور تحریف دوسری بات ہی یعنی بالفرض کتاب مُقدّس خدا کا کلام نہین تو اِس سے تحریف ثابت نہین ہوجاتی ہی - اگر کوئی شخص کہے کہ قرآن خدا کا کلام نہین یا اوسکے مطالب ومضامین اچھے نہین تو اِس سے قرآن محرّف نہین ٹھہر سکتاہی +

ہان البتہ اگر اہل اسلام یہ بات ثابت کرین کہ جس کتاب کی قرآن نے تصدیق کی ہی او سمین کتاب پیدایش وزبور وغیرہ نہ تھین اور اب ہین تو تحریف ثابت ہوسکتی ہے - وگرنہ ایسے اعتراضات کرنا محض بیجا ہین +

(۲) یہ کہ کتاب مقدّس کے بعض صحیفونکے مصنفونکے نام کے تعین مین اختلاف ہے اور بالیقین معلوم نہین ہوتاہی کہ اُن صحیفون کے مصنّف کون تھے اور وقت تصنیف مین اختلاف ہی بعضے ایک وقت قرار دیتے ہین اور بعضے دوسرا وقت خیال وگمان کرتے +

اِس اعتراض کا حال بھی مثل اعتراض اوّل کے ہی کہ اِس امر سے اور تحریف سے کچھہ علاقہ نہین ہی۔ اسکا جواب اہل اسلام کو صرف اسقدر کافی ہی کہ قرآن اون تمام و کمال کتاب مُقدّس کی تصدیق کرتا ہی اور انکو کلام اللہ اور حق بتلاتا ہے جو محمد صاحب کے ہمعصر یہود اور نصاریٰ کے پاس موجود تھے اور جا بجا مشہور اور معروف اور مُرَوّج اگر اوس کتاب کے صحیفون کے مصنفون کے نام بالیقین نہ جانو یا تعین زمانِ تصنیف نہو سکے تو کیا مضائقہ۔ اور اس سے تحریف سے کچھہ علاقہ نہین۔ ہان البتہ اگر یہ ثابت ہو وے کہ یہ صحیفے اوس وقت مجموعہ مین شامل تھے یا محمد صاحب کے زمانہ کے بعد تصنیف و تالیف کئے تو تحریف ثابت ہوگی ؛

اِسکے علاوہ واضح ہو کہ جملہ صحفِ عہدِ عتیق ابتدا سے الہامی اور منجانب اللہ مانے جاتے مین حضرت موسیٰ سے گیارہ سو برس تک متواتر انبیاے کرام کے ہاتھہ مین رہے اور مین بعد یہ سب مجموعۂ صحف تمام یہودیون مین جاری اور مشہور معروف اور مُرَوّج رہا اور پھر خداوند مسیح نے اسی کی تصدیق فرمائی اوسکو کلام اللہ بتلایا اور جا بجا اون کتابون پر حوالہ دیا بلکہ اوسنے اوسکے مقدّس رسولون نے اون مین کی آیات کثیر اور مضامین اور مطالب کو پیش کیا اور بطور اقتباس و خلاصہ مضامین صحفِ عہد جدید مین مندرج کیا اور اوس زمانہ سے ابتک متواتر تمام جماعت ایمانداران مسیحی اور یہودیون مین بجنسہ و بعینہ موجود اور جاری ہے

پس جملہ صحف عہد عتیق لغرض ہدایت و ارشاد و تعلیم و تلقین و اخبار خدای تعالی کے طرف سے بالہام تعالی الرحمت ہوئے مصنف یعنی ابنیاے کرام صرف بیان کرنے والے اور محرر حکم الہی کے تھے پس اگر بعض صحیفون کے مصنفون کے نام بالیقین دریافت نہ ہوئے یا وقت تصنیف بعض صحف مین اختلاف تعئین ہوا تو کیا قباحت لازم اتی ہی جس حالت مین کہ بدلائل یقینیہ و براہین قطعیہ ثابت ہی کہ خداوند مسیح اور اوسکے سب حواری بلاشبہ صادق اور راستگو تھے اونکا فرمودہ تمام ادن اٹکلون اور اندازون کے اقوال مختلفہ سے اعلی و افضل او یقینی ہین - اور پھر یہ بھی کہ اکثر علما کا اتفاق نسبت مصنفین صحف موصوف و تعئین زمان بھی موجود ہے گو بعض کو اختلاف ہی :

الغرض اس سے نہ کچھ تعلق تحریف سے ہی اور نہ اس لاعلمی سے کسیطرح کی قباحت نفس کتاب کی حقیقت پر عائد ہوتی ہی - اور نہ اہل اسلام کو ایسے اعتراض کرنا بدعوی اسلام مناسب ہی :

(۴) یہ کہ انجیل متی کی نسبت اختلاف ہی کہ اوسنے اپنی کتاب عبرانی مین لکھی یا یونانی مین اور اکثر قول علما کے ہین جن سے دریافت ہوتا ہی کہ متی نے انجیل عبرانی مین لکھی تھی اب وہ نسخہ جہان بھر مین نہین ہی اسکا ترجمہ یونانی ہی مگر ترجمہ کی نسبت اختلاف ہی کہ اوسنے خود کیا یا اوسوقت کسی اور نے کیا :

لیکن اس امر کو بھی تحریف سے کچھ علاقہ نہین - کیونکہ جو کتاب محمد صاحب

بلکہ خود حواریون کے زمانہ مین تمام جماعتِ مسیحیون مین رائج تھی وہ یونانی تھی پس وہی کتاب بشمول صحف دیگر شہادت قرآنی سے تصدیق کی گئی ہی- ابتداے حال پر معترض ہونا اہل اسلام کو بپابندیِ اسلام لازم نہین اگر قرآن کو حق جانتے ہو تو وہ اوسی کتاب کی تصدیق کرتا ہی جو زمانہ محمدی مین جابجا مسیحیون مین جاری تھی اور وہ بالاتفاق یونانی نسخہ تھا؛

علاوہ اسکے اکثر قول معتبر اور مستندیہ ہین کہ متی نے خود ہی اپنی کتاب عبرانی کا زبانِ یونانی مین ترجمہ کیا تھا وہی ترجمہ جملہ مسیحی جماعتون مین رائج ہوا اوسی کی نقلین ابتک موجود ہین؛

اور اگر بالفرض کسی ایماندار نے کیا تو وہ صحیح اور درست ہی کہ تعلیمات و ہدایات و مطالب و مضامین مطابق و موافق جملہ کتاب مقدس کے ہین اور اسکے علاوہ ابتداسے سے تمام جماعات عامہ مسیحیون مین مقبول اور مروّج ہوئی اور تمام ایمانداروں نے اوسکو تسلیم کیا اور مانا؛

(۴) یہ کہ پُرانے زمانے مین کاغذ نہ تھا اسوجہ سے دو ہزار برس تک نسخجات عہد عتیق اور سات سو برس تک نسخجاتِ عہد جدید کس قلت کے ساتھ ہونگے کہ تختیون پر کھود کر یا بعض درختون کے پتّون پر یا چمڑے پر لکھا کرتے تھے پھر آٹھوین صدی مین روئی اور ریشم کے کاغذ کی ایجاد ہوئی لہذا کسقدر ملحدون اور منکرون اور بے ایمانون کو جعل اور تحریف کی گنجایش ہوگی

مگر یہہ ظاہر ہے کہ ایسی باتون سے ثبوت تحریف نہین ہوسکتا ہی۔ ان معترض صاحبون کے محض وہم وخیال ہین۔ اوّل تو محمدیون کو قبل زمانۂ محمدی کے حالات مذکورۂ بالا مین گفتگو کرنا اور خلاف شہادت قرآن اعتراض پیش کرنا لاحاصل ہی۔ علاوہ بران بھلا ایسے توہمات دور از کار سے کہین تحریف ثابت ہوسکتی ہی یا کتاب مقدس کی اصلیت مین کوئی شُبہہ پڑسکتا ہی ہرگز نہین۔ کیونکہ جس حالت مین لاکھون ایماندار لوگ جابجا موجود تھے جو کتاب مقدس کو بنادین وایمان کا سرچشمہ جانتے اور اوسکو کلام اللہ مانتے تھے اور اوسکی تلاوت فرض سمجھتے تھے پس کیسی ہی محنت ومشقت کیون نہ تھی اور اسقدر تحریر وکاغذ کی آسانی اوسوقت نہ تھی جیسے فی زمانا ہی مگر تاہم بیشمار نسخجات موجود تھے اور تمام جماعات ایمانداران مین پڑہی جاتی اور جابجا ملک بملک اوسکی منادی اور وعظ وتعلیم ہوتی تھی۔ پس اس حالت مین کسی ملحد اور منکر کا زہرہ نہ تھا اور نہ کسی بے ایمان کو مجال تھی کہ کتاب مقدس کو محرف کرسکے ✝

(۵) یہہ کہ بخت نصر کے وقت یہود پر بڑی خرابی پڑی ہیکل ڈھائی گئی اور یہود مقتول ہوئے اور مقید ہوئے سب نسخے پرانی کتابون کے برباد ہوگئے بلکہ اگر حضرت عزرا نبی پیدا نہوتے اور نسخۂ توریت نہ لکھتے تو کلام الٰہی سابق کا کسی کے پاس صحیح نہ نکلتا*

مگر یہ اعتراض بھی شل توہمات مذکورۂ بالا کے ہے۔ ایسی گفتگو مین اہل اسلام کو لازم نہین اور نہ ان باتون سے صحف عہد عتیق کی تحریف پر شبہہ پڑ سکتا ہے بموجب تصدیق و شہادت قرآن صحف عہد عتیق جو زمانۂ محمدی مین یہود و نصاریٰ مین رائج و مشہور تھے بالاتفاق کلام اللہ تھے پس اگر فرض کیا جاوے کہ زمانۂ بخت نصر مین کتاب مقدس جہان سے مفقود ہو گئی تھی تو جوابدہی اسکی خود اہل اسلام پر بھی واجب ہے۔

علاوہ اسکے واضح ہو کہ یہ سچ بات ہے کہ بخت نصر نے یہودیون کو بہت ستایا اور اونکو قتل بھی کیا اور بہتیرون کو قید کرکے بابل مین لے گیا اور اوس حالت مین نسخجات قدیمہ بھی برباد ہوئے مگر یہ بات کون ثابت کر سکتا ہے کہ تمام کتابین یعنی کل نسخجات یہود کے برباد ہو گئے اور کسی کے پاس کتاب خدا باقی نہ رہی تھی۔ پھر اسکے سوا جب حضرت عزرا کی نبوت اور اونکی کتابت کا اقرار ہے پس بالاتفاق نبی تبلیغ رسالت و اظہار کلام الٰہی مین معصوم ہے لہذا وہ نسخہ جو حضرت عزرا نے لکھا صحیح نقل مطابق اصل کے تھا۔ اسکے سوا خداوند مسیح کی کامل شہادت عہد عتیق کے صحائف کی منجانب اللہ اور صحت و اصلیت کے واسطے کافی و وافی ہے اور بس۔

(۶) یہ کہ انٹوکس بادشاہ کے جور و ظلم اور شہنشاہان فرنگستان کے آفات کے باعث کہ وہ سب بت پرست اور نہایت درجہ کے جانی دشمن مسیحیون کے تھے مدتہائے مدید تک مسیحیون کو قتل متواتر کرتے رہے اور اشد عذاب و

عقوبت اُن لوگون کو دیتے تھے اونکا یہ بھی حکم تھا کہ مسیحیون کی کتابین جہانتک پاؤ نیست و نابود کر دو - پس جہان مدتون تک آفتین اور مصیبتین ایماندارون پر رہین اور متواتر قتل جاری رہے ہون اور ڈھونڈہ ڈھونڈھکر کتابین جلائی گئی ہون اُسوقت کسقدر قلتِ کتاب مقدّس کی ہوگی اور اوسمین جعل و تحریف ممکن ہوگا ÷

مگر یہ بھی ایک وہم معترضون کا ہے - بخوبی معلوم ہوتا ہے کتب تواریخ سے کہ اوس بلا و مصیبت اور سخت امتحان مین ایماندارون نے جسطرح اپنا ایمان سلامت رکھا اور اپنے دین پر مستحکم رہے اسی طرح انھون نے اپنی دینی کتابین محفوظ و مصئون رکھین ÷

خدا کے اون سچے بندون نے اپنی جانون کا دینا اختیار کیا اور اُسکے عوض مین اون کتابون کو لیا یا تو ایمان دارون کے حوالہ کیا یا تہ خانون اور محفوظ مقامون مین چھپا دیا چنانچہ بعد گذر جانے اوس زمانہ پر آشوب کے کتاب مقدّس اور اوسکے سوا دوسری دینی کتابون کے نسخجاتِ کثیر صدہا مقامون سے بر آمد ہوے - اور اسکے سوا نہ تمام مسیحی روے زمین سے نیست و نابود ہوگئے اور نہ تمام کتابین برباد ہوگئین بلکہ لاکھون دیندار باقی اور موجود رہے اور بے شمار کتابین اوس بلا سے محفوظ و مصئون اونکے ساتھ رہین اور وہ سب بجنسہ و بعینہ ویسی ہی ہین جواب جاری ہین -

* جواب

(۷) یہ کہ حواریون کے وقت سے پندرہ سو برس تک مسیحی کلیسیون مین مجموعۂ عہد عتیق کا ترجمۂ یونانی مستعمل تھا اور عبرانی کی طرف جمہور سلف ملتفت نہ تھے بلحاظ حوادث مذکورہ عبرانی نسخجات کس قلت کے ساتھ ہونگے اور وہ بھی جسقدر ہون یہودیون کے پاس ہونگے اور مسیحی گرجون مین بھی شاید بطور تبرک کہین کہین ہون اور یہود تو شرارت مین ضرب المثل ہین پس اونکو اپنی شرارت سے یہ بات اور غنیمت تھی کہ جو چاہین بنالین پس کیا عجب کہ یہود نے مجموعۂ عہد عتیق مین تحریف کی ہووے ۔

یہ بھی ایک وہم ہے مثل توہمات بالا کے۔ اسواسطے اگر فرض بھی کرلین خلاف واقع کہ پندرہ سو برس تک جملہ مسیحی حواریون سے لیکر پندرہوین صدی تک زبان عبرانی سے ناواقف تھے اور محض ترجمۂ یونانی اُن مین رائج تھا اور بطور برکت کہین کہین عبادتخانون مین عبرانی اصل موجود تھی پس جب زبان عبرانی سے واقفیت تام حاصل ہوئی اور ہزارون عبرانی دان مسیحی گذرے انھون نے جب اون عبرانی نسخونکو جو اونکے بیچ تھے اُن عبرانی نسخون سے جو یہودیون کے پاس ہے ملایا اور اس ترجمۂ یونانی بلکہ دوسرے زبانون کے ترجمون سے ملایا تو بالاتفاق نکلا کہ سبکے سب مطابق و موافق اور یکسان ہین جیسا آگے مرقوم ہوگا

(۸) یہ کہ ملاحظۂ زبور و کتاب نحمیاہ وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانۂ سلف مین بھی طریق تصنیف کا ایسا ہی تھا جیسا اب ہے کہ مطالعہ کنندۂ کتاب معلوم کرلیتا

تھا کہ مصنف اپنا حال لکھتا ہے مگر توریت مین کوئی ایسی آیت نہین ہی جس سے معلوم ہووے کہ حضرت موسیٰ خود اپنا حال لکھتے ہین - بلکہ جہان ذکر موسیٰ آیا ہی بصیغۂ غائب بیان کیا ہے ایک جگہ بھی صیغہ متکلم نہین ہے - لہذا اُسکے پڑھنے سے صاف واضح ہوتا ہے کہ اوس کتاب کا لکھنے والا سواے موسیٰ کے کوئی اور شخص ہے + تمّہ

یہ تقریر قابل غور ہے کہ محض اِس بات سے کہ متکلم کلام نے اپنے تئین بصیغۂ غائب بیان کیا ہی اس سے دریافت ہوتا ہے کہ وہ کلام اوسکا نہین ہے - یا اِس سے تحریف ثابت ہوتی ہے - ایسی بات کو کون سچ مانے گا کہ اگر ایک مصنّف اپنی تصنیفات مین اپنے تئین بصیغۂ غائب بیان کرے تو وہ کتاب اوسکی تصنیف متصور نہوگی بلکہ معلوم ہوگا کہ کسی دوسرے کی ہے -

یہ عجیب و غریب بیان ہی نہ دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے - ملاحظہ فرمائیے کہ اکثر شعرا اور صاحبانِ تصانیف کا دستور ہے کہ اپنے تئین بصیغۂ غائب یا حاضر بیان کیا کرتے ہین - صدہا دیوان و دیگر تصانیف زمانۂ سابق و حال کی موجود ہین پس ایسا کرنے سے وہ کتاب یا وہ اقوال دوسرے لوگون کے نہین ہو جاتے ہین اور کوئی نادان بھی نہین سمجھتا ہے کہ یہ کتاب کسی دوسرے شخص کی ہے -

خصوصًا جب کوئی شخص اپنا حال اور اپنی سرگذشت درج کتاب کرے تو زیادہ مناسب ہے اور زیبا کہ اپنے تئین بصیغۂ غائب بیان کرے علی الخصوص

کتاب توریت جو محض بالہام و حکم الٰہی اور کلام خدا ہے اور حضرت موسٰی عرف
اوسکے نویسندہ اور کاتب ہین پس اس حالت مین حضرت موسٰی ایک منشی اور
کاتب من جانب اللہ ہین اس صورت مین اگر اونھون نے اپنے تئین بصیغہ
غائب ظاہر کیا تو کیا قباحت بلکہ بہت درست اور مناسب ہی اِس سے
ہرگز کسی کو وہم نہین ہو سکتا ہے کہ توریت موسٰی نے نہین لکھی اور نہ اِس بات
کو کچھ مناسبت دعویِ تحریف سے ہے۔

(۹) یہ کہ مجموعۂ عہد جدید مین سے نامۂ عبرانیان اور نامۂ یعقوب و نامہ یوحنا
و نامۂ یہودا و کتاب مشاہدات یوحنا کی نسبت چوتھی صدی سے پہلے کے
لوگون مین اختلاف تھا بعضے الہامی جانتے تھے اور اکثر اونکو نہین مانتے تھے
اور کلام الٰہی نہین مانتے تھے مگر اب وہ صحفِ الہامی مین شامل ہین +
مگر واضح ہو کہ ایسی باتون سے تحریف ثابت نہین ہوتی ہے۔ اول تو اہل
اسلام کو یہی جواب کافی و شافی ہے کہ قرآن اُن تمام و کمال صحائف کی تصدیق
کرتا ہے جو زمانۂ محمدی مین مرّوج تھے پس اِس سے کیا غرض کہ اوس زمانہ
سے دوسے تین سے برس پہلے کے لوگ کیا اختلاف کرتے تھے جبتک
ہم خود قرآن ہی کی شہادت اور تصدیق سے اوسکی غیر حقیقت و بطلان ظاہر
کرتے ہین تب تک اس امر کا بالکل موقع نہین ہے کہ اہل اسلام خلاف
شہادت قرآن کلام کرین۔

اِسکے سوا واضح ہو کہ صحف مذکورۂ بالا کی نسبت بعض قدما کو نہ اکثر کو شبہہ تھا
کہ فی الحقیقت حواریون ہی کے لکھے ہین یا نہین اور وجہ شبہہ کی یہ تھی
کہ جب کوئی کتاب یا رسالہ بالہامِ الٰہی حواری لکھتے تھے اوسکی نقلین تمام
جماعاتِ مسیحی مین ہوجاتی تھین اور جبتک اُن لوگون کو یقین کلّی نہولیتا تھا
کہ حواریون نے لکھا ہے اوسکو کتاب الٰہی کے ساتھ شامل نہ کرتے تھے پس اِن
صحیفون کی نقلین بعض جماعتون کے پاس موجود نہ تھین اور اونکو یقین کلّی نہوا
تھا کہ حواریون سے لکھی گئی اِس باعث سے بعض قُدما کو کچھ شبہہ تھا مگر قدما
مین سے بھی حواری یا اونکے شاگرون کو شبہہ نہ تھا صرف بعض علماے مسیحی کو
جو اونکے بعد ہوے اونکو کچھ شبہہ تھا کہ آیا حواریون کے لکھے ہین یا نہین لیکن
جسوقت صحف مذکورۂ جماعاتِ عامۂ مسیحی مین مشہور و معروف ہوے اور دیندارون
نے مقبول مانا تب سبکو یقین ہوا کہ وہ فی الحقیقت حواریون کے ہین اسیواسطے ترجمے نصاری
کل جماعات کے کتاب مقدس کے ساتھ شامل کئے گئے اور اب تک متواتر و متوالی ہین

(۱) یہ کہ کتاب مقدس کے صحیفون کا حال سوا تین سو برس تک ایسا ہی
کچھ پریشان تھا چنانچہ مجموعہ عہد جدید کا اوپر لکھا گیا اسی طور کتاب جودت
و توبیا و کبی و باروق و نامہ یرمیاہ کی نسبت گفتگو تھی آخر کو سنہ ۳۲۵ء مین بحکم
قسطنطین بادشاہ کے شہر نائس مین مجلس ہوئی اوسمین کتاب جودت
واجب التسلیم ہوئی۔ پھر کر سنہ ۳۶۴ء مین دوسری کونسل لوڈیسیا ہوئی اوسمین

سات کتاب اور واجب التسلیم مانی گئین پھر سنہ ۳۹۷ء مین تیسری مجلس کارتھج منعقد ہوئی اوسمین کتب مذکورہ اور ایک اور مانی گئین یعنی جودت وزڈم و توبیا و باروق و ایکلیز اور دونون کتاب مقابیس اور کتاب مشاہدات یوحنا چنانچہ رومن کاتھلک فرقۂ مسیحی آج تک اونکو مانتا ہے مگر پروٹسٹنٹ اون مین سے صرف مشاہدات کو مانتے ہین اور باقی سات کتاب کو نہین مانتے ہین مگر اِس سے بھی تحریف کتاب مقدس سے کچھ نسبت نہین ہے اسواسطے کہ ساتون کتب مذکورۂ بالا کبھی کتاب مقدس اصلی یعنی نسخۂ عبرانی کے ساتھ شامل نہین ہوئین اور نہ اب ہین اور نہ عبرانی زبانین ہین صرف ترجمۂ یونانی کے ساتھ شامل ہوئی تھین اور نہ وہ الہامی ہین نہ کسی نبی کی لکھی ہین بلکہ تورات کے تمام ہونے کے بعد بعض یہودی عالمون نے بطریق نصیحت و تواریخ کے لکھی تھین بزبان یونانی پس وہ کلام الہی اور الہامی نہین جیسا کہ ان کتابون کے مطالب سے بھی ظاہر ہے۔ اسی سبب سے کتاب مقدس کے ساتھ نہ سابق شامل تھین اور نہ اب ترجمون کے ساتھ شامل ہوتی تھین۔ مگر چونکہ کتب مذکورہ بہت مفید اور تعلیم و نصیحت اور وعظ و پند کے لائق و عمدہ ہین اسواسطے وہ جماعت مین پڑھی جاتی ہین اور اونکے ذریعہ سے بھی وعظ و پند کی جاتی ہی اور کتاب مشاہدات یوحنا کا حال اوپر مذکور ہوچکا ہے۔

جس کسیکو زیادہ تحقیقات اوسکی مطلوب ہو لازم ہے کہ اس خلاصہ

کے باب مین جو کتب مفصل ہین انکو مطالعہ کرے کہ اطمینان کلی ہوگا کہ محض کتاب
مقدس سبکی سب بلا بیشی وکمی اسیقدر ہے کہ جتنی اب ہے اور وہ کتابین علمائے
یہود نے لکھی تھین الہامی نہین مگر لایق تعلیم وتلقین و وعظ ونصیحت کے ہین
اسیوجہ سے سابق مین بھی وہ جماعت مین پڑھی جاتی تھین اور اب بھی۔
اور خدا مدد فرمائے تو ایک رسالہ بطور خلاصہ تحقیقات اور تصدیقات جماعتہائے الہی کا لکھے گا
(۱۱) ترجمہ سامری اور یونانی جو زمانۂ قدیم مین ہوے ہین اون مین ایسا اختلاف
ہے کہ دلالت کرتا ہے کہ کتاب عہد عتیق مین بلا شبہہ تحریف ہوئی ہے۔
چنانچہ تعداد زمانۂ آدم سے طوفان تک اختلاف ہے اور اسی طور حضرت آدم
وشیث وغیرہ انبیا اور بزرگونکی عمرون مین اختلاف ہے۔ اسی نوع دونون
ترجمون کے مقابلہ کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ بعض مقامات پر الفاظ وکلمات اور
کہین آیت کی بھی کمی وبیشی اور تبدیل پائی جاتی ہے کہ ایک ترجمہ مین ایک لفظ
ہے اور دوسرے مین نہین ہے یا بجاے اوسکے دوسرا لفظ ہے اور اسیطور
کہین کہین آیتون کی کمی وبیشی بھی ہے بنا بر آن اگر ایک صحیح ہے تو دوسرا غلط
ہے اور یہی تحریف ہے۔ *
مگر ہر فہمیدہ ومنصف مزاج شخص جان سکتا ہے کہ جیسا احقر نے سابق
ازین عرض کیا کہ جس حالت مین اصل نسخہ یعنی نسخہ عبرانی جس زبان مین کتاب
عہد عتیق انبیاے کرام نے لکھی صحیح موجود اور جاری اور مشہور ومعروف ہے

پس اگر اوسکے ترجمون مین اختلاف ہو اور متفق اللفظ یا متحد المعنی نہین تو اس سے تحریف کتاب اصلی کی نہین ہوسکتی ہے۔ غایۃ الامر یہ کہ اگر فرض بھی کرلین کہ دونون ترجمے سامری اور یونانی مین بڑے بھاری اختلاف ہین اور فی الواقع ایسا ہی ہے کہ اگر ایک ترجمہ کو صحیح مانو تو دوسرا غلط ہے تو بھی تحریف کتاب مقدس نہین ہوسکتی ہے اور خود کتاب اصلی غیر معتبر و نامعتمد نہین ہوسکتی ہے انتہا یہ کہ ترجمہ غلط ٹھہرے گا۔ نہ یہ کہ اصل کتاب کو محرّف ٹھہراوین جیسا کہ سابق ازین عرض ہوا۔

اسکے علاوہ یہ بھی واضح ہو کہ جن علمار نے دونون ترجمون سامری اور یونانی مذکورہ کو بڑی ہوشیاری اور غور کے ساتھ باہمدگر مقابلہ کیا ہی اور پھر اُن دونون کو اصلی نسخہ عبرانی سے بھی ملایا اُنھون نے صاف صاف شہادت دی ہے۔ اور مقابلہ سے ظاہر کیا ہے کہ ہرچند ان ترجمون مین باہمدگر اختلاف ہین اور اصل نسخہ عبرانی سے بھی فرق اِن مین پایا جاتا ہے لیکن سب اختلافات کم اور غیر مہم اور غیر گران زوائدات مین واقع ہین کہ باوجود اونکے واضح ہی کہ کتاب مذکور اب بھی صحیح اور اصلی موجود ہے۔ اِن ترجمات مین بھی ایسا اختلاف معنوی نہین ہے جسکی باعث اصولِ دین یا تعلیمات و ہدایات یا کسی بڑی بات مین فرق پڑے۔ ہان بعض الفاظ و کلمات کا فرق ہے ترجمونکے سبب سے سہو کاتبون اور نقل کنندون سے ہوجاتی ہین سو ہین نہایت جزئی اور اخف امر و نہین

بلکہ کمال تعجب ہے اور نہایت حفاظت وصیانت کی دلیل ہے کہ باوجود بعد عرصۂ کثیر کے کہ ہزار برس سے زیادہ مدت تک دونون ترجمون کی نقلین مشتہر ہوئین اور اس حالت مین سہو کاتبین سے زیادہ فرق پڑنا ممکن تھا سو ویسا نہوا بلکہ باہمدگر دونون ترجمے اور وہ اصل عبرانی نسخہ سے ایسے مطابق وموافق ہین کہ جملہ اصول دینیہ وشرائع واحکام الہی ودیگر مطالب ومقاصد مین یکسان ومتحد ہین۔ صرف بعضی چیزون مثل پہاڑون یا دریا وغیرہ کے نام یا اعداد وغیرہ جزئی اور خفیف باتون مین تفاوت ہے۔ چنانچہ نکتہ چین اور حرف گیر اعتراض کرنے والے بھی کوئی بھاری اختلاف نہ نکال سکے اگرچہ عبارت آرائیون سے بڑی کوشش بھی کی۔

الغرض اس اختلاف خفیف ترجماتِ قدیم سامری ویونانی سے ہرگز کتابِ مقدس کی تحریف ثابت نہین ہوتی ہے اور نہ اسکے باعث کسی کے دل مین شبہہ پڑسکتا ہے۔

(۱۲) یہ کہ کتاب عہدِ عتیق کے نسخہ جات عبرانی بھی باہمدگر مختلف ہین اور ایسے تمام نسخہ جات کتاب عہد جدید بھی یکسان نہین ہین بلکہ کمی وبیشی اور تبدیل الفاظ کی ہے اور بعض جگہ آیتون کی بھی۔ اور تحریف کا ثبوت تو ایک لفظ کی کمی بیشی یا تبدیل سے ہوجاتا ہے۔ پس جس حالت مین خود علمائے مسیحی کے اقرار سے ثابت ہے کہ ہزارون جگہ کمی وبیشی یا تبدیل الفاظ وکلمات اصل

نسخہ جات مین واقع ہے تو پھر کس طرح ان کتابون کو صحیح اور اصلی اور غیر محرف اور بلا تبدیل کہہ سکتے ہین بلکہ بالیقین تحریف ثابت و متحقق ہے

اس اعتراض کو اکثر علماے محمدی نے پیش کیا ہے۔ مگر ہر فہمیدہ و سنجیدہ شخص جان لیگا کہ ایسی باتون سے تحریف ثابت نہین ہو سکتی ہے اور نہ اختلاف نسخہ سے خصوصاً جب امورات جزئیہ مین ہون کوئی کتاب غیر معتبر ٹھہر سکتی ہی جیسا کہ مین نے اِس بات کو بقدر ضرورت بیان معنی تحریف مین ذکر کیا ہی۔ واضح ہو کہ بہت سے علماے مسیحی نے محنت شاقہ کر کے بڑے احتیاط اور کمال عرق ریزی سے جسقدر نسخہ جات قدیم و جدید قریب اور دور کے فراہم ہو سکے جمع کر کے مقابلہ کیا چنانچہ حکیم کنیکٹ نے ٦٣٠ عہد عتیق کے نسخون کا مقابلہ کیا۔ اور دی روسی عالم نے ٩٧٠ نسخون کو باہمدگر ملایا اور اسیطور اور بھی کئی عالمون نے مقابلہ کیا اور بعد مقابلہ نتیجۂ مقابلہ یہ لکھا کہ اگرچہ عہد عتیق کے عبرانی نسخہ جات مین کاتبون اور نقل نویسون کے سہو و نسیان وغیرہ سے غلطیان اور اعراب و نقاط و حروف و الفاظ کی اور بعض جگہ جملہ کی بھی پائی جاتی ہین مگر باوجود اسکے کوئی سہو اور غلطی ایسی نہین جسکے باعث اصول ایمانیہ یا ارکان دین یا ہدایت و تعلیم یا کسی اور عمدہ اور بڑی بات مین اختلاف یا تبدیل واقع ہوا ور نہ کوئی قصدی تبدیل ثابت ہوتی ہے بلکہ عبرانی نسخہ عہد عتیق کا اصلی اور بلا تحریف و تبدیل ہمارے زمانہ تک مروج و مشہور ہے

پھر لکھا ہے کہ کوئی گمان نہ کرے کہ ان اختلافات نسخون کے باعث کلام الٰہی مین کچھ نقص واقع ہوا ہرگز نہین بلکہ اوسکی جملہ تعلیمات و ہدایات و مطالب و مقاصد اب بھی وہی ہین جو ابتدا مین تھے۔

علیٰ ہذا القیاس حال کتاب عہد جدید ہے کہ مِل و بنگل و دیت اسطین و گریسباخ وغیرہ نے ۵۸۴ نسخے اور شولز صاحب نے ۶۷۴ قدیمی نسخون کا مقابلہ کیا اور اونکے سوا اور بھی کئی مقابلے ہوے ہین۔ سب نے بالاتفاق لکھا ہے کہ اگرچہ ان نسخون مین بوقت مقابلہ اختلاف اعراب و نقاط و حروف و الفاظ اور بعضی جگہ آیتون کی تقدیم و تاخیر بھی پائی گئی اور چند جگہ بعض جملہ کی کمی و بیشی بھی دیکھی گئی مگر پھر بھی تمام کتاب بحالت اصلی بلاتحریف و تبدیل ہے تمام نسخون مین ایک ہی مضمون اور مطلب اور مقصد ہین اور سب کے سب جملہ تعلیمات و ہدایات و اصول و فروع مین موافق و مطابق ہین۔ یہ اختلاف اکثر اوقات نقلنویسون کی غفلت و نسیان اور سہو سے ہوے اور کبھی مالک کتاب کی فرمایش سے ایسا ہوا کہ نقلنویس نے کوئی کلمہ یا زیادہ بطور تفسیر حاشیہ پر لکھا یا خود اپنی ہی مرضی سے ایسا کیا اور جسنے اوسکی نقل کی اوس حاشیہ کو سہواً یا قصداً متن مین داخل کر دیا +

القصہ جیسا مین نے سابق ازین بیان معنی تحریف مین عرض کیا ہے مدعا یہ ہے کہ سب سے عمدہ اور بہتر طریقہ کسی کتاب کی تصحیح کا یہ ہے کہ جسقدر اُسکے

نسخے قدیم وجدید ملین اُن سب کا مقابلہ عالم وفاضل اور زباندان اوسلے کرین اور جتنے
نسخے زیادہ ہونگے اوسی قدر بسبب سہو ونسیان کاتبون اختلافات شمار مین زیادہ
ہونگے لیکن اتنی ہی صحت بھی زیادہ ہوگی۔ پس قدیم زمانہ مین جب فن چھاپہ کا
نہ تھا نقلنویس جب کتابِ مقدّس لکھتے تھے تو جیسا اور کتابون مین ہوتا ہی
اوسیطور کتابِ مقدّس کی نقل کرنے مین بھی اون سے غلطی ہوتی تھی کیونکہ
محال عادی ہے اور خلافِ تجربہ کہ کسی کتاب کو کوئی شخص نقل کرین اور کوئی
غلطی نہ کرے۔ ہان البتہ اس کتاب کی نقل مین زیادہ احتیاط تھی جیسا کہ تجربہ سے
معلوم ہوتا ہے مگر یہ بات نہین ہوسکتی ہے کہ ہزار دو ہزار نسخون کا مقابلہ ہو اور
کے سب نسخے حرف بحرف اور نقطہ بہ نقطہ موافق ومطابق ہون اور کوئی کاتب
لکھنے مین سہو اور خطا نہ کرسکے۔

پس جب مصححین کتابِ مقدّس نے مقابلہ کیا اور اُن نسخون مین فرق اختلاف
مذکور ملاحظہ کیا تو اس سے تحریف ہرگز ثابت نہین ہوتی ہی بلکہ بلحاظ دیگر کتب
کے مقام تعجب ہے کہ اگر اتنی بڑی کسی دوسری کتاب کے اسقدر نسخون کا مقابلہ
کیا جاتا تو اختلافات پائے جاتے اور بڑے بڑے فرق وتفاوت دیکھے جاتے
مگر اس کتاب کے نسخون کے مقابلہ مین باوجود کثرت نقول اور امتداد مدّت
مدید کے پھر بھی اتنے ہی اختلاف پائے گئے اور پھر ایسا اختلاف کوئی نہ پایا
گیا جسکے باعث عمدہ مطالب ومقاصد مین فرق پڑتا یا ارکان دین اور اصول ایمان

یا ہدایت و تعلیم یا دیگر مضامین عمدہ مین کمی و بیشی یا تبدیل و تغیر ہونے کا شبہہ پڑ تا ہیں جملہ نسخہ جات قدیم و جدید متحد المضامین و متفق المطالب والمقاصد ہین اور یہ بھی ایک بڑی دلیل کتاب مقدس کی حفاظت و صیانت کی ہی جو ایمان داروں کے اہتمام اور محنت اور خدائے تعالی کی تائید اور برکت کی دلیل ہے۔

اور واضح ہو کہ مصححین و محققین کی محنت اور کوشش سے وہ اختلاف نسخ بھی ہو گئے ہین اور تمام غلطیان جو ایک نسخہ مین پائین وہ دوسرے نسخون کے مقابلہ سے صحیح ہو گئین صرف چند آیات معدودہ مشتبہ باقی ہین جنکی جانب مرجح معلوم اور وہ بھی ایسی ہین جنکے ہونے اور نہ ہونے سے کسی طرح کا مطلب یا مضمون جزئی بھی کم و بیش نہین ہو سکتا ہے۔

الغرض ان اختلافات نسخون کے اعتراض سے کسی نہج کتاب مقدس محرّف متصوّر نہین ہو سکتی ہے اور نہ اس جہت سے وہ غیر معتبر و غیر مستعمل کی جا سکتی ہے - باقی یہ بات ہی اور ہے کہ تحریف کا ثبوت تو ایک لفظ کی کمی و بیشی یا تبدیل سے ہو جاتا ہے۔

علمائے اہل اسلام جو اس اعتراض کو پیش کرتے ہین اون سے تعجب ہی یا تو ان کو لازم ہی کہ ثابت کرین کہ کتاب مقدس کے اختلافات نسخہ سے مطالب و مقاصد کتاب بدل گئے اور نہین تو ایسا کلام کہنا نہ چاہئے کہ اب وہ قابل اعتماد و لائق اعتقاد نہین ہے۔

(۱۳۸) یہ کہ توریت تمام وکمال حضرت موسیٰ کی تصنیف نہین معلوم ہوتی ہے
اسواسطے کہ اوسمین بہت سی عبارتین ایسی پائی جاتی ہین جن سے دریافت ہوتا ہے
کہ وہ عبارتین یقیناً حضرت موسیٰ نے نہین لکھین جیسا کہ اوس کتاب کے آخری
باب مین حال موت حضرت موسیٰ کا لکھا ہے پس اس سے تو صاف معلوم
ہوتا ہے کہ یا تو تمام توریت حضرت موسیٰ کی تصنیف نہین ہے یا وہ عبارتین
دوسرے لوگون نے ملا دی ہین اور یہی تحریف ہے +

مگر یہ بھی ایک ناواقفیت کا شبہہ ہے یا صرف ہٹ دھرمی اسواسطے کہ بعد
حضرت موسیٰ کے حضرت عزیر نے توریت کو لکھا ہے چنانچہ کتاب مقدس سے
واضح ہوتا ہے پس اونھون نے بعض عبارات بطور ایضاح و بیان مطالب
اضافہ کین اور حضرت موسیٰ کی موت کا حال مظنون یہ ہے کہ حضرت یوشع نے لکھا ہے
جیسی توریت کہ اب ہے مع آن عبارتون مذکورہ کے تمام قدیمی نسخون مین اور
دوسری زبانون کے قدیمی ترجمون مین موجود ہے اور سلف سے خلف تک
یہودی اور مسیحی ہشیار لوگون مین مروج اور جاری رہی ہے اور گو اب اون بعض
عبارتون کی نسبت یقیناً نہین کہہ سکتے ہین کہ کس نبی نے لکھین لیکن قدیم
سے توریت ایسی ہی ہے اور مجموعہ مین شامل ہے ایسی سب باتون کیواسطے خداوند
یسوع مسیح کی شہادت کافی ہے کہ جو صحف انبیاے کرام اوس زمانہ مین جاری او مروج
تھے اونکو خداوند نے تسلیم کیا اور اونکی تصدیق کی اور اون پر حوالہ دیا +

اور حواری خدا کے برگزیدہ رسولون نے تسلیم کیا اور حوالے دئے ۔

اور محمدیون کے واسطے اسیقدر کافی ہے کہ جو توریت زمانۂ محمدی مین جاری تھی وہی ہے جسکی تصدیق قرآن کرتا ہے پس اگر مسلمانون کو ان عبارتون کی نسبت کچھ شبہہ ہے تو آن قدیمی نسخون کو ملاحظہ کرین جو قبل محمد صاحب کے دو سے تین سے برس پہلے کے لکھے ہین اور اب تک موجود ہین کہ اونمین عبارات مذکورہ بجنسہ و بعینہ موجود ہین یا نہین ✤

(۱۴) یہ کہ ۵۳۲ء سے اکثر فرقون پر پوپون کی حکمرانی شروع ہوئی اور ۸۵۳ء مین اونکا تسلط بڑے زور شور سے ہوگیا اور فرقہ پروٹسٹنٹ کے بڑے بڑے عالمون نے اون پوپون کو شیطان از راہِ مذمت کہا ہے اور ہارن صاحب ترجمہ لاطینی کے حق مین جو مدار ایمان مقلدانِ پوپ کا ہے یہ لکھتے ہین کہ کوئی ترجمہ مثل ترجمہ لاطینی کے خراب نہین ہے اوسمین الحاق بھی ہوا ہے پس جب مدت تہائے مدید تک اوس خراب ترجمہ کی مزاولت رہی اور اسِ عرصۂ مدید تک اُسمین الحاق ہوتے رہے تو تحریف مستحیل عقلاً نہین ہے ۔

مگر واضح ہے کہ پوپ اور اونکے مقلدون کی مذمت اور تحریف سے کچھ مناسبت نہین ہے جو لوگ خدا کے حکمون پر نہ چلین اور خلاف کلام اللہ رسم و رواج آبائی کے پابند ہون اور بدعتون کو مانین وہ قصور اُن لوگون کا ہے مگر اس سے کلام الہٰی پر کوئی اعتراض نہین ۔ باقی رہا ترجمہ لاطینی پس جیسا مین نے اوپر

عرض کیا کہ جس حالت مین اصل نسخہ مقدس کتاب کا یعنی نسخہ عبرانی عہد عتیق کا اور نسخہ یونانی عہد جدید کا صحیح موجود اور جاری ہی پس ترجمہ کی غلطی سے کتاب موصوف محرف نہین ہو سکتی ہی۔ اگر سقم ہی تو اُس ترجمہ مین ہی اور بس ؛

(۱۵) آیہ کہ بعض صاحبون نے بعضے دہریون اور ملحدون اور منکرون کی کتابون سے کتاب مقدس کے مضامین پر بہت سے اعتراض کیئے ہین کہ فلان فلان مضامین نامناسب ہین اور یہ تعلیم اچھی نہین ہی اور اِس بیان پر فلانا منکر یہ اعتراض کرتا ہے۔ اور فلانا دہریہ اپنی کتاب مین کلام آلہی پر یون ہنستا ہے اور فلانا ملحد اور منکر ایسے کلمات گستاخانہ کہتا ہی اور فلانا بے ایمان خود خدا تعالی کو نہین مانتا ہے اور فلانے زمانہ مین دہریون کا فلانے فلانے ملک مین یہ زور و شور تھا اسی طور جز کے جز سیاہ کیئے ہین اور اونکے ذیل مین یہ بھی بیان کیا ہی کہ بعض روایات یا تعلیمات کتاب مقدس کی باہم دگر مخالف و مبائن ہین یا یہ بیان خلاف واقع ہی وغیرہ *

لیکن اِن باتون سے اور تحریف سے کوئی علاقہ نہین ہے۔ ایسی باتون کا لکھنا اِن صاحبون کو محض ازراہِ تعصب و خشم و غضب ہے کہ جب ثبوتِ تحریف سے عاجز ہوئے ایسی باتین دھریون اور ملحدون کے اقوال سے لکھدین تاکہ لوگون کے دل مین کتاب مقدس اور دینِ حق کی طرف سے شبہہ پڑے اور یون ہی تذبذب اور شک مین پڑ جاوین۔ مگر اول تو ایسے کلام جیسے آن صاحبان

نے باوجود اقرار اسلام کے کتاب اللہ اور دین حق اور انبیا و حواریون وغیرہ
کی نسبت لکھے ہین ہرگز ہرگز کسی محمدی کو درست نہین بلکہ بالجملہ ایسی باتین کرنا اور لکھنا
دائرہ اسلام سے خارج ہوتا ہی چنانچہ جو چاہے اُن باتونکو دیکھ لے کہ اہل اسلام کو زیبا
نہین بلکہ خلاف بات ہی کہ جبتک وہ اسلام کا دعوی کرتے ہین تب تک اُن باتون
مین گفتگو کرین اور ایسے اعتراض پیش کرین جو جانبین کے نزدیک مسلم اور بالاتفاق ہین
آپکے سوا اگر بالفرض محال تسلیم بھی کیا جاوے کہ وہ سب اعتراض درست ہین
اور تمام باتین صحیح ہین کہ کتاب مقدس کی تعلیم و ہدایت وغیرہ درست نہین ہین
اور اوسکی روایتون مین تعارض و تضاد حقیقی ہی تو اس سے یہ معلوم ہوگا کہ کتاب
مقدس الہامی نہین اور دین مسیحی حق نہین مگر اس سے کتاب مقدس کی تحریف
ثابت نہین ہوسکتی ہی۔ کیونکہ تحریف اوسی صورت مین ثابت ہوسکتی ہے جب
یہ بات بدلائل یقینیہ ثابت ہو کہ ان کتابون مین پہلے یہ سب مضمون نہ تھے
اور وہ روایات نہ تھین اور وہ تعلیمات و ہدایات و اخبار وغیرہ تھے جن پر اعتراض
کیا ہی یا جنکو دہریون ملحدون اور منکرون نے نامناسب اور برا کہا ہی۔
کسی کتاب پر لوگون کا اعتراض کرنا اور اوسکے مضامین کو برا جاننا بلکہ
بالفرض اوسکے فی الواقع قابل اعتراض و لائق گرفت کے ہونا اور بات ہے
اور تحریف دوسری بات ہی۔
مثلاً قرآن کے مطالب و مقاصد و مضامین پر لوگ اعتراض کرتے ہین

اُسکے اصولِ ایمانیہ اور احکام اور قصص وغیرہ کو نامناسب اور خلاف واقع
بیان کرتے ہین اور اُسکی آیات واخبار مین بھی اختلاف معنوی اور حقیقی ظاہر
کرتے ہین لیکن اِس سے قرآن کی تحریف ثابت نہین ہوسکتی ہو بلکہ جو سُنیگا
ہنسیگا کہ جس قدر نسخے قرآن کے ہین سب مین یہی مضمون اور مطلب ہین پس
یہی حال کتاب مقدس کا سمجھنا چاہیئے :

الغرض مضمون اور مطالب کتابِ مقدس پر اعتراض کرنے سے کسی نہج
شبہہ تحریف نہین پڑسکتا ہے - ہان جسوقت اہل اسلام کتاب موصوف کو اصلی
اور صحیح ہونے کے معترف ہون اور یہ بات بھی بانصافِ دل یقین کرین کہ
قرآن کتاب موصوف کی گو بظاہر تصدیق کرتا ہی کہ اُسکو کلام اللہ بتلاتا ہی مگر بباطن
اوسکے مخالف ومباین ومعارض بیان وتعلیم کرکے اوسکی تکذیب کرتا ہے تو ایسا
کرنے سے وہ خود توفی الواقع وفی الحقیقت کلام آلہی نہین ہوسکتا ہے -
تب اِس بات کی تحقیقات اور دریافت کا موقع ہوگا کہ کتاب موصوف منجانب
اللہ ہے یا نہین - اور اوسکے مطالب ومقاصد ومضامین حق ودرست
اور صحیح وراست اور واقعی ہین یا نہین اور دہریون ملحدون اور منکرون کے
کے اعتراض بجا ہین یا بیجا - مگر جب تک مسلمان قرآن کو من جانب اللہ
اور محمد کو رسول اللہ مانتے ہین تب تک اونکو کتاب مقدس کے مضامین
پر یا انبیاے کرام وغیرہ بزرگان دین مسلم الطرفین پر معترض ہونا

نازیبا و نامناسب و خلافِ دابِ مناظرہ و مباحثہ اور خلاف حق جوئی و حقانیت کے ہے ؛

(۶) یہ کہ جسٹن نامی عالم مسیحی یہودیون کو بعض آیاتِ توریت کی نسبت الزام تحریف دیتا تھا کہ اُنھون نے توریت کو بعد مسیح بدل ڈالا ہے اور علماے مسیحی نے اُسکے قول کو تسلیم کیا ہے۔ پس علماے مسیحی کے اقرار سے توریت کی تحریف ثابت ہے ؛

(۶) جواب قول جسٹن

مگر واضح ہو کہ جسٹن نے یہ بات غلطی سے کہی چنانچہ محققینِ علما نے اس امر کو بخوبی تمام ظاہر کیا ہے کہ اوسنے یہ بات صرف اِس باعث سے کہی تھی کہ وہ زبانِ عبرانی نہ جانتا تھا اِس جہت سے اصل عبرانی نسخہ سے ناواقف تھا صرف قدیم ترجمۂ یونانی جسکو سپٹواجنٹ کہتے ہین اوسکے پاس تھا اور ترجمۂ مذکور بعض جگہ غلط ہے اِس جہت سے جیسا اوسنے دیکھا کہ نسخۂ عبرانی جو یہودیون کے پاس موجود تھا اوسکے پاس والے ترجمہ سے سب باتون مین موافق نہین بلکہ بعض جگہہ فرق ہے تو اوسنے گمان کیا کہ اُن یہودیون نے اپنا نسخۂ عبرانی بدل ڈالا ہے پس یہ قول جسٹن کا محض ناواقفیت زبانِ عبرانی سے تھا چنانچہ کئی علماے نامدار نے اسبات کو بدلائل ثابت کیا ہے کہ نسخۂ عبرانی باوجود سہو و نسیان کاتبون کے نہایت خفیف باتون مین ہوئے ہین اصلی اور قابل اعتماد ہے ؛

اور جسٹن کے قول کو بعض علما نے مانا تھا نہ یہ کہ سینٹ پس ایک شخص کا گمان جو محض ناواقفیت زبان عبرانی کے سبب سے ہوا رو برو اوس تحقیقات کامل کے جو علماے کثیر نے کی ہی قابل التفات نہین ہی جنھون نے دونون اصل اور ترجمہ کو ملاحظہ کرکے براہین ثابت کر دیا ہی کہ بلا شبہہ نسخۂ عبرانی صحیح و درست بلا تحریف و تبدیل ھی؛

(۱۷) یہ کہ حواریون ہی کے زمانے مین بہت سے لوگ جھوٹی تعلیمات کرتے تھے بجدیکہ حواری اور انجیل نویس بھی اپنی تحریرات مین اپنے شاگردون کو اسکی اطلاع کرنے لگے چنانچہ نامہاے حواریون مین موجود ہی اور اُنکے بعد اتنی کتابین انجیل اور اعمال الرسل اور نامے اور مشاہدات وغیرہ کے نام سے جعلی اور جھوٹی کتابون کا رواج ہوا کہ اونکا حصر مشکل ہی۔ ہارن صاحب تفسیر مین لکھتے ہین کہ اُن جھوٹی اور جعلی کتابون مین سے بہت سی نیست و نابود ہو گئین اور بعضی اب تک موجود ہین اونکے پیچھے اُن کتابون کو جو اُسوقت موجود تھین فہرست لکھی ہی۔ پس جس حالت مین اتنی بیشمار کتابین جاری ہون پس کس طور معلوم ہو سکتا ہی کہ ان مین سے کونسی حق اور من جانب اللہ ہی اور کونسی جھوٹی اور جعلی ہین؛

لیکن ان صاحبون کا ایسا حق و باطل کو یکسان بیان کرنا افسوس کے لائق ہی ورنہ ایسی باتون سے کتاب مقدس پر تحریف کا شبہہ نہین ہو سکتا

ہی-چاند پر خاک نہین پڑ سکتی ہی؛ واضح ہو کہ جس طرح دین مسیحی باوجود کثرت
رواج ادیانِ باطلہ کے سب مین معزز و ممتاز رہا ہی اور باانیہمہ کہ ابتدا سے آج تک
بہت سے جھوٹے دین و دنیا مین جاری رہے مگر دین مسیحی سب سے جدا اور علیحدہ ہی
اسی طور جھوٹی اور جعلی کتابون کے ہونے یا جھوٹے وعظون کے ہونے سے کتاب
مقدس عہد جدید بھی مشکوک و مشتبہ نہین ہو سکتی ہی؛

حسبطور حواریون نے دینداروں کو اون جھوٹے وعظ و تعلیم کرنے والون اور
آن کی باطل باتون سے متنبہ کر دیا اسی طور جمہور مسیحی اور تمام کلیسیاے عامہ مسیحی
صرف اس کتاب کی ابتک بلا ناغہ تلاوت کرتے اور اسکے بموجب عمل کرتے رہے ہین
اور یہی کتاب ہمیشہ سے تمام جماعات مین عموماً بوقت عبادتِ روزانہ و اعیاد وغیرہ
عبادتخانون مین متواتر پڑھی جاتی ہی اور یہی مدار ایمان و اعمال و ہدایت و دستور العمل
تعلیم و تلقین جماعات عامہ مسیحیہ مین رہی ہی؛ اس کتاب کے سوا کبھی کوئی دوسری
کتاب مقبول کلیسیا مین نہین ہوئی کہ وہ کلامِ خدا ہی-

الغرض کتابِ مقدس انجیل کے یہی پاک نوشتے یعنی یہی انجیل اربعہ و اعمال الرسل
و مکتوبات و مکاشفات جملہ جماعات مسیحیہ مین عموماً مروج و متداول و مشہور و معروف
ابتدا سے آج تک متواتر رہے ہین یہانتک کہ ہر ایک ایماندار اِن سے واقفیت
رکھتا اور اُنکو بخوبی جانتا اور پہچانتا رہا ہے- کیونکہ علاوہ علما اور فضلا کے جو
اُنکو پڑھتے پڑھاتے وعظ و نصیحت و تعلیم و تلقین کرتے اور جنکی تفاسیر و کتب

اور رسالے اور خطوط وغیرہ تصانیف اب تک بکثرت صفحۂ روزگار پر موجود ہین سلئے
سوا جو لوگ لکھنے پڑھنے سے عاری ہین یا تھے وہ بھی کتابِ موصوف کو عبادتخانون
مین بوقتِ عبادت اپنی زبان مین مدام سنتے اور وعظ و نصیحت و تعلیم و تلقین پاتے
رہے ہین جس سے انکو بھی کتابِ مقدس سے واقفیت و شناسائی ہر وقت
ہوتی رہی ہے +

پس کتاب موصوف دنیا مین عنقا صفت نہ تھی کہ جسکو کوئی نہ پہچانے اور
دوسری کسی کو مان لیوے دھوکھا کھا کر یا کسیکو ادنی شک و شبہہ کتاب مقدس
پر ہو سکے +

اور وہ جھوٹے اور جعلی نامے یا رسالے جو بعض بدعتی لوگون نے لکھے وہ
کسی وقت جمہور مسیحیون مین مقبول و مروج نہین ہوئے اور نہ کسی جماعت مسیحی کو
اونکے کذب کی نسبت کبھی شک و شبہہ ہوا بلکہ ہمیشہ دیندارون نے انکو مردود
و نامقبول جانا اور جھوٹا ظاہر کیا ہے - بلکہ خود انھین جھوٹے نامون اور رسالون
مین سے بعض کے سیاق تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ انکے مصنفون نے وہ حکایات
جمع کرکے لکھدی ہین جو اونکے وقتون مین بعض لوگون مین بطور قصہ اور زبانی
روایات کے مذکور تھین - کچھ دعوی الہامی ہونے کا نہین کرتے ہین -
بلکہ اونسے بھی صاف واضح ہے کہ بوقت تالیف و تصنیف اون رسالون کے
بھی انجیل شریف مشہور و معروف تھی اور خود اون رسالون کے لکھنے والے

بھی اُسکو معتبر و مستند اور کلام اللہ ظاہر کرتے ہین کہ بعض مقام پر بعض حالات کو اپنے اپنے رسالون مین درج کرکے لکھتے ہین کہ یہ بات انجیلِ مقدس مین بھی مرقوم ہی؛

خلاصہ یہ کہ انجیلِ مقدس کے تمام پاک نوشتے آغاز سے ابتک جمیع جماعات عامۂ مسیحیہ مین اور جمہور بیشمار مسیحیون مین متواتر و متوالی ہر وقت جاری اور مروج و مشہور و معروف رہے ہین اور اسکو سبنے ہمیشہ سے معتبر و مستند اور کلام مانا ہے جیساکہ آگے اوسکا مختصر حال درج ہوگا؛

پس اگر بعض لوگون نے زبانی روایات کو خواہ جمع ہی کردیا یا کسی کسی بدعتی کذاب نے اپنی حماقت اور شرارت سے کوئی رسالہ یا نامہ لکھکر الہامی بھی بتلایا ہو تو اِس سے کتابِ مقدس مشکوک و مشتبہ نہین ہوسکتی ہی؛

جیساکہ قرآن اہل اسلام مین عموماً جاری ہی پس اگر کوئی ایک جعلی اور موضوعی کتاب بنام نہاد قرآن لکھے جیساکہ عوام مین مشہور ہی کہ فیضی نے ایسا کیا بھی تھا تو اس سے قرآنِ متعارف و مشہور مشتبہ نہین ہوسکتا ہی اور کوئی شخص شک نکریگا کہ قرآن کونسا ہی؛

یا مثلاً کتاب مؤطاے مالک جو بروایت یحیی اہل تسنن مین مروج ہی اگرچہ اوسکی واقفیت عام لوگون کو نہین ہی صرف عالم ہی اُسکو جانتے پہچانتے ہین پس اگرچہ کئی کتابین بنام مؤطا نہ صرف مرقوم ہین بلکہ وہ بھی جاری اور مروج

ہین لیکن باوجود ان سب باتون کے موطا جو مالک کی طرف منسوب ہی اسکو ہر کوئی پہچانتا ہے اور کسی کو شبہہ نہین ہی ؛

پس جس حالت مین کہ اناجیل اربعہ و کتاب اعمال الرسل و مکتوبات و مکاشفات یوحنا مسیحیون کی جماعتون اور بشمار لوگون مین اس درجہ مشہور و معروف و مروج و متداول ہون کہ ہر شخص اعلیٰ ادنیٰ صغیر و کبیر عالم جاہل سب کے سب اُسکو جانتے اور مانتے ہون اور خاطر خواہ اونکی واقفیت و شناسائی رکھتے ہون تو ایسی حالت مین اگر چند جھوٹی کتابین ان نامون سے یا دعوی الہام سے بعض بدعتی لوگون مین پائی جاوین تو اونکے باعث یہ صحف مقبول انام و مشہور خاص و عام مشتبہ و مشکوک نہین ہوسکتی ہین ؛ بھلا آپ صاحب ملاحظہ فرماوین کہ جس حالمین کہ صحاح ستہ اہل تسنن مین وقت تالیف مولفین سے جاری ہین اور لوگون مین مشہور ہین اور سنیون مین وہ کتابین جاری ہین پس اگر ایک عرصہ سے بہت سی جھوٹی کتابین روایات و حکایات کاذبہ کی بعض لوگون نے لکھی ہین جیسے کئی کتب سیر اور متعدد وفات نامے اور مولود اور صدہا کتب تعویذات و اوراد و وظائف اور قسم قسم کے گنڈون اور فتیلون اور فالنامون اور شگون وغیرہ اور انواع و اقسام کی رسمون وغیرہ کی اور ملانون اور پیرزادون اور فقیرون وغیرہ مین جاری بھی ہین اور ان شدومد کے ساتھہ کہ اونکی ردائتین بھی لکھی ہین اور یہ بھی کہ ہر کہ شک آرد

کا فرگردد - لیکن باوجود اِن سب باتون کے کسی کو شک نہین ہو جاتا ہی اور کوئی شبہہ پیدا نہین ہوتا ہی کہ دوسری اور تیسری صدی ہجری سے کونسی کتابین حدیثون کی مروج ہین اور اونین سے کونسی عموماً معتبر سمجھی جاتی ہین :

پس ای بھائیو کتاب مقدس کو اس سے بدرجہا افضل و اعلیٰ اِس باب مین سمجھنا واجب ہی کہ اوسکے جانتے اور ماننے والے بیشمار خاص و عام ہر وقت اور ہر عہد مین رہے پھر فرمائیے کہ اگر تیسری یا چوتھی صدی مین چند جھوٹی کتابین لوگون نے خواہ تو زبانی روایات اور قصون کو جو لوگون مین زبانی تھے کسی نے جمع کرکے لکھ دیا یا بعضون نے اپنی جعلی کتاب کو الہامی بھی ظاہر کیا تو جیسا اون رسالون اور کتابون کو جماعات عامۂ مسیحی حق نہین مان سکتے تھے اِسی طور ان کتب مروجۂ عام اور مشہور انام کی صداقت پر کسی کو ادنیٰ شبہہ بھی نہین ہو سکتا تھا :

(۱۸) یہ کہ کتاب مقدس مروجۂ حال کی تعلیمات و ہدایات و اخبار وغیرہ مخالف و مبائن مطالب و مقاصد قرآن و احادیث محمدی کے ہین اِس سے دریافت ہوتا ہے کہ کتاب موصوف محرف ہو گئی ہی - بعضے کہتے ہین کہ تحریف مطلبات مین واقع ہوئی ہی بالفاظ یسیر و قلیل اور بعضون کا یہ قول ہی کہ نہین بلکہ بکثرت تمام تبدیلی و تحریف واقع ہوئی ہے اور بعضون کا بیان ہی کہ یہ وہ کتاب ہی نہین ہی بلکہ اَور ہی کتاب ہی - یہ تو کسی نے توریت و انجیل و زبور وغیرہ

صحف انبیاے کرام سے بعض تعلیمات وہدایات واخبار وغیرہ اخذ کرکے درج کردی ہین اور باقی آپ اپنی طرف سے جوچاہا لکھہ دیا ہے لہذا جسقدر مطالب ومقاصد اس کتاب مین موافق قرآن وحدیث کے ہین یا اونکے مخالف نہین اونکو مان سکتے ہین اور باقی جو مخالف ومباین قرآن وحدیث وہ سب بلاشبہہ محرف ہین ؛

مگر یہ ایک عجیب دلیل اور طرفہ مضمون ہی کہ محض اپنے دعوے بلا دلیل کو عین ثبوت قرار دیا ہی۔ اگر صرف دعوی کرنے ہی سے کوئی بات ثابت ہوجایا کرے توجوکوئی جو دعوی کرے حق مانا جاوے ؛

غور فرمایئے کہ جس حالت مین قرآن ایسی کتاب کی تصدیق کرتا ہی اور اُسکو سچا بتلاتا ہی جو مشہور ومعروف اور مُرَوّج ومتداول خواص وعوام مسیحیون اور یہودیون مین تھی جسکا صحیفۂ اول یعنی توریت قرآن سے دو ہزار برس پہلے سے مُرَوّج ومتداول تھا اور صحیفۂ آخر بھی پانسو برس پیشتر سے جاری تھا۔ الغرض ایسے وقت مین کہ کتاب مقدس اطرافِ عالم واکنافِ جہان مین شرق سے غرب تک بیشمار یہودی اور مسیحیون مین جاری اور مشہور ومعروف تھی اوسوقت قرآن کی تصنیف شروع ہوئی اور وہ قرآن کتاب موصوف کو سچا اور خدا کی طرف سے بتلاتا ہی اور اوسکے کلام اللہ ہونے کی جابجا تصدیق کرتا ہی اور اپنی حقیت اور منجانب اللہ ہونے اور محمد صاحب کی نبوت کا

بھی دعویٰ کرکے اپنے دعویٰ کے صداقت کے واسطے کتاب موصوف کو شاہد اور
گواہ قرار دیتا ہی۔ مگر کتاب موصوف مین کسی جگہ قرآن و محمد صاحب کی شہادت
نہین اور نہ اوس دعوے کی گواہی پائی جاتی ہی بلکہ اوسکے مطالب و مقاصد
ایسے ہین جنکو اگر تسلیم کیا جاوے تو قرآن کی بہت سی تعلیمات وغیرہ ہرگز راست
و حق نہین ہو سکتی ہین پس اس سے خود قرآن کی غیر حقیت عیان ہی نہ کہ کتاب
مقدس کی تحریف و تبدیل؛

ہان اگر اہل اسلام طرفدار قرآن ہو کر یہ عذر اور دعویٰ درمیان مین لاتے ہین
کہ جس کتاب کی قرآن مین تصدیق ہی اور جسکو اوسنے اپنا شاہد قرار دیا ہے
وہ یہ کتاب نہین ہی بلکہ اور ہی تھی تو اُس کتاب کو پیش کرنا چاہیے یا کامل ثبوت
دینا واجب ہی کہ زمانۂ محمدی مین مکہ اور مدینہ اور دیگر مقامات عربستان اور روم
و شام و حبش و مصر وغیرہ کے بیشمار یہودی اور مسیحی لوگون مین اور ہی کتاب
مروج تھی جسکی تصدیق قرآن کرتا ہے۔ یا یہ کہ کتاب تو یہی ہی مگر اسمین مغلطات
امور مثل مسئلہ تثلیث اور مسئلۂ الوہیت مسیح و روح القدس اور مسئلہ کفارہ وغیرہ
فلان فلان مقام پر ان الفاظ قلیل و بسیر کی کمی و بیشی یا تبدیل و تغیر سے بدل گئے
کہ اوس زمانہ کی کتابون مین یہ مسائل نہ تھے۔ یا یہ کہ فلان فلان صحیفہ مین اس
کثرت سے تحریف واقع ہوئی ہے زمانۂ محمدی کی کتابون مین وہ بیشی و کمی
نہ تھی۔ اور جبتک ایسا نہین کرتے ہین پس یہ دعویٰ بلا دلیل پیش کرنا

خدا اسکو ثبوت بتلانا مناسب نہین ہے کہ ایک نادان بھی اوسکو قبول نہین کر سکتا ہے ؛

(۱۹) یہہ کہ کتاب مقدس مروجہ حال سے واضح ہوتا ہے کہ یہ سب کلام اللہ نہین ہو بلکہ کلام بشر بھی کلام خدا کے ساتھہ معلوم ہوتا ہو۔ کیونکہ اُسمین اکثر صحیفے مثل تواریخ کے ہین جیسے کتب سیر مثل مدارج النبوۃ وشواہد النبوۃ کے ہین جنکو علماے محمدی نے لکھا ہو کہ اون مین نسب نامے اور معجزات وغیرہ مفصل لکھے ہین اور بعضے مکتوب اور خطوط ہین وغیرہ۔ الغرض خالص کلام اللہ نہین ہے جیسے قرآن ہو کہ خداے تعالے خود متکلم اوس کلام کا ہو اور ہمارے نزدیک توریت وزبور وانجیل وغیرہ وہ صحیفے ہین جو خداے تعالی نے حضرت موسیٰ وداؤد وعیسیٰ وغیرہ انبیاؤن اور رسولون پر نازل فرمائے تھے نہ یہ تواریخ اور رسالے اور خطوط وغیرہ کہ تمام قال اللہ مین داخل نہین ہین ؛

مگر ظاہر ہو کہ ایسی باتین ہرگز قابل اعتبار کے نہین ٭

اوّل تو واضح ہو کہ کسی کلام کا ایسا ہونا کہ گویا خداے تعالیٰ اُس قول کا قائل اور کہنے والا ہو ہرگز اِس بات کی دلیل نہین ہو سکتی ہو کہ وہ واقعی کلام اللہ ہو اور نہ اسمین کسی طرح کی فضیلت اور بڑائی ہو اسواسطے کہ جھوٹا شخص مدعی نبوت ایسا کلام کہہ سکتا ہو اور اپنے کلام کو قال اللہ بتلا سکتا ہے اور ایسے دعوے لوگون نے کئے بھی ہین بلکہ شخص کاذب ضرور ایسی بات کریگا کہ اِس طریق

سے لوگون کو فریب دیوے کہ اپنے کلام کو خدا کی طرف منسوب کرے اور کلام اللہ ظاہر کرے ؛

ایسی طور کتاب الٰہی اور کلام اللہ کے شرائط مین نہین ہی اور نہ اوس کے لوازم مین سے ہی اور نہ اوسکی فضیلت اسمین ہی کہ وہ اسطور مرقوم ہو کہ گویا خدا بلا واسطہ بول رہا ہی اور آپ کو بصیغۂ متکلم ظاہر کرتا ہی۔ ایسے امورات کی کچھ حاجت اور ضرورت نہین ہی بلکہ کلام خدا چون آفتاب عالمتاب منور کنندۂ قلوب اور روشنی بخش دلہاے آدمیان ہی اوسی سے وہ پہچانا جاتا ہے انسانون کے دل اور اُنکی ارواح اوسکی حقیت اور کلام اللہ ہونے کے شاہد اور گواہ ہوتے ہین۔ ہادی برحق اور نور مطلق کی تاثیر روحانی اور ہدایت ربّانی سے طالبانِ راہ ہدی ہدایت پاکر یقین کلی اور اطمینان کافی و وافی پاتے ہین کہ بلاشبہہ یہ کلام اللہ ہی۔ نہ کہ اِن نقلی اور ظاہری اور دکھاوٹ کے دعوون سے ؛

بلکہ جس حالت مین کہ خداے تعالےٰ اپنے کلام شریف کو در جوحض وہ مطالب ومقاصد و ہدایت و تعلیم و تلقین و اخبار وارین ہین جنکا اظہار اور بیان بغرض اصلاح و تربیت و حصولِ نجات ابدی انسان کے واسطے اوسکی حکمتِ بالغہ اور رحمت کاملہ مین ضرور اور مناسب ہوے بذریعۂ انبیا و رسل کے جو جنس آدمزاد سے ہوگئے ارشاد کرتا ہے پس نہایت مناسب و بغایت زیبا ہے کہ وہ اپنے انبیاؤن کو اجازت دے کہ وہ اون مطالب اور مقاصدِ مذکورہ کو حسبطور

یا بانِ انسانی مین مطابقتِ لغت و محاوراتِ اہل زبان کے بیان کرین تاکہ لوگ اُن مطالب و مقاصد کو سمجھین اور ہدایت پاوین اسیطور اُن کو اِس نہج مرقوم کرین کہ گویا وہ محرّر اور کاتب من جانب اللہ ہین جو اون مطالب اور مقاصد کو ارقام کراتے ہین ؛

الغرض کتابِ مقدّس مین جسقدر کلام ہی خواہ وہ قال اللہ مین داخل ہو چاہے قال الرسول یا قال النبی یا قال الحواری مین وہ سبکے سب بالہام الٰہی و حکم ارشادِ خدا مرقوم ہوا ہی اور لکھنے والے اُسکے انبیا اور رسول اور حواری تھے پس وہ سب کلام اللہ ہی۔ اسکو حاجت نہین کہ اِس طور لکھا جاتا کہ گویا خدا خود بلا واسطہ بول رہا ہی اور خدائے تعالی اون الفاظ و عبارت مین اپنے تئین متکلّم قرار دیتا۔ کیونکہ مطلوب اور مقصود و مطالب و مضامین مذکورہ ہین وہ سب خدائے تعالی کے الہام اور حکم سے ہین اور الفاظ و عبارت کے لکھنے والے انبیا و رسول ہین اور بس ؛

لہذا اِس باعث سے کہ کوئی کلام قال اللہ کر کے نہین لکھا ہی اور خدا کو اُس مین بصیغۂ متکلّم قرار نہین دیا ہی کلام مشتبہ نہین ہو سکتا ہے اور الفاظ و عبارت کے نویسندہ ہر حالت مین وہی انبیا و رسول و حواری تھے چاہے وہ اون مطالب کو قال اللہ کر کے لکھین یا اپنے تئین اوسکے نویسندہ اور کاتب اظہار کر کے تحریر کرین ؛

دوسم یہ کہ علی ہذا القیاس شرائط ولوازم یا فضیلت کلام الٰہی سے نہین ہے کہ
بترتیب نہ لکھا جاوے یا اوسمین نسب نامے مذکور ہون یا نبیون اور رسولون کے
معجزات مرقوم نہ ہون اور نہ یہ کہ بطور کتاب یا رسالہ بطرز مکتوب از جانب انبیا
مذکور ہون تا کہ بے ترتیب متفرق آیات ادرا کرین ؛

بلکہ نہایت ضرور ہی اور مناسب اور بنہایت لائق و فائق ہی کہ خداے تعالے
حالِ آفرینش عالم و آدم و حالات انبیا و مرسلین وغیرہ جن باتون کا بیان کرنا واسطے
آگاہی و ہدایت یا بی بندون کے ضرور ہو بترتیب و تدریج مناسب ارشاد کرے
اور جیسا کہ انبیاے کرام اور خداوند مسیح اور حواریون کے معجزات اونکے وقت
کے لوگون نے اپنی آنکھون سے دیکھے اور ایمان لائے اسی طور اونکے بعد کے
لوگ اون معجزات باہرات کا حال کلام خدا مین پڑھین اور پشت در پشت کے
بعد دیگرے یقینِ واثق کرے اور اطمینان کامل حاصل کر سکے اس مقصد سے
اپنے کلام مین بیان فرماوے ؛

علی ہذا القیاس جسطور ارشاد خدا کو اوسکے رسول بطور کتاب کے لکھین اسی
نہج بطور خط بھی لکھ سکتے ہین - کتاب بھی کلام خدا ہو سکتا ہی اور خط بھی ؛

الغرض ایسی باتون سے ہرگز کوئی عاقل اونی شبہہ بھی نکریگا کہ کتاب مقدس
کے صحیفے سب ایسے نہین ہین کہ گویا خدا اون الفاظ کو بول رہا ہے اور اپنی
تئین بصیغۂ متکلم قرار نہین دیا ہے تو کلام خدا نہین ہی یا کہ اوسمین حالات

حضرتِ آدم وابراہیم وغیرہ انبیا کا اور بیان ولادت ومعجزات وغیرہ خداوند مسیح کا بتشریح وتفصیل وترتیب وتدریج لکھے ہین اس لیئے کلامِ بشر ہین یا یہ کہ بعض صحیفے بطور نامجات از جانبِ حواریانِ مرقوم ہوئے اس سے دریافت ہوتا ہی کہ وہ بالہامِ الٰہی نہ تھے :

پھر اسکے علاوہ جواب مختصر یہ ہی کہ یہی کتابِ مقدس ہی جو شروع سے آجتک اہلِ کتاب مین مَروج ومتداول اور مشہور ومعروف رہی ہی چاہے آپ اسکو کلامِ خدا سمجھین یا کچھہ اَور مگر قرآن اسی کتاب کی تصدیق کرتا ہی کہ کلام اللہ ہی اگر اہلِ اسلام کو دعویٰ تحریف ہی تو دوسری کتاب دکھلاوین یا اوسکا نشان اور پتہ بتلاوین جو زمانۂ محمدی مین عام خلائق اہلِ کتاب مین جاری وساری تھی :

الغرض بموجب شہادت وتصدیقِ قرآن کے بخوبی عیان ہی کہ کتاب مقدس محمد صاحب کے زمانہ مین اصلی اور صحیح اہلِ کتاب کے پاس جابجا موجود وجاری ومشہور تھی اور اُسکی بعض آیات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ وہ تا قیامِ قیامت بحالتِ اصلی صحیح رہیگی اوسکا بدلنا نا ممکن ہی اور اسیطور حدیث وتفاسیر سے بھی ایسا ہی دریافت ہوتا ہی آجتک کسی نے ایک بات بھی ظاہر نہ کی کہ محمد صاحب کے بعد کتابِ مقدس بدل گئی بلکہ بخوبی تمام واضح ولائح ہے کہ جو کتاب زمانۂ محمدی مین مَروج ومشہور تھی وہی اب بھی اہل کتاب کے پاس ہی پس اس حالت مین کسی مسلمان کو روا نہین کہ ایسا دعوی بلا دلیل کرے :

قرآن وحدیث کے برخلاف ہو پیش کرے اور اسیلو رسیحیون کو ضرور نہین کہ جبتک کوئی شخص قرآن ومحمد کو مانتا ہو اوسکو شہادتِ قرآنی کے سوا اور کوئی ثبوت و وجہ بطلان اس دعوی کی ظاہر کرین - البتہ جب کوئی تبصدیق وانصاف دل سوچے اور سمجھے کہ قرآن تو کتاب مقدس کو کلام اللہ تبلاتا اور اوسکی صحت واصلیت کی بھی صاف صاف گواہی دیتا ہو اور باوجود اسکے پھر خود ہی اوسکے مخالف ومبائن ومعارض تعلیم دیتا اور سکھاتا ہے تو اس جہت سے قرآن تو بالیقین ساقط الاعتبار اور انسانی کلام ہو - پھر اگر اوسکو کوئی اعتراض نسبت صحتِ کتاب موصوف کے قبل از زمانۂ محمدی ہو تو وہ قابلِ التفات ہو ؛

مگر اوس سے قطع نظر کرکے نیازمند نے بپاس خاطر آپ صاحبون کے اون سوالات واعتراضات کے بھی جواب عرض کردیئے جو کئی مسلمانون نے خلاف قرآن کے کتاب مقدس کی تحریف کے دعوے مین پیش کئے اور جابجا شور کیا کہ گویا ہمنے تحریف ثابت کردی - اور آپ کو اون سب کے ملاحظہ سے واضح ہوا ہوگا کہ وہ سب اعتراض محض تعصب ونفسانیت سے کیئے ہین بہت سے اون مین ایسے ہین جو ہرگز تحریف سے تعلق بھی نہین رکھتے ہین اور باقیون سے نہ تحریف ثابت ہوتی نہ امور تنقیح طلب دریافت ہوتے ہین نہ کتاب مقدس کی اصلیت وصحت پر کچھ شبہہ

ڈال سکتے ہین اور نہ اون بیشمار مخالفت اور مباینت کو رفع کر سکتے ہین جو قرآن واحادیث محمدیہ کی تعلیمات کو اصولاً و فروعاً مطالب و مقاصد کتاب مقدس کیساتھ ہین لہذا اسیقدر پر اکتفا کرنا بس تھا:

لیکن بغرض تشریح اسکے کہ (کتاب مقدس شروع سے ابتک اصلی و صحیح و معتبر و مستند ہر زمانہ مین رہی ہو اور یہ کہ اہل کتاب کو کوئی غرض دنیاوی یا دینی نہ تھی اور نہ اِسکا کوئی باعث تھا کہ وہ اپنی کتاب کو محرّف کرتے اور یہ کہ اگر کوئی شخص یا کوئی فرقہ ایسا ارادۂ فاسد کرنا بھی چاہتا تو ممکن نہ تھا کہ تحریف کر سکتا) امورات مفصلۂ ذیل بیان کیئے جاتے ہین:

اوّل واضح ہو کہ کتاب مقدس کے دو حصّے ہین ایک عہد عتیق جسکو یہودی بھی مانتے ہین اور اوسمین سے توریت کتاب موسیٰ کے پانچون صحیفون کو سامری بھی کلام اللہ مانتے ہین۔ اور دوسرا حصّہ عہد جدید جسکو صرف مسیحی مانتے ہین:

حصّہ اول یعنی عہد عتیق مین ۳۹ صحیفے ہین جن مین سے پانچ صحیفے یعنی توریت کو حضرت موسیٰ نے خداوند مسیح سے پندرہ سو برس پیشتر لکھا اور صحیفہ ملاکی کو حضرت ملاکی نے چارسو برس پیشتر خداوند سے ارقام کیا باقی ۳۳ صحیفے اندونون وقتون کے درمیان لکھے گئے اور بعضون کا گمان ہو کہ شاید صحیفہ ایوب توریت سے بھی قدیمی ہے۔ یہ سب صحیفے شروع سے یہودیون مین متواتر

مروج ومتداول رہے ہین اورصحیفون مین بھی برابر پشت درپشت کلیسیاؤن مین اور بیشمار ایماندارون کے پاس رہے ہین اور ہین اور وہ سب نقلین باہم موافق ومطابق ہمدگر ہین اور اسکے سوا خداوند مسیح سے تین سو برس پیشتر اوس مجموعہ کا ترجمہ اصل عبرانی سے یونانی زبان مین بادشاہ مصر طالمی نامی سے ہوا تھا اوسکی مطبوعہ نقلین بکثرت تمام موجود ہین اور اسکے سوا کئی نسخے اصلی کتاب کے اور ترجمے کے جو سنہ ہجری سے کئی سو برس پیشتر لکھے گئے ہین وہ بھی موجود ہین چنانچہ شہر روم ملک اطالیہ مین ایک نسخہ مسمّٰی بہ قدکس واطیکانوس ہے جو ہجرت سے ڈھائی سو برس پہلے کا لکھا ہوا ہے۔ اور ایک شہر لندن مین مسمّٰی بہ قدکس الکسنڈرینوس دو سو برس ہجرت سے پہلے کا لکھا ہوا ہے۔ اور ایک نسخہ شہر پیرس مین مسمّٰے بہ قدکس افریمی ہو دو سو برس سنہ ہجری سے پیشتر کا لکھا ہوا ہے۔ پھر اس کے سوا توریت کے پانچون صحیفون کے نسخے جو قدیم سے سامریون کے استعمال مین رہے ہین سو بھی موجود ہین اور سامری لوگ یہودیون کے غیر تمند ہمسر اور ہمچشم تھے۔ پس یہہ سب نسخجات اور ترجمات تمام خاص امرون مین موافق ومطابق ہمدگر ہین اس حالت مین غیر ممکن ہے کہ کوئی حق پسند اور سمجھہ دار شخص اونے شک وشبہہ تحریف کا دل مین لاوے اور مطالب اصلیہ کے بدل جانے کا وہم کرے۔

ایسا وہم دور از کار بالکل خلاف قیاس وبعید از عقل و دانش ہے ؛

پھر اس کے سوا کتاب عہد جدید مین جا بجا قریب چھہ سو جگہ کے ہین جہان آیات عہد عتیق کے صحیفون کی نقل کی ہے بطور اقتباس یا اون کا مطلب و مدعا بیان کیا ہے یا اون پر حوالہ دیا ہے اور وہ سب باہمدگر ملتی ہین ؛

باقی رہین یہ باتین کہ بعض صحف عہد عتیق کا وقت تصنیف معلوم نہین ہے یا بعضون کے مصنفون کی نسبت اب یقیناً نہین کہہ سکتے ہین کہ کس نبی نے لکھا تھا یا یہ کہ بعض کتب خصوصاً توریت مین بعض عبارتین ایسی ہین جن کو حضرت موسیٰ کی طرف منسوب نہین کر سکتے ہین وغیرہ جس سے کسی کو شبہہ ہو کہ شاید صحف عہد عتیق قبل خداوند مسیح سے بدل گئے ہون پس اون سب شکوک واوہام کے دفع کرنے اور صحف مقدسہ عہد عتیق کی معتبری اور اصلیت کے یقین کے واسطے خداوند یسوع مسیح اصدق الصادقین اور راستگوئی این کی شہادت اور اسکے رسولون کی گواہی کافی ووافی ہے جس سے اطمینان کلی پیدا ہوتا ہے کہ وہ سب صحیفے جو خداوند کے وقت چار سو برس پہلے سے پاک نبیون کے ہاتھون ایک جلد مین مجلد ہو کر جاری تھے بلاریب حق والہامی اور منجانب اللہ تھے پس اگر اب ہزارون برس کے گذرنے کے

یعنی ہمکو معلوم نہو وقت تصنیف یا نام مصنف یا خاص کسی عبارت کا لکھنے والا تو عجب نہین ہے ایسی باتون سے نہ تحریف کا شک ہوتا ہے اور نہ وہ صحیفے غیر معتبر ہو سکتے ہین ؛

اور خداوند کی شہادت یہہ ہے کہ آپنے یہودیون کو ارشاد کیا ؛

(۱)۔ یوحنا باب ۵۔ آیت ۳۹ (کتابون (یعنی صحفِ مقدسہ عہد عتیق جنکو یہودی مانتے تھے) مین ڈھونڈھو کیونکہ تم گمان کرتے ہو کہ اون مین تمھارے لیئے ہمیشہ کی زندگی ہے اور وہی ہین جو میرے لیئے گواہی دیتے ہین) پس خداوند نے جملہ صحفِ مقدسہ مین جو یہودیون مین مستعمل تھین تلاش کرنے کو فرمایا اگر خداوند اونکو معتبر اور مستند اور منجانب اللہ نہ جانتا تو اُن مین تلاش کرنے کو حکم نہ فرماتا ؛

(۲) پھر باب مذکور کی آیت ۴۶ مین مذکور ہے کہ اوسنے ارشاد کیا ہے (اگر تم موسےٰ پر ایمان لاتے تو مجھپر بھی ایمان لاتے اسلیئے کہ اُسنے میرے حق مین لکھا ہے) اس آیت مین خداوند نے حوالہ دیا ہے توریت پر کہ وہی کتاب موسیٰ ہے اگر وہ کتاب معتبر نہ ہوتی تو اوسپر حوالہ نہوتا ؛

(۳) پھر یوحنا باب ۷۔ آیت ۱۹ مین مذکور ہے کہ خداوند نے یہودیون کو فرمایا۔ (کیا موسیٰ نے تمھین شریعت نہین سونپی لیکن کوئی تم مین سے شریعت پر عمل نہین کرتا) پس اگر شریعت موسویہ مندرجۂ توریت خداوند

کے نزدیک معتبر نہ ہوتی تو اوسپر حوالہ اور یہودیون کو الزام نہ ہوتا ؛

(۴) پھر یوحنا باب ۷ - آیت ۳۸ مین ہی کہ خداوند نے فرمایا (اُسکے پیٹ سے جو مجھپر ایمان لاتا ہی جیسا کتاب کہتی ہی جیتے پانی کی ندیان جاری ہونگی) اس آیت سے صاف ظاہر ہی کہ خداوند نے تمام کتاب مقدس کو جو یہودیون مین اُن دنون مشہور و معروف تھی معتبر جانکرا وسپر حوالہ فرمایا ؛

(۵) پھر یوحنا باب ۱۰ - آیت ۳۴ و ۳۵ مین ہی کہ خداوند نے ارشاد کیا - (تمھاری شرع مین یہ نہین لکھا ہے کہ مین نے کہا تم خدا ہو اوس نے تو انھین جنکے پاس کلام خدا آیا خدا کہا اور ممکن نہین کہ کتاب کی بات باطل ہو) پس اسمین خداوند نے یہودیون کو اونکے پاس والی کتاب سے اُنکو الزام دیا اور اس کتاب کو معتبر جانا اس خوبی کے ساتھ کہ ممکن نہین کہ کتاب مقدس کی بات باطل ہووے ؛

(۶) - پھر متی باب ۱۱ - آیت ۱۳ مین فرمایا (سب نبیون اور توریت نے یوحنا تک نبوت کی) پس خداوند نے تمام کتب انبیا اور توریت کو معتبر ظاہر کیا ؛

(۷) - پھر متی باب ۲۲ - آیت ۲۹ مین ہے کہ خداوند نے یہودیون سے ارشاد کیا (تم نوشتون اور خدا کی قدرت کو نہ سمجھ کر بھولتے ہو) پس اگر خداوند کے نزدیک وہ پاک نوشتے جو یہودیون مین مروج تھے معتبر نہوتے تو اوسپر حوالہ نہوتا

(۸) پھر لوقا باب ۲۴-آیت ۴۴ مین ہی کہ خداوند نے حواریون سے فرمایا ضرور ہی کہ سب کچھ جو موسی کی توریت اور نبیون اور زبورونمین میری بابت لکھا ہی پورا ہووے
پس آیت مین مذکور ہی کہ خداوند نے فرمایا کہ توریت اور صحف انبیا اور زبور مین جو میری بابت لکھا ہے پورا ہووے پس اگر وہ کتابین معتبر اور صحیح نہوتین اونپر حوالہ نہوتا؛

آنکے سوا اور بھی کئی آیتین ہین جنسے بخوبی روشن ہی کہ خداوند مسیح نے اپنے وقت کی مروج ومتداول کتاب مقدس عہد عتیق کو معتبر وصحیح مانا کہ الفاظ کتاب وشریعت وکلام خدا وتوریت موسی ونبیون کی کتاب اور زبور اور سب نبی اور توریت وغیرہ سے مراد تورات ہی اُن سب کو خداوند نے کلام اللہ کہا اور اونکے پڑھنے اور ماننے کا حکم دیا اور اُنپر حوالہ فرمایا؛

پس ان سب بیانون سے صاف ظاہر ہے کہ خداوند مسیح کے زمانہ تک تمام وکمال کتاب مقدس صحیح واصلی ومعتبر ومستند تھی اور بعد خداوند کے کتاب مذکور تمام جماعتہاے کثیر کے ایمانداران مسیحی کے پاس موجود اور رائج و مشہور رہی ہین اور اسیطور یہودیون مین بھی متواتر سلف سے خلف تک مروج ہوا اور اسکے سوا اوسکا ترجمہ یونانی مذکور بھی جا بجا رائج اور متداول اور مشہور ومعروف رہا ہے جسکی نقلین بھی بکثرت موجود ہین زمانۂ قدیم کی اور حال کی بھی اور سامریون مین توریت کی پانچون کتاب بھی اُسی طور اوس

قوم مین جاری وساری اور پھر اُن سب نسخون اور ترجمون کی نقلین پُرانی اور نئی ہدایات وتعلیمات واصول ایمانیہ وارکانِ دین واخبار وقصص وغیرہ جملہ مقاصد ومطالب مین موافق ومطابق ہمدگر ہین لہذا دلیل کامل ہی کہ کتاب مقدس عہد عتیق اب تین ہزار برس کے بعد بھی اصلی اور صحیح اور معتبر ومستند ہی:

اَب باقی رہا کتابِ مقدّس کا حصّہ دوم یعنی عہدِ جدید جسکو عموماً انجیل بھی کہتے ہین:

پسَ واضح ہو کہ عہد جدید مین ستائیس صحیفے ہین جن مین سے چار اول صحیفے خصوصاً انجیل کہلاتے ہین جن مین خداوند مسیح کے قالبِ انسانی مین ظاہر ہونے سے عروجِ سمانک کا حال لکھا ہے اور اُسکے بعد کتاب اعمال الرسل ہی جسمین خداوند کے جی اُٹھنے اور آسمان پر تشریف لیجانے کے بعد کلیسیا یعنی جماعتِ ایمان دارانِ مسیحی کا حال مندرج ہی اوسکے بعد اکیس نامے ہین جو حواریون نے اپنے وقت جماعتون اور شاگردون کے نام بشرح عقاید ومطالب واصول ایمانیہ وارکانِ دین وہدایاتؔ وتعلیمات ارقام کئے ہین ۔ اونکے بعد کتاب مکاشفات ہی جسمین حالاتِ جماعتِ ایمانداران زمانۂ حواریون سے تا قیام قیامت بطورِ پیشخبری خداے تعالیٰ نے ظاہر فرمائے ہین:

پسَ صحف مذکورہ کے اعتبار واعتماد اور اونکی صحت واصلیت کے بیان مین دو امر قابلِ دریافت ہین:

اوّل یہ کہ یہی صحیفے حواریون یعنی خداوند مسیح کے برگزیدہ شاگرد اور مریدون اور خدا ے تعالے کے مقدس رسولون کے عہد سے اب تک متواتر جاری اور رائج رہے ہین یعنی جتنے صحیفے اب ہمارے مجموعہ مین شامل ہین وہ ابتدا سے برابر مقبول اور کلام اللہ مانے گئے ہین:

دوم یہ کہ یہ سب صحیفے بلا تحریف وتبدیل صحیح اور اصلی ہین:

امر اول اس بیان مین کہ یہی ۲۷ صحیفے جو بالفعل کے مجموعہ عہد جدید مین شامل ہین عہد حواریون سے مقبول اور معتبر و مستند ہین

واضح ہو کہ ان صحیفون کے لکھنے والے یعنی متی ومرقس ولوقا ویوحنا وپولس ویعقوب ویہودا وپطرس اپنی کتابون اور نامون مین اپنے وقت کے حالات بیان کرنے کا دعویٰ کرتے ہین پس اگر فی الواقع ایسا نہوتا یعنی اگر صحف مذکورہ کے نویسندہ پچھلے زمانہ کا حال گذرا ہوا لکھتے اور اُنکا دعویٰ صحیح نہوتا تو ضرور بہت سے لوگ اُن لکھنے والون کی تکذیب کرتے لیکن کوئی ایسی تحریر نہین:

لیکن تاہم ضرور ہے کہ دریافت کیا جاوے کہ فی الواقع یہ کتابین اور نامے

انھین شخصون نے لکھین جنکی طرف منسوب ہین جو فی الحقیقت اپنے ہی وقت کا حال لکھتے ہین یا نہین ؛

پس معلوم ہو کہ آج کے روز سے لیکر رسولون محمد درح کے عہد تک معتبر تصنیفات مین صحف مذکور کی شہادتِ کامل کا سلسلہ متواتر ملتا ہی جس سے یقین کامل حاصل ہوتا ہی کہ جو صحیفے اندنون عہد جدید کے مجموعہ مین مجلد ہین وہی تخمینًا اب سے حواریون کے زمانہ تک ہر وقت برابر مسیحیون مین جاری و رائج و مشہور و معروف و معتبر و مستند کلام اللہ مانے گئے ہین ؛

سنہ ۱۴۳۶ع مین چھاپے کا فن دریافت ہوا اسکے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد صحفِ مذکورہ مطبوع ہوئے - اوسوقت سے لیکر آج تک کہ سنہ ۱۸۹۸ع ہی ہزارون کتابین اور رسالے اور خطوط وغیرہ تحریرات اِن صحیفون کے اعتماد و اعتبار کی شہادت اور تصدیق مین باہمدگر ایسے موافق و مطابق باہمدگر ہین کہ اس ساڑھے چارسو برس کی نسبت کسی کو بھی شک و شبہہ نہین ہوسکتا ہے بلکہ کامل یقین ہی کہ جو صحیفے اِن دنون جاری ہین یہی سب سنہ ۱۴۰۰ عیسوی تک متواتر تھے علیٰ ہذا القیاس سنہ ۴۰۰ع سے لیکر سنہ ۱۴۰۰ع تک یعنی ایک ہزار برس کا حال بھی اسی قبیل سے قابلِ اطمینان کے ہی ؛

سنہ ۴۰۰ع سے سنہ ۱۴۰۰ع تک مشرقی و مغربی ملک کے ملکون مین مسیحی مذہب بکثرت و شدت پھیل گیا تھا اور اکثر علما و فضلا اور صاحب تصانیف لوگ

مشرف بایمان مسیحی ہوئے تھے اس باعث سے عہد جدید کے صحیفون پر بشمار گواہیان ملتی ہین جنکا یہی خلاصہ نکلتا ہی کہ صحف مذکورہ صحیح و معتبر و مستند و معتمد ہین اور یہ کہ وہ بلاشُبہ انھین حواریون کی تصنیف ہین جنکی طرف منسوب ہین:

اب باقی رہا حال اون چار صدی کا- تو اوّل تو یہ بات قابل لحاظ ہے کہ خداوند مسیح سے چارسو برس پیشتر قدیم رومی سلطنت مین قریب ۳۵ جدے جدے ملکون کے شامل ہوگئے تھے چنانچہ تمام ملک اطالیہ و پرتگال و جرمنی و ہسپانیہ و ممالک ایشیاے کوچک و مصر و یونان و بعض اقطاع افریقیہ وغیرہ جیساکہ تواریخ سے مفصل معلوم ہوتا ہے اُن مین سے بہت سے ملک ایسے تھے جو اوس وقت سے پیشتر جدی جدی سلطنتین اور حکومتین تھین اور پھر ۳۲۱ سنہ ع مین شہنشاہی روم ۱۱۶ جدے جدے صوبون مین منقسم ہوئی جن مین مختلف زبانین بولی جاتی تھین پس اُن تمام صوبون مین مُدت سے دین مسیحی جاری وساری تھا اور ان تمام جماعتون اور فرقون کے پاس صحفِ مقدسہ اونکی جدی جدی زبانون مین موجود تھے جنکو وہ کلام اللہ مانتے اور اپنی جماعتون اور عبادتخانون مین بھی متواتر پڑھتے اور سُناتے تھے اور اپنی جدی جدے فرقون یا دوسرے بت پرست منکر فرقون کے اعتراضات کی تردید مین آیات کتب مقدسہ بطور اقتباس اپنی کتب و

رسائل و خطوط مباحثہ و مناظرہ مین درج کرتے تھے پس اگر اوس وقت سے پیشتر کے نوشتے باہمدگر موافق و مطابق نہوتے تو ممکن نتھا کہ اُن مختلف ملکون اور فرقون اور زبانون کے بیشمار کتابون اور رسالون اور خطوط وغیرہ تحریرات کے مطالب و مقاصد و آیات باہمدگر موافق و مطابق و مناسب نہوتے ؛

اگر خیال جائے کہ شاید اُنھون نے آپس مین اتفاق کر لیا ہوگا تو اوّل تو اسقدر صدہا ملکون اور لاکھون شہرون اور گانوُن کے لاتعد ولاتحصی شخصونکا اتفاق ممکن نہین جو باہمدگر نہ ہم فرقہ تھے نہ ہمزبان علاوہ بران اگر اتفاق کرتے بھی تو ضرور باہم مباحثہ و مناظرہ یا مشورت اور صلاح ہونا ضرور تھا مگر اسکا کہین بھی نشان نہین ملتا ہے بلکہ اوسکے خلاف اکثر مصنف اس بات پر متفق ہین کہ ان نوشتون کی صحت مین جاے کلام نہین ہے ؛

الغرض سنہ ۲۰۰ء اور اوسکے بعد کی نامحصور تحریرات و تصنیفات کی اتفاق شہادت سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ بلاشبہ اوس سے پیشتر بھی وہی صحف معتبر تھے جو اونکے درمیان ہر ملک اور ہر زبان مین مروج تھے

پھر سنہ ۲۰۰ء سے سنہ ۳۰۰ء یعنی تیسری صدی کی تصنیفات کی گواہیان بھی کثرت سے ملتی ہین جنسے دریافت ہوتا ہے کہ اوس صدی مین بھی یہی کتابین مسیحون مین مستعمل تھین جنکو وہ کلامِ خدا مانتے اور جانتے تھے چنانچہ

اُن تصانیف مین صحفِ مقدسہ کی فہرست بھی پائی جاتی ہین۔ جن تحریرات مین فہرست پائی جاتی ہے وہ سنینِ مفصلۂ ذیل کی ہین سنہ ۳۱۵ء و سنہ ۳۴۰ء و سنہ ۳۶۴ء سنہ ۳۷ء و سنہ ۳۹۷ عیسوی و سنہ ۳۸۰ عیسوی و سنہ ۳۹۰ عیسوی و سنہ ۳۹۲ عیسوی و سنہ ۳۹۴ء و سنہ ۳۹۷ عیسوی ؛

پھر سنہ ۳۰ء سے سنہ ۱۴۰ء تک بہت سی جماعتون کے بہت سے مصنف ہین جنکی تصانیف مین اِن صحیفون کی جُدا جُدا کتاب اور نامے کی شہادت دیتے ہین اِس طور پر کہ ایک کی تحریر سے دوسرے صحیفہ کی شہادت ملتی اور دوسری تحریر سے دوسرے صحیفہ کی تصدیق معلوم ہوئی ہے اِس نہج اُن سب مصنفونکی شہادتون کے ملانے سے تمام وکمال صحفِ مقدسہ کی نسبت گواہی حاصل ہوتی ہے ؛

مگر یاد رہے کہ اگر اُس صدی کی ہر ایک تصنیف و تحریر مین جو خود موجود ہین یا جنکی بعض عبارات دوسری کتابون مین مندرج ہین تمام وکمال صحفِ مقدسہ کی بابت یکجائی گواہی نہین اِس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ گویا پوری گواہی نہین کیونکہ ایک مصنفؒ خاص مدعا سے ایک صحیفہ کا ذکر کرتا ہے دوسرے صحیفونکو گو صحیح اور حق مانتا ہے مگر اُنکا ذکر اُس خاص مطلب یا بیان سے متعلق نہ تھا اور یہ بھی پیشِ نہادِ خاطر رکھنا چاہیے کہ اِن صدیون مین تمام صحیفون کا حال بھی تمام شاگردون پر ظاہر نہین ہوا تھا اور اُنکی پوری تحقیقات نہین ہوئی تھی کیونکہ

تمام صحیفے ایک ہی وقت مین یا ایک ہی مقام پر یا ایک ہی حواری کے ذریعہ
نہین لکھے گئے تھے بلکہ تخمیناً ساٹھہ برس کے عرصے مین اور مختلف شہرون
اور ملکون مین اور آٹھہ شخص کے وسیلے پس جب وہ سبکے سب مرقوم ہوچکے
توبھی فوراً ایک جلد مین مجلّد نہین ہو گئے۔ بلکہ ابتدا مین تو رسول تمام حالات
و تعلیمات زبانی بیان فرماتے اور لوگون کو دعوتِ ایمان کرتے تھے پھر جب
اس ذریعہ سے بہتیرے شہرون مین بہت سے مسیحی ہوئے اور جابجا جماعتین
قائم ہوئین تب قریب ۵۰ء کے تین انجیل یعنی متّی و مرقس و لوقا نے مریدون
کی بخوبی واقفیت اور یادداشت کے واسطے اپنی اپنی انجیل لکھی اسیطور
پولوس نے اُن جماعتون کے واسطے جو اوسکی کوشش و محنت سے قائم ہوئین
نامے تعلیم و تلقین و ہدایت کے لکھے پس جو نوشتہ جس جماعت کے واسطے
لکھا گیا ابتدا مین صرف وہی اوس جماعت مین رہا اوسکے بعد دوسری جماعتون
کے شاگردون نے اوسکی نقل اپنے واسطے کی اس طور سب نوشتون کی نقلین
سب جماعتون کے پاس پہونچین اور اونکے ترجمے بھی جدا جدا زبانون مین ہوئے
پس اس بات کو کہ تمام صحیفون کی نقلین اور ترجمے تمام جماعتون کے پاس
پہونچین اور سب کے سب تحقیق کرکے اونکی صحت کو تسلیم کرلین ایک عرصہ درکار
تھا خصوصاً اس جہت سے کہ پہلے کی کلیسیا کے لوگ کمال محتاط تھے کہ جبتک
انکو یقین کامل نہو جاوے کہ یہ صحیفہ فلانے حواری کا تحقیقاً ہے تب تک اُسکو

قبول نہ کرتے تھے کیونکہ یہ جماعتین الگ الگ ملکون مین تھین اور جدا جدا زبانون کے اونکے شاگرد تھے ادھر وہ وقت بھی نازک تھا کہ اکثر اوقات اونپر دشمنون کے ہاتھ سے تکالیفِ سخت پاتے تھے لہذا باہمدگر ملاقی ہونیکا موقع بھی بہت نہ ملتا تھا؛

الغرض وجوہاتِ مذکورۂ بالا کے باعث تخمیناً سنہ۱۷۰ء تک نہ تو تمام جماعتون کو تمام نوشتون کی اصلیت کا حال معلوم ہوگیا تھا اسی واسطے اوس زمانہ کی جو تصانیفِ علما اور دینداروں کی ابتک موجود ہین یا اونکی تحریرات دوسری کتابون مین منقول ہین اونمین علاوہ اوسکے کہ وہ صرف بعض ہی صحیفون کا ذکر اس باعث سے کرتے ہین کہ اوس جگہہ اُنھین کا ذکر مناسب اور متعلق اوس خاص بیان اور مدعا سے تھا مگر اوسکے سوا بعض لوگون کا بعض صحیفون کا ذکر نکرنا اس باعث سے بھی ضرور ہے کہ اونکو اون غیر مذکورہ صحیفون کا حال معلوم نہ تھا بلکہ سنین مذکورہ کے بعض مصنفون نے کسی کسی صحیفے کی نسبت شک بھی کیا اسطور کہ اوسکو اوسکی صحت کی نسبت یقین کلی نہین ہوا تھا اور کماہی تحقیق نہوئی تھی کہ وہ فی الواقع معتبر اور رسول کا ہی جیسا کہ آرجن جو سنہ۲۳۸ء مین مدرسۂ اسکندریہ مشہور و معروف عالم خوش اخلاق اور دانشمند مدرس تھا اوسکی تحریر مین چارون انجیلون اور اعمال الرسل اور کتابِ مکاشفات کا ذکر ہے اور نامہاے پطرس و

یعقوب و یہودا اور پولوس کا ذکر مجموعی لکھا ہی بلا تفصیل تعداد ؛

آور یوسی بیوس مشہور و معروف اسقوف قیصریہ جو شروع چوتھی صدی مین تھا پہلے ذکر اناجیل اربعہ کا کرتا ہی پھر کتاب اعمال الرسل کا پھر خطوط پولوس بلا تعین تعداد پھر خط اول یوحنا اور خط پطرس کا کہ یہ سب اصل اور مقبول عام ماننا چاہیے مگر مکاشفات یوحنا کی نسبت لکھتا ہی کہ شاید مناسب معلوم ہو تو مکاشفات یوحنا رکھنا چاہیے اور اسپر جو جو نقصان کیجاتی ہی دوسرے مقام پر تبلائی جاویگی یہ سبکے سب عام طرح سے مقبول اور صحیح جانے جاتے ہین ؛

پھر خط یعقوب و یہودا و خط دوم پطرس اور خط سوم یوحنا کی نسبت لکھا ہی کہ انپر اعتراض کیا جاتا ہی پر تاہم مشہور اور اکثرون سے مقبول بھی ہین چاہے وہ سچ مچ اُن رسولون کے ہین یا اونکے نام سے کسی دوسرے شخص کے ہون ؛

الغرض اون اوائل صدیون کی تصانیف کے ملانے سے کامل یقین ہوتا ہی کہ اُن دنون مین بھی یہی صحیفے تھے جو اِن دنون مجموعہ مین شامل ہین ؛

پھر سنہ ۱۷۰ء سے سنہ ۲۲۰ء تک کے بہت سی تصانیف ہین جو اوس وقت کے شاگردون نے بت پرستون کی حجتون کی تردید مین لکھین جو مخالفانہ اُنسے برسر مقابلہ آتے تھے پس طرفین کی کتب و رسائل و خطوط مباحثہ سے جُدے جُدے صحیفون پر گواہی ملتی ہی کہ مسیحی شاگرد اور اُنکے مخالف اپنی تصانیف مین ان صحیفون کا ایسا ذکر کرتے ہین جنسے دریافت ہوتا ہی کہ یہی صحیفے اُن دنون

جاری اور مشہور و معروف تھے جو اِن دنون ہمارے مجموعہ مین شامل ہین ؛

پھر اِسکے سوا ایک اور گواہی بھی اِس عہد کی ہی کہ سنہ ۱۲۰ء یا سنہ ۱۳۰ مین ایک ترجمہ صحف عہد جدید کا زبانِ سُریانی مین کیا گیا جو ابتک موجود ہی اوسمین بھی تمام وکمال یہی صحفِ مقدسہ ہین جواب موجود ہین صرف وہی چند خطوط اوسمین شامل نہین جنکی نسبت یوسیبیوس شک کرتا تھا :

دوسرا ترجمہ زبان لاطینی مین سنہ ۱۷۰ء سے پہلے ہوا وہ بھی ہنوز موجود ہی اوسمین صِرف دو چھوٹے خط یعنی نامۂ دوم پطرس اور نامۂ یعقوب نہین باقی سبکے سب یہی صحیفے شامل ہین جو آج کل ہین ؛

پھر سنہ ۱۲۰ء سے سنہ ۲۰۰ء تک کی تصانیف ہر چند کثیر نہین ہین بسبب اِسکے کہ وہ زمانہ خود حواریون کا ہی جسمین خود صحف مقدسہ ہی کے لکھے جانے کا وقت تھا تفاسیر یا کتبِ مباحثہ وغیرہ کی حاجت نہ تھی اور کثرت سے دین مسیحی نہ پھیلا تھا اور بہت سی تصانیف نہ تھی علاوہ اِسکے اوس وقت کی تصانیف کا بسبب امتدادِ روزگار کثیر و شدّتِ حوادث کے موجود رہنا بھی متعذر ہے تاہم چار ایسے شخصون کی تصانیف ہنوز موجود ہین جو خود رسولون کے ہمعصر بلکہ اُنکے شاگرد تھے یعنی کلیمنز نامی شہر روم کے اُسقوف کا ایک خط بنام جماعت قرنتیان ؛

اگناتیوس[2] شہر انطاکیہ کے اُسقوف کے کئی نامے ۔ پالوکارپ[3] شہر سمرنا

ممالک ایشیاے کوچک کے اسقوف کا ایک خط بنام جماعت شہر فلپی واقع ممالک یونان - برنباس جسکی نسبت بعض کا گمان ہی کہ یہ وہی شخص ہی جسکا ذکر کتاب مقدس مین پولوس رسول کے حال مین ہی اور بعضے کہتے کہ یہ دوسرا شخص ہی ؛

الغرض ایسے شخصون کی تصانیف اب تک موجود ہین جو ہمعصر بلکہ شاگرد رسولون کے تھے جنھون نے رسولون کی صحبت پائی اور اُن سے تعلیم بلا واسطہ حاصل کی اور اونکی تصانیف سے واقفیت بہم پہونچائی ؛

اِن بزرگون کی تصانیف مین جو ہنوز موجود ہین ایسے مضامین تو نہین ہین جنسے معلوم ہو کہ گویا مطلب اونکا صحف مقدسہ کی معتبری کا بیان ہی کیونکہ وہ زمانہ تو خود حواریون کا تھا بلکہ اونکے بیان سے ہویدا ہوتا ہی کہ اونکے نزدیک ان صحیفون کی نسبت کچھ بھی شک نہ تھا کہ یہ رسولون کی تصانیف ہین اسیواسطے بزرگان موصوف اونکا پورا بیان کرکے ایسا نہین لکھتے ہین کہ یہ صحیفے فی الحقیقت رسولون کے ہین بلکہ اونکو حقیقی و اصلی و مشہور و معروف جانکر لطور اقتباس اُنہین کے بعض الفاظ و مطالب مخصوصہ صحف مقدسہ کو اپنے تصانیف مین نقل کرتے اور اس یقین سے کہ تمام لوگ اِن تعلیمات کو رسولون کی ہدایات جانتے ہین اسلیئے وے اپنے مسیحی بھائیون کو اونکے مطابق تعمیل کرنے اور بجالانے کے لیئے ترغیب دیتے اور تفہیم کرتے ہین - اسطرح سے اِن چار شخصون کی تصانیف کے ذریعہ عہد جدید کے اکثر صحیفون پر گواہی ملتی ہی کہ وہ اون دنون

مین جاری ومشہور اور ایمانداروں مین مروج تھے اور انکے وہی مطالب ومقاصد تھے جو فی الحال کے صحف مرّوجہ مین ہین:

غرض اسطور یقین ہوتا ہی کہ جو صحیفے اب عہد جدید مین شامل ہین یہی بجنسہ حواریون کے عہد تک متواتر مسیحی ایماندارون مین جاری اور مروج اور مشہور ومعروف تھے۔ اور اسی ذریعہ سے یقین کلّی پیدا ہوتا ہی کہ ان صحیفون کے لکھنے والے فی الواقع خداوند مسیح کے ہم عہد وہمعصر تھے:

امر دوم اس بیان مین کہ جملہ صحف عہد جدید صحیح اور اصلی بلا تحریف وتبدیل ہین

اُمیدِ واثق ہی کہ ہر صاحبِ عقل وانصاف جو بیانِ مذکورۂ بالا کو ملاحظہ کریگا اوسکو یقینِ کامل ہوگا کہ جو ۲۷ صحف مقدسہ بنام نہاد عہد جدید موسوم ہین وہ بلاشبہہ اُنھین حواریون اور شاگردان حواریون کے لکھے ہین جنکی طرف منسوب ہین اور یہ کہ یہی صحیفے بلا ریب ابتدا سے آجتک متواتر ومتوالی پشت در پشت مسیحیون مین مروج اور مقبول اور کلام اللہ مانے گئے ہین اسواسطے کہ حواریون کے زمانے سے جسمین وہ صحیفے مرقوم ہوئے آج تک بیچ کے ہر زمانہ کی شہادت معتبر گواہون کی متواتر ومتسلسل ملتی ہین کہ یہ صحیفے ہر عصر مین

جاری اور مشہور اور مقبول تھے اور مسیحی اونکو کلام اللہ جانتے اور مانتے رہتے ہین۔

اب یہ دریافت کرنا اور باقی ہی کہ آیا جو تعلیمات و ہدایات وغیرہ مطالب و مقاصد بالفعل کے صحیفون مین مرقوم ہین فی الواقع یہ ٹھیک وہی ہین جنکو متی و یوحنا و مرقس و لوقا وغیرہ مصنفون نے ارقام کیا تھا کیونکہ ان صحیفون کو لکھے ہوے اب اٹھارہ ۱۸ سو برس گذرے اور رسولون کی لکھی ہوئی نقل اسقدر عرصہ تک محفوظ و مصئون و موجود رہنا امر بنہایت دشوار ہی پس شاید نقل کرنے والون اور نویسندون نے سہواً یا عمداً مضامینِ اصلیہ بدل دئے ہون اور اسطرح اسوقت کے صحیفون کے مطالب و مقاصد اور ہی ہو گئے ہون تو پھر ان نقولِ مروجہ حال پر کیونکر اعتماد و اعتماد ہو سکتا ہی؛

پس واضح ہو کہ صحفِ مقدسہ کی صحت اور اصلیت کہ فی الواقع نقول حال موافق و مطابق اصل کے ہین تین جدے جدے ذریعون سے دریافت ہوتی ہی۔

اول یونانی زبان کے قدیم نسخون کے مقابلہ سے جسمین صحفِ موصوفہ لکھے گئے جو اصل زبان اونکی ہی۔ یہ نسخے اب ایک ہزار سے زیادہ ہین اور وہ نہ صرف ایک زمانہ کے لکھے ہوئے ہین بلکہ سنہ ۱۲۰۰ع تک بلکہ اُس سے بھی پہلے کے۔ اور نہ صرف ایک شہر یا مقام پر ملے بلکہ مختلف ملکون اور شہرون اور قریون مین پائے گئے چنانچہ اب بھی اُن ملکہ نکے کتب خانون مین موجود و محفوظ ہین؛

اور یہ بھی کہ نسخجات مذکورہ سبکے سب پورے عہد جدید کے سارے صحیفونکو شامل نہین بلکہ بعضون مین سب صحیفے ہین اور بعضون مین کئی صحیفے اور کئی ایک مین صرف ایک صحیفہ ہے:

پس ان سب نسخجاتِ مذکورہ کے مطالب و مقاصد بالکل موافق و مطابق حال کے نسخجات سے ہین۔ چنانچہ جو نتیجۂ تحقیقات و مقابلۂ نسخجاتِ مذکورہ کا ہے اوسکا حال اوپر مسطور ہوا:

دوم قدیمی ترجمات کے مقابلے سے چنانچہ ایک ترجمہ سریانی جو سنہ ۱۲۰ع مین ہوا اور دوسرا جو اسی زبان مین قریب سنہ ۵۰۰ع کے ہوا:

پھر وہ ترجمے جو ملکِ مصر مین دو تین جدا جدا زبانون مین تیسری یا چوتھی صدی مین ہوئے:

پھر حبشی و ارمنی ترجمات جو پانچوین صدی مین ہوئے:

پھر قدیم لاطینی ترجمہ جو سنہ ۲۰۰ع کے قریب ہوا:

پھر شمالی و مغربی ملکون کی کئی ایک زبانون کے ترجمات جو چوتھی اور پانچوین صدی مین ہوئے۔ ان سبھون کی جدا جدا قدیمی نقلین موجود ہین:

اور یہ سب ترجمے بھی اصل مضامین و مطالب و مقاصد مین موافق و مطابق ان نسخون کے ہین جو اب جاری ہین:

سوم علما و فضلا و مصنفان مشاہیر سلف کے بیشمار تصانیف سے یعنی

اگر اُن آیات کو جو اُن وینداروں نے اپنی کتب اور رسائل مین درج کی ہین بطور اقتباس کے حال کے صحف کی آیات سے ملا دین تو باہمدگر موافق و مطابق ہوتی ہین ؛

اور واضح ہو کہ ایک بار سوال کیا گیا تھا کہ اگر تمام نسخجات عبرانی اور اُنکے ترجمات نہون تو کس طور صحفِ عہدِ جدید پا سکتے ہین ایک عالم منجر نے بڑی تلاش کے بعد مقابلہ کرکے جواب دیا کہ بذریعہ اون آیات کے جو علما اور فضلائے مشہور و معتبر نے تین سَوصدی کے اندر اپنے خطوط و کتب و رسائل مین درج کی ہین اور اتبک ہمارے پاس موجود ہین تمام و کمال تمام آیات مل سکتی ہین صرف چند آیت نہین ملین ؛

خلاصہ یہ کہ ان تینون کامل ذریعون سے یقین کلی پیدا ہوتا ہے جاے شک و مقام شُبہہ کسی کو باقی نہین ہی کہ بلاریب جو صحف مقدسہ بالفعل مسیحیون مین جاری ہین اور جو مطالب و مقاصد ان مین مسطور ہین انکو ہین وہی بجنسہ و بعینہ ازمنہ ماضیہ مین ہر وقت کے صحیفون مین تھے ۔ لہذا بالیقین معلوم ہوتا ہی کہ جملہ صحفِ مقدسہ جو بالفعل مسیحیون مین رائج ہین اصلی اور صحیح بلا تحریف و تبدیل ہین ؛

اور جس کسی کو زیادہ تحقیقات ان امرون کی دیکھنی ہو وہ طلوع آفتاب صداقت نام مشہور رسالہ کو دیکھے جسکا خلاصہ یہان درج کیا گیا ہی ؛

تتمہ

قرآن [illegible]

اے بھائیو آپ صاحبون کو اِن تمام امورات کے ملاحظہ سے بخوبی واضح و آشکار ہو گا کہ تمام وکمال کتابِ مقدس کے جملہ صحیفے کیا عہد عتیق کے کیا عہد جدید کے سب کے سب معتبر و مستند و صحیح و اصلی اہل کتاب مین مروج و متداول رہے ہین ہر طرح سے اونکی شہادت کامل ملتی ہی اور ہر گونہ اونکی صداقت اور معتبری کا یقین حاصل ہوتا ہی اور یہ بھی کہ جسقدر اعتراضات و توہمات کہ بعض علمای اہل اسلام نے بادّعاے تحریف کیئے ہین اول تو اکثر اون مین سے ایسے ہین جنکو کچہ تعلق بھی تحریف سے نہین اور جو اس سے تعلق رکھتے ہین اُنسے ہرگز ثبوتِ تحریف نہین ہے۔ علاوہ برآن خود قرآن ہی کی تصدیق اور شہادت کے برخلاف ہے جو صاف صاف گواہی دیتا ہے کہ کتاب مقدس مروجہ یہود و نصاریٰ صحیح و اصلی ہے کہ جو شخص حق پسندی اور عقل و انصاف کے ساتھہ قرآن کو پڑھے اور اوسکے تمام مطالب و مقاصد کو جو در بارہ کتابِ مقدس اور اوسکے صحیفون یا یہود و نصاریٰ کے باب مین وارد ہین ملاحظہ کرے اوسکو ہرگز یہ شبہہ نہین ہو سکتا ہے کہ گویا قرآن کا دعویٰ ہی یا اوس سے یہ مستنبط یا مترشح ہے کہ گویا اہل کتاب نے کتاب اللہ کو محرف کر دیا اور بدل ڈالا اور اب کتابِ مذکور قابل اعتماد و لایق اعتقاد نہین ہے۔ اور اگر بالفرض کوئی شخص اِن آیاتِ بینات قرآنی کو جو دربارہ

صحت و اصلیت و معتبری کتاب مقدس کے ہین جن مین سے بعضی اس خط مین مرقوم ہوئین قصداً یا سہواً پیش نظر نہ رکھکر صرف اونھین دو چار آیتون کے ظاہری الفاظ پر نگاہ کر کے کھینچ کھانچ کر اسی بات کو مان لے کہ قران مین اہل کتاب کو تحریف کرنے کا الزام دیا ہے تو اس تہمت کو جہانتک چاہو بڑھاؤ وہ صرف بعض یہود یان مدینہ کی نسبت عائد ہو سکتی ہی مگر وہان کے باقی یہودیون کی نسبت جنکی تعریف دینداری و نیکو کاریکی کی ہے اور اس بات کی گواہی دی ہی کہ وہ خدا کے کلام کو سیدھا پڑھتے ہین اور خدا پر ایمان لاتے ہین اور قیامت کو مانتے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے اور نیک کامون کو دوڑتے ہین اور وہ لوگ نیکو کار ہین پس ایسے یہودیون کی نسبت تو ہرگز خیال مین نہین آسکتا ہے کہ جنکو قرآن ایسا بتلاوے پھر اُنھین کو تحریف کنندۂ کلام اللہ قرار دے ؛

پھر اگر بفرض محال مانو کہ سب یہودیان مدینہ نے ایسا ہی کام کیا تو کیا وہان کے نصاریٰ بھی اونکے ساتھی ہو گئے جنکی نسبت تمام قرآن مین تحریف کا ایک اشارہ بھی نہین ہی۔ پھر محال بر محال اور خلاف بر خلاف فرض کرو کہ مدینہ کے تمام اہل کتاب باوجود آپس کی مخالفت و مباینت کے اوس بے ایمانی کے کام مین شریک ہو گئے تو کیا تمام جہان کے یہود و نصاریٰ نے بھی اون کا ساتھ دیا اور تمام دنیا کے

صحفِ مقدسہ محرف و متغیر ہوکر یکسان کر دیئے گئے؛
ایسی چھوٹی بات پر کون بھروسا کرسکتا ہی اور کسکا دل ایسے غلط اور ناممکن امر کو تسلیم کرسکتا ہی؛
دوسرم یہ کہ علاوہ اسکے جاے غور و مقامِ فکر ہی کہ اہل کتاب کو تحریف کرنے سے کیا غرض تھی اونکا کونسا مطلب نکلتا تھا اور کیا فائدہ دین یا دنیا کا حاصل ہوتا تھا؛
اگر دینداری کا لحاظ کرو تو ظاہر ہی کہ جو دیندار ہی اور خدا تعالے سے ڈرتا ہی اُس سے ہرگز نہین ہو سکتا ہے کہ اوسی کے کلام کو جسکو وہ سرچشمہ ہدایت جانتا اور مانتا ہی بدل ڈالے اور اپنے خداوند خدا کے حکمون کو مٹا ڈالے اور بدل ڈالے اور جسکی رضامندی کا خواہان اور جویان ہو اوسکے غضب اور قہر کو آپ اپنے اوپر بھڑکا دے۔ خصوصاً ایمان داران یہود و نصارٰی جنکے پاس کلام اللہ مین اس بات مین سخت تاکید و تہدید کی ہے جیسا کہ توریت کے صحیفۂ پنجم مین ارشاد ہے باب ۴ - آیت ۲ (تم اس بات مین جو تمھین کہتا ہون نہ کچھ زیادہ کیجیو نہ کم تاکہ تم خداوند اپنے خدا کے حکمون کو جو مین نے تم تک پہونچائے حفظ کرو) پھر عہد جدید مین کتاب مکاشفات فرمایا ہے باب ۲۲ - ۱۸ و ۱۹ آیت مین ہر ایک کو جو اس کتاب کی نبوت کی باتین سنتا ہے یہ گواہی دیتا ہون کہ اگر کوئی اون مین کچھ بڑھاوے

تو خدا ان آفتون کو جو اس کتاب مین لکھی ہین اوسپر بڑھا دیگا۔

اور اگر کوئی اس نبوت کی کتاب کی باتون مین سے کچھ نکال ڈالے تو خدا اوسکا حصہ کتاب حیات اور شہر مقدس اور اون باتونسے جو اس کتاب مین لکھی ہین نکال ڈالیگا :

الغرض اہل کتاب کو کوئی غرض دینی نہ تھی کہ کلام اللہ کو جو اونکے پاس تھا بدل ڈالتے بلکہ تحریف کرنا بلاشبہہ بالکل بے ایمانی اور خداے تعالیٰ کے قہر و غضب کا باعث تھا :

باقی رہے دنیاوی فائدے جیسا کہ اہل اسلام گمان کرتے ہین کہ اہل کتاب نے دنیا کے مارے اپنی کتاب بدل ڈالی چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ مین لکھا ہی کہ اہل کتاب نے بسبب بغض و عداوت اور حسد و حب جاہ و عزت کے مقدس کتاب مین تحریف کی اور اسی طور دوسرے مسلمانون نے بھی اسی طور رقم کیا ہی :

مگر ظاہر ہی کہ کوئی سبب دنیاوی بھی نہین تھا کہ اہل کتاب کلام خدا کو بدل کر محمدی دین کے مخالف بنتے اور خلاف قرآن کے صحف مقدسہ بنا لیتے کیونکہ ایسے کرنے سے اونکو نہ محمد صاحب نہ اونکے خلفا اور صحابہ یا دوسرے مسلمان بادشاہون اور امیرون کے روبرو عزت حاصل ہو سکتی تھی نہ یہ متصور تھا کہ تحریف کرنے سے اونکو مسلمانون کی مانند دولت و حشمت و ریاست و حکومت و اختیارات اور خلق اللہ

کی لوٹ اور غنیمت ملیگی۔ بلکہ ہر شخص جانتا ہی کہ اگر اہل کتاب محمد صاحب اور قرآن
کو مان لیتے تو اونکی تالیفِ قلوب اور ترغیب تو محمد صاحب کو یہانتک منظور تھی
کہ قبل اسکے کہ اونکے مسلمان ہونے نہونے کا حال بخوبی معلوم ہوا اونکی قرآن
مین جابجا تعریف و توصیف ہوئی اور مکہ چھوڑکر بیت المقدس کی جانب سجدہ ہونے لگا
اور سدل وغیرہ بہت سے دستور و طریق شرعی وغیر شرعی دینی و دنیوی مسلمانون
پر واجب و فرض و سنت و مستحب کیئے گئے تھے اور اہل کتاب کو جابجا بڑے
بڑے وعدے کثرت سے دنیا اور دین کے تبلائے گئے پس اگر وہ مسلمان
ہوجاتے تو یہ بیچارے کاہیکو جزیرۂ عرب سے جلاوطن کیے جاتے اور کیون
جزیے دیتے اور کاہیکو اونکے ملک تہ تیغ بیدریغ ہوتے اور اون بیشمار لوگون
کے خون سے کیون روے زمین سرخ ہوتا اور کیون ہزار ہا زن و بچہ اسیر و
دستگیر لونڈی غلام بنکر بکتے پھرتے اور تمام شہر و قصبات و قریات کیون تباہ
و برباد و بیچراغ ہوتے بلکہ پُر ظاہر ہی کہ اگر قرآن و محمد صاحب کو مان لیتے تو علاوہ
اسکے کہ اون سب آفات و بلیاتِ گوناگون سے بچ جاتے جو نہ ماننے سے
اُنپر آئین۔ یہ بھی ضرور تھا کہ مسلمان ہونے سے عبداللہ ابن سلام کی مانند اُنکی
اس دنیا مین بڑی عزّت و قدر و منزلت ہوتی اور بہت سے دوسرے مسلمانون
سے بڑھکر دولت و حشمت و حکومت ہوتی اور متواتر مال و متاع غنیمت پاتے اور
اونکی بھی مناقب و محامد قرآن و احادیث مین مذکور و مسطور ہوتے ؛

. پھر اسکے سوا وہ بھی انسان تھے انکو بھی عیش وعشرت اور طرح طرح کی لذائذ و حظائظ جسمانی ونفسانی سے مخلع باطبع رہنا مسلمانون کی مانند پسند ہوتا؛

پس اہل کتاب کو کون سے باعث تھے کہ جنکے مارے ان سب دنیاوی عزّت و دولت وحشمت وعیش وطرب وخواہشہاے گوناگون کو ترک کرتے جو صرف قرآن و محمد صاحب کے ماننے سے حاصل ہوتی تھی اور انواع و اقسام کی تکالیف اور تصدیعے جنکے سُننے سے ہوش جاتے ہین اپنے اوپر گوارا کرتے اور بے سبب محمد صاحب سے حسد و بغض و عداوت کرکے اپنی کتاب الٰہی کو بدل ڈالتے؛

ان باتون پر جو شخص غور کرے گا بلاشبہہ یقین کرے گا کہ اہل کتاب کے واسطے کوئی سبب نہین تھا کہ اپنی کتابون کو بدل ڈالتے اور تحریف کرتے؛

پھر اس سے بھی قطع نظر کرکے یہ امر بھی قابل لحاظ کے ہے کہ اگر بالفرض والتقدیر کوئی شخص یا کوئی قوم بلا سبب اور بغیر علت ناحق تحریف وتبدیل کتاب مقدس کا ارادہ بھی کرتا تاہم اوسکا انجام ہونا محال و ناممکن تھا۔ اسواسطے کہ محمد صاحب سے پہلے ہی دین مسیحی ممالک دور و دراز مین پھیل چکا تھا چنانچہ ممالک روم وشام ویونان وافریقہ ومصر کے اوپر والے سب مسیحی تھے۔ اسی طور اطالیہ وفرانس وہسپانیہ وانگلستان ملکون کے باشندے اور ملک جرمن کے اکثر حصون کے رہنے والے دین مسیحی قبول کر چکے تھے اسیطرح

عرب و ایران و ہندوستان مین بھی مسیحی لوگ رہتے تھے ؛

پس جو شخص ان ملکون کی وسعت اور اونکے شہرون اور آبادی اور اونکے باہمدگر فاصلون سے واقف ہی وہ بخوبی جان سکتا ہی کہ کس طور ممکن تھا کہ ان ممالک کثیرہ و بعیدہ کے ہزارہا مسیحی ایسی بے ایمانی کی بات مین شریک ہوکر کلام اللہ کو متفق ہوکر بدل ڈالتے ؛

اور پھر نہ صرف مسیحیون کے پاس کتاب مقدس رائج و مشہور تھی بلکہ اوس زمانہ مین بھی یہودی فرقے کے جابجا ملکون مین اوسکا ایک بڑا حصہ یعنی عہد عتیق رکھتے اور تلاوت کرتے اور اسکو کلام خدا جانتے اور مانتے تھے۔ پس کسیطور ممکن نہ تھا کہ محمد صاحب کے زمانہ مین یا اوسکے بعد تمام جہان کے مسیحیان یہود و نصاریٰ شرق سے غرب تک متفق ہوکر کلام اللہ کو بدل ڈالتے اور قرآن کے مخالف بنا لیتے اور اس طور اپنی آپ دُنیا و عقبیٰ دونون کو برباد کرتے پھر اسکے سوا یہ بھی قابل یادداشت ہی کہ محمد صاحب کے زمانہ مین اور اُسکے بعد بلکہ اوس سے پیشتر سے نہ صرف یہی امور تھے کہ دین مسیحی بہت سے دور دراز ملکون مین جاری تھا جنکی زبانین بھی جُدا جُدا تھین اور ہر ایک ملک کے لوگ کتاب مقدس اپنی اپنی زبان مین پڑھتے تھے اور عبادتخانون مین سناتی اور تعلیم و تلقین کرتے رہتے تھے بلکہ ان سب موانع کثیرہ کے سوا یہ امر بھی تھا کہ اُس زمانہ مین اور اُس سے پہلے بھی مسیحیون کے بھی کئی فرقے تھے جو باہمدگر بڑے

غیر تمند اور مسائل جزئیہ کے مباحثہ و مناظرہ مین سرگرم رہتے تھے ۔ پس ممکن تھا
کہ اگر ایک فرقہ ایسا بے ایمانی کا کام کرتا تو اور اپنی کتاب کو بدل ڈالتا تو باقی
سب فرقے والے بھی اونکا ساتھ دیتے اور ایسے یکدل ہو جاتے بلکہ
نہایت ضرور تھا کہ اگر کوئی ایسا کام کرتا تو دوسرے لوگ اوسکو ظاہر کر دیتے
لیکن آج تک کتابِ مقدس کی تحریف و تبدیل کی نسبت کبھی کچھہ تکرار یا گفتگو
نہین ہوئی ؛

بجنسہ ایسا ہی حال سمجھو کہ جیسا اِن دنون محمدی دین عرب و ایران و مصر و
ہندوستان وغیرہ ملکون مین جاری ہے اور مسلمانون کے پاس قرآن ہے اور
مسلمانون کے فرقے بھی مختلف اور غیر تمند ہین پس اگر کسی جگہ کے لوگ یا کوئی
فرقہ متفق بھی ہو جاوے اور قرآن کو بدل ڈالے تو ممکن نہین ہے کہ تمام ملکون
کے مسلمان بھی اوسکے ساتھ ہو جاوین اور گپ چپ سب قرآن محرّف ہو جاوین
پس اگر قرآن محرّف نہین ہو سکتا ہے تو کتاب مقدس کا بدل جانا اوس سے
زیادہ ناممکن و محال تھا ؛

پھر علاوہ اِن سب باتون کے جس سے یقین کلّی ہوتا ہے کہ بلا ریب کتاب
مقدس کا بدل جانا اور محرّف ہونا محمد صاحب کے زمانہ مین اور اوسکے بعد
ناممکن و محالِ قطعی ہے جب اُن سب پاک نوشتون کا خیال فرما دین جو زبان
عبرانی و یونانی قدیم زمانہ کی ابتک موجود و برقرار ہین اور اونکے سوا اُن ترجمات

قدیم کا جنکے بہت سے نسخجات جابجا رائج ہین اور انکے علاوہ اُن تمام آیات مقدسہ کا جو اوّل تین صدی عیسوی مین کتنی ہی تصانیف علما و فضلای مسیحی مین مندرج ہین (جنسے یقین کامل ہوتا ہو کہ فی الحال جو صحف مقدسہ جاری اور رائج ہین یہی بجنسہ وبعینہ زمانۂ سابق مین عہد حواریون تک موافق ومطابق یکدگر رہے ہین) توپھر کسکے دل مین ایک ادنیٰ وہم خفیف بھی ہو سکتا ہو کہ گویا کتاب مقدس کبھی بدل گئی ہو اور محمد صاحب کے دشمنون نے تحریف کردی ہو؛

بلکہ آی بھائیو اس باب مین جسقدر تلاش وتحقیقات کرو اور جتنا چاہو چھان کرو اسی قدر یقین پر یقین حاصل ہوتا ہو کہ کتاب مقدس کی صحت واصلیت پر شک وشبہہ کرنا چاند پر نہین بلکہ آفتاب پر خاک ڈالنا ہو اور بس؛ خلاصہ یہ کہ یہ دعویٰ کہ گویا کتاب مقدس محرّف ہو اور اُس مین تحریف وتبدیل واقع ہوئی ہو صرف بلا دلیل ہی نہین بلکہ محض خلاف اور باطل ہو اور جو شخص قرآن وحدیث کو مِن جانب اللہ جانتا اور مانتا ہے اُسکو لازم نہین کہ ایسا دعویٰ جو بالکل خلاف قرآن وحدیث کے اور فی الواقع باطل ہے اپنی زبان سے کہے یا دل مین رکھے - بلکہ حقیقی مسلمان کو واجب وفرض ہے کہ جسطور وہ شہادت وتصدیق قرآنی سے کتاب مقدس کو خدا سے حی القیوم کا برحق کلام مانتا ہے اسیطور یہ بھی یقین کرے کہ بلا ریب کتاب

موصوف اصلی اور صحیح ہی۔ اور جو اِس کتاب کو محرّف کہتا ہی وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہی کہ (اِنَّ الذین کفروا بآیٰتِ اللّٰہ لھم عذاب الیم) و (ومن یکفر باللّٰہ وملائکتہٖ وکتبہٖ ورسلہ والیوم الاخر فقد ضلّ ضلالاً بعیدا)

الغرض ای بھائیو اور منصفو دعوی تحریف تو بالکل غلط نکما اور مطلق باطل ہی بلکہ بلاشبہہ جس کتاب کی قرآن مین جابجا تصدیق کی ہی اور جگہہ جگہہ شہادت دی ہی کہ کلام اللہ ہی وہ تو یہی ہی جو اب بھی رائج و مشہور و معروف ہی لیکن قرآن واحادیث اِدہر تو اوسکو سچا اور برحق خدا۔ حی القیوم واصدق الصادقین و عالم الغیب والشہادۃ ومنزہ عن السہو والنسیان کا کلام تبلاتے ہین اور اُدہر اوسی کے مطالب ومقاعد کے خلاف تبلاتے دکھلاتے ہین پس قرآن و حدیث خدا کیطرف سے کیونکر ہو سکتے ہین۔

پس دوسرا دعوی نسخ ہی جو اہل اسلام بیان کیا کرتے ہین کہ قرآن کے باعث کتاب مقدس منسوخ ورد ہو گئی جیسا کہ سعدی نے محمد صاحب کی تعریف مین لکھا ہی:

یتیمے کہ ناکردہ قرآن درست ۔۔۔ کتب خانۂ چند ملت بشست

نہ از لات وعزّا سے برآورد گرد ۔۔۔ کہ توریت و انجیل منسوخ کرد

یعنی محمد صاحب ایسے یتیم تھے کہ ہنوز قرآن پورا بھی نہ کیا تھا کہ اُنھون نے کتنے مذہبون کی کتابون کو دھو ڈالا۔ نہ صرف لات وعزی بتون کو خاک

مین ملادیا بلکہ توریت وانجیل کو بھی منسوخ کردیا؛

پس مناسب ہی کہ دیکھا جاوے کہ اس تاویل سے بھی قرآن وحدیث منجانب اللہ متصور ہو سکتے ہین اور وہ اختلافات جو مطالب قرآن وحدیث کو کتاب مقدس کے ساتھ ہین جن مین سے کئی ایک اس خط کے آغاز مین مسطور ہوئے پس اگر یہ بات مانین کہ کتاب مقدس کو خدا نے منسوخ کردیا ہی اور قرآن وحدیث اوسکے ناسخ ہین تو اس تاویل سے وہ اختلافات رفع ہو سکتے ہین یا نہین؛

پس ای عزیزو دوستو و بزرگو اس دعوی کا حال بھی مین آپ صاحبون سے امید رکھتا ہون کہ دل لگا کر اول سے آخر تک بغور و تامل اور سیدھے اور سچے دل اور راستی پسندی کی پاک نیت سے مطالعہ فرمائین اور خداے تعالے سے دعاے ہدایت کرین تاکہ جو امر راست وحق ہے آپ پر روشن ہووے۔ آمین؛

تحقیقاتِ دوم دعوی نسخ کتاب مقدّس

واضح ہو کہ جیسا اوپر گزرا کہ جب برادرانِ اہل اسلام کو قرآن ۔ حدیث اور کتاب مقدس کا مقابلہ کر کے کہا جاتا ہے کہ آپ از راہ انصاف وحق جوئی ملاحظہ فرمائیے کہ باوجودیکہ قرآن واحادیثِ محمدیہ مین جابجا کتاب مقدس کو کلام اللہ کہا اور اوسکی صداقت اور راستی کی جگہ جگہ شہادتِ کامل دی ہی اور اُسکو دین وایمان مین اکمل اور تعلیمات وہدایات مین احسن واجمع واتم ظاہر کیا ہی مگر با این ہمہ وہی قرآن وحدیث اوسی کتاب اللہ کے ایمانیات وہدایات وتعلیمات واخبارات وغیرہ کو اصولاً وفروعاً باطل تبلاتے اور اوسکے مخالف اور مبائن سکھاتے ہین فکیف التوفیق ؛

تو اِسکے جواب مین اہل اِسلام یا تو دعویِ تحریفِ کتابِ مقدّس کا درمیان مین لاتے ہین جو باصلہِ وفرعہِ محض باطل وعاطل ہی جیساکہ اوپر مذکور ہوا ۔ مہین تو ایسا تو ہر شخص بلا تاُمّل ضرور ہی کہہ بیٹھتا ہی کہ کتاب اللہ موصوف منسوخ ہے اوس سے اب کیا سروکار ہی وہ تو مثلِ تقویم پارینہ ہے ۔ قرآن کا اس سے کیا مقابلہ ہی ۔ کتابِ مقدّس تو امم سابقہ کے واسطے تھی اب بے مَصرف ہی اب اِس اُمتِ آخرالزمان کے واسطے قرآن نازل ہوا ہی جو تا قیام قیامت جاری رہے گا ؛

ہر چند اس مقام پر اسیقدر کافی ووافی تھا کہ آپ صاحبون پر ظاہر کیا جاتا کہ اس عذر سے بھی وہ مخالفت اور مباینت جو قرآن وحدیث کو کتاب مقدس کے ساتھ ہی ہرگز رفع نہین ہوسکتی ہی جسکی چند مثالین اوائل نیاز نامۂ ہذا مین مسطور ہوئین کیونکہ اظہر من الشمس ہی کہ یہ ہرگز قرین قیاس نہین ہی بلکہ ناممکن ومحال ہی اور خلاف شانِ خدائے اصدق الصادقین ہی کہ وہ کتابِ مقدس مین تو تعلیم توحید فی التثلیث وتثلیث فی التوحید کی دیوے اور پھر وہی قرآن مین اس تعلیم کو کفر ٹھہراوے اور ایک عرصہ تک تو وہ صاف صاف الوہیت وابنیت خداوند مسیح کی بوساطت اپنے انبیا اور رسولون کے سکھاوے اور اوسکی مناوی کراوے اور پھر وہی آخر زمانہ مین لوگون کو تبلاوے کہ یہ کلمہ کفر وبے ایمانی کا ہی۔ اور مدت مدید تک تو ایسا فرماوے کہ صرف بایمانِ خداوند مسیح انسان کی نجات ہوسکتی ہی اور کوئی صورت آمرزش کی نہین ہے پھر بعد اوسکے منسوخ کرکے اور کئی راہین مغفرت اور بخشایش کی تبلاوے۔ اور امم ماضیہ کو سچائی اور راستی پر ثابت وقائم رہنے کو تاکید وتہدید کرے پھر اوسکو منسوخ کرکے امتِ آخر الزمان کو جھوٹ بولنے کی اجازت دیوے یا حکم فرماوے وغیرہ بلکہ نہایت واضح وبنہایت لائح ہی کہ خدائے تعالے ان باتون سے منزہ ومبرا ہی لہذا اگر کتاب مقدس کلام اللہ ہی تو بلا ریب قرآن وحدیث من جانب اللہ نہین ہوسکتے ہین۔

لیکن ازانجا کہ دعویٰ نسخ کتاب مقدس مسلمان بھائیون مین بہت مشہور اور چند علماے محمدی نے اس باب مین چند کتب اور رسالے لکھے اور کچھ کا کچھ بیان کیا اسلیئے بپاس خاطر آپ صاحبون کے اسکو کچھ تفصیل دیکر بیان کیا جاتا ہی تاکہ آپ کو معلوم ہووے کہ دعویٰ مذکور بھی محض بے اصل ہی ❊

پس واضح ہو کہ اس مقدمہ مین امور تنقیح طلب چھہ ہین۔ امر اول یہ کہ فسخ کے کیا معنی ہین اور نسخ کتاب مقدس سے کیا مُراد ہی۔ امر دوم یہ کہ قرآن مین کہین لکھا ہی کہ کتاب مقدس منسوخ ہی کسی آیت محکم یا متشابہ مین مذکور ہوا یا کسی جگہ سے مستنبط ہی۔ امر سوم یہ کہ حدیث مین کہین اسکا ذکر ہی یا نہین امر چہارم یہ کہ اجماع اُمت سے کتاب اللہ منسوخ ہو سکتی ہی یا نہین۔
امر پنجم یہ کہ بموجب اون اصول و قواعد نسخ کے جو مجتہدین ومفسرین اہل اللہ نے لکھے ہین کتاب مقدس کا منسوخ ہونا قیاسی ہی یا خلاف قیاس
امر ششم یہ کہ اگر قرآن کتاب مقدس کو منسوخ کرنے کا دعویٰ نہین کرتا ہی۔ تو باوجود اقرار کاملیت و جامعیت کتاب مقدس کے اپنے نازل ہونے کا کوئی مطلب اور مدعا بتلاتا ہی یا نہین۔ امر ہفتم یہ کہ انجیل سے توریت ہوئی یا نہین اور اگر ہوئی تو توپھر قرآن سے انجیل کیون منسوخ نہین ہو سکتی ہی ❊

امر اوّل اِس تنقیح مین کہ نسخ کے معنی کیا ہین اور نسخ کتابِ مقدّس سے کیا مراد ہے

نسخ کے معنی منع کرنا زائل کرنا بدلنا باطل کرنا۔ قاموس مین ہی۔ (نَسَخَہٗ کمنعہٗ وازالہٗ وغیرہٗ وابطلہٗ) پس نسخ کتابِ مقدّس سے مراد یہ ہوئی کہ گویا وہ قرآن کے سبب ممنوع التلاوۃ والتعمیل اور باطل ہوگئی۔ اور اسی دعاسے اہلِ اسلام کتابِ مقدّس کو منسوخ مانتے ہین کہ نہ کتابِ موصوف کو پڑھتے نہ اُسکو اپنے پاس رکھتے نہ اُس مین سے کسی وعظ یا نصیحت کی تعلیم و تلقین کرتے نہ اسکی کسی بات کو سند جانتے ہین۔ غرضکہ کتاب اللہ موصوف کو مثل کتب ہنود یا مجوس وغیرہ کے بیکار اور بیصرف محض جانتے ہین اور اِس سے نہایت درجہ کی غیریت اور تعصّب رکھتے ہین صرف اتنا فرق ہی کہ ہنود و مجوس وغیرہ کی کتابون کو من جانب اللہ نہین کہتی ہین اور کتابِ مقدّس کو کلام اللہ مانتے ہین۔ چنانچہ کتب عقائد مین لکھتے ہین* (اجمعنا جمیعًا ان قراۃ الکتب الماضیۃ وکتابتہا منسوخۃ بقراۃ القرآن ونزولہا) یعنی ہم سبنے اتفاق کرلیا ہی اِس بات پر کہ پچھلی کتابون کا پڑھنا اور اُس کا لکھنا قرآن کی قرأت اور نازل ہونے کے باعث منسوخ ہی۔

اَمرِ دوم اِس تنقیح مین کہ آیا قرآن مین کہین کہا ہے کہ کتاب مقدّس منسوخ ھی کسی آیتِ محکم یا متشابہ مین مذکور ہوا یا کسی جگھہ سے مُستنبط ھی

تمام قرآن مین ایک آیت بھی نہین نہ ایک لفظ جس سے معلوم ہو یا مترشح ہو کہ گویا قرآن ناسخ کتابِ مقدّس کا ہی یا اُسکی تلاوت یا کتابت کو منسوخ یا ممنوع تبلایا ہو۔ کہین ادنیٰ اشارہ یا کنایہ بھی نہین ہی۔ بلکہ جب کوئی قرآن کی اون آیتون کو ملاحظہ کرے اور بغور و تامّل سوچے جنمین اہل کتاب کو بتاکید و تہدید حکم کیا ہی کہ کتاب اللہ موصوف کی ہدایات و تعلیمات و احکام کی تعمیل اور اتباع بدل کرین یا جنمین مسلمانون پر فرض ٹھہرایا ہی کہ اُسپر ایمان لادین بلکہ خود محمد صاحب کو حکم دیا ہی کہ اوسپر ایمان لاوین اور اوسکی ہدایت کی تقلید کرین جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ تو ہرگز باور نہوگا کہ گویا اُن آیتون کے قائل کا ارادہ پایا جاتا ہی یا اوسکی نیت تھی کہ اُس کتاب کو منسوخ اور رد کرے یا اُسکے پڑھنے یا لکھنے کو منع کرے بلکہ صاف صاف الفاظ اور عبارتِ کلام سے ظاہر ہے کہ وہ کتاب ہرگز قابل منسوخی نہین بلکہ علمِ الٰہی کی تحصیل اور ہدایت یابی اور خدا پرستی کے واسطے کامل اور ضرور ہی؞

چنانچہ آیاتِ مذکورہ مین سے بعض سابق ازین مسطور ہوئین جنمین کتابِ مقدس
اور اوسکے صحیفون کی نسبت شہادتِ کامل دی ہی کہ وہ امام اور رحمت ہی۔
کتاب واضح اور صاف۔ اور روشن۔ ہدایت اور یاد دلانے والی ہی صاحبان
عقل کو۔ اور جو نیک بات ہی اوسمین کامل ہی۔ ہر چیز کی اوسمین تفصیل ہی۔ ہدایت
اور رحمت ہی تاکہ لوگ اپنے پروردگار کے ملاقی ہونے پر ایمان لاوین بصیرت
اور روشنضمیری آدمزاد کو بخشتی ہی۔ فرقان ہی۔ اُجالا اور نصیحت ہی خداپرستون
کے واسطے۔ الغرض بہمہ جہت و من کل الوجوہ خداپرستی و دینداری و ایمانداری
اور ہدایت مین کامل اور جامع ہی۔

پھر توریت اور انجیل کی پیروی اور اوسکی ہدایت اور احکام کی تعمیل دل سے
کرنے کو یہود و نصاری کو ترغیب دی ہی بلکہ نہایت تاکید و تہدید کی ہے کہ اگر
اوسپر عمل نہ کرین تو اونکا دین ناقص اور ناکارہ ہے۔

پھر مسلمانون پر سخت تاکید کی ہی کہ کتابِ مقدس تمام و کمال پر ایمان لاوین
اور جو ایمان لاوے اوسکو رحمت الٰہی اور بڑی جزا کا وعدہ دیا ہی اور اگر
کوئی مسلمان ایک حصہ پر بھی ایمان نہ لاوے تو وہ کافر ہی اور مستحق سزای شدید
پھر خود محمد صاحب کو حکم ہوا ہی کہ کتابِ موصوف پر ایمان لاوین اور اوسکی
ہدایت کی پیروی کرین وغیرہ۔

اب صاحبو آپ ہی اپنے دل مین انصاف کیجیے کہ قرآن تو کتاب مقدس

کی نسبت ایسا کچھ کہتا ہی کیا اس سے آپ کے خیال مین آسکتا ہی کہ ایسی کتاب منسوخ
ہوسکتی ہی۔ جسکو قرآن خداپرستی اور دینداری مین کامل اور جامع تبلادی اُسکو وہ
آپ ہی رد کرے اور کہے کہ مت پڑھو مت لکھو۔ کیا جسپر عمل کرنا یہود اور نصاریٰ
کو قرآن فرض ٹھہرادے اور اگر عمل نہ کرین تو اونکی دینداری کو ناقص و ناکارہ
تبلادے اُسکی تعمیل یون ہی کہ اُسکا ماننا اور عمل کرنا منع ہی۔ کیا ہوسکتا ہی کہ جس حالت
مین قرآن مسلمانون اور محمد صاحب کو حکم دیتا ہی کہ اُسپر ایمان لاؤ تو اوسکے یہ معنی ہین کہ
اتنا جان لو کہ کتاب مقدس کلام اللہ ہی مگر اوسکا پڑھنا لکھنا اور تعلیم پانا نادرست ہی
کیا جسکی پیروی محمد صاحب پر تو فرض ہوئی تاکہ اُس سے ہدایت پاوین لیکن محمدی
اوسکو پڑھین یا لکھین تو ناجائز و ناروا ہی۔:

بلکہ صاف صاف ظاہر ہی کہ کتاب مقدس کو منسوخ کہنا اور اوسکی تلاوت اور
کتاب کو منع کرنا خلاف حکم قرآن کے ہی اور بالکل ناروا ہی:

امر سوم اس تنقیح مین کہ حدیث مین ذکر نسخ کتاب مقدس ہی یا نہین

کتب احادیث مین بھی ایک حدیث نہین ہی جس مین کہا ہو کہ کتاب مقدس منسوخ
ہی یا اوسکی تلاوت یا کتابت منع ہی۔ مگر بعضے مولویصاحب لوگون کے سنانے
اوس حدیث کو بیان کیا کرتے ہین جو مشکوۃ مین دارمی سے بروایت جابر منقول

ہی جسمین مذکور ہی کہ محمد صاحب نے عمر کو توریت پڑھنے سے منع کیا تھا اور غضبناک ہوئے جو بیان تحریف مین سابق ازین خط ہذا مین بھی منقول ہوئی ؛

لیکن واضح ہو کہ اول تو قرآن کے مقابلہ مین حدیث کا اعتبار نہین ہی۔ کئی وجہ سے۔ منجملہ اونکے ایک یہ کہ خود حدیث ہی مین منقول ہی مشکوۃ* مین دارقطنی سے بروایت جابر کہ محمد صاحب نے کہا کلامی لا ینسخ کلام اللہ یعنی میرا قول خدا کے کلام کو منسوخ نہین کرتا ہی۔ لہذا حدیث مذکور گو محمد صاحب ہی نے کیون نہ کہی ہو اور فی الواقع اُنھون نے عمر کو توریت پڑھنے کو منع کیا ہو تو بھی اِس سے نہ کتاب مقدس جو کلام اللہ ہی منسوخ ہو سکتی ہی اور نہ قرآن کی وہ نصوص صریحہ منسوخ ہو سکتی ہین جنمین صاف صاف کہا ہی کہ کتاب مقدس دین و ایمان مین کامل و جامع ہی اور جنمین آدمزاد کو اُسپر ایمان لانیکے واسطے بلایا ہی اور اہل کتاب کو اُسپر عمل کرنے کو حکم تاکیدی دیئے ہین اور مسلمانون کو اُسپر ایمان لانا فرض ٹھہرایا اور خود محمد صاحب کو اُسپر ایمان لانا بلکہ اوسکی پیروی کو حکم کیا ہی ؛

دوئم یہ کہ احادیث کی صحت مین بہت کچھ کلام ہی۔ علاوہ برآن پھر حدیث مذکور دارمی کی کتاب کی ہی جسکو اکثر نے صحاح مین شامل نہین کیا ہی ؛

سوئم یہ کہ بخاری مین جو اصح الکتاب بعد قرآن سمجھی جاتی ہی بروایت عبد اللہ ابن عمر لکھا ہی کہ محمد صاحب نے کہا بلغوا عنی ولو اٰیۃ وحدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج یعنی پہونچاؤ میری طرف سے اگرچہ ایک آیت ہو اور بیان کرو بنی اسرائیل

* کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ فصل ٢

× جلد اول باب ذکر عن بنی اسرائیل

کیطرف سے اور کچھ مضائقہ نہین - قربری شارح بخاری لکھتا ہی کہ حدیث حضرت عمر کی جسمین ممانعت کی تھی کہ توریت نہ پڑھو اس حدیث سے منسوخ ہی اسواسطے کہ وہ ممانعت اوائلِ اسلام مین تھی اور ایسا ہی عبداللہ ابن عمر بیضاوی نے شرح مصابیح مین لکھا ہی ؛

الغرض نسخ کتابِ مقدس حدیث سے بھی ثابت نہین ہی بلکہ اجازت دی ہی کہ بنی اسرائیل کیطرف سے بھی تعلیم کرنا روا ہی ؛

امر چہارم یہ کہ اجماع امت سے کتاب اللہ منسوخ ہو سکتی ہے یا نہین

معلوم ہوتا ہی کہ مسلمانون نے جب کتابِ مقدس کو پڑھا اور مقابلہ کیا تو دیکھا کہ کسی طور ممکن نہین کہ قرآن کی اوسکے ساتھہ مطابقت اور موافقت ہو سکے تو اس بات کو غنیمت جانا کہ اوسکو منسوخ کہکر اپنا پیچھا چھوڑا دین - فقہا کو قرآن وحدیث مین بھی گنجایش نہ ملی کہ کسی آیت یا حدیث کو پیش کرتے جس سے کتاب موصوف کا نسخ ثابت کرتے اسلیئے یہی لکھنا مناسب جانا کہ اوسکی منسوخیت پر اجماع اُمت ہو گیا ہی چنانچہ اوپر مذکور ہوا کہ لکھتے ہین (اجمعنا جمیعاً اَنَّ قراۃ الکتب الماضیتہ وکتابتہا منسوخۃ بقراۃ القرآن ونزولہا)

مگر اِس جگہہ ضرور نہین کہ مین بیان کرون کہ آیا مسلمانون کے اکٹھے ہو کر کسی

امر دین کو مان لینے سے وہ بات حق ٹھہرتی ہی یا نہین یعنی کہ اجماع امت اصول
دین سے ہی یا نہین اور نہ اس امر کا بیان ضرور ہی کہ اگر اجماع امت اصول دین
سے ہی تو کن لوگون کا اور کتنون کا اتفاق کرنا معتبر ہو سکتا ہی اور نہ اسکو پیش کرتا ہون
کہ اس خاص مسئلۂ نسخ مین اجماع ہوا یا نہین سکا اسپر اتفاق ہوا یا بعض کا وغیرہ
بلکہ صرف دو بات کا ظاہر کرنا ہی مناسب ہی جنسے قطعی ہی کہ اگر بالفرض تمام اُمت
محمدیہ کا اتفاق ہو تو بھی نادرست ہی:

اوّل یہ کہ اجماع بموجب اصولِ فقہ کے اوسوقت معتبر ہو سکتا ہی کہ خلافِ کلام
اللہ نہو پس درحالیکہ خداے تعالی نے کتابِ مقدس واسطے ہدایت خلق اللہ
کے عطا فرمائی اور یہ لوگ اوسکے مانع ہوکر لوگون کو ہدایت پانے سے منع کرنا چاہتے ہیں
اور جسکو قرآن جو بموجب اونکے عقائد کے کلام اللہ ہی حکم دیتا ہی کہ کتاب موصوف
بنی آدم کے واسطے ہدایت اور خدا کی رحمت اور آدمزادون کے لیئے رہنما اور حق
و باطل کی بتلانے والی ہی اور جابجا جسپر عمل کرنے اور ایمان لانے کو تاکید و
تہدید کرتا ہی اوسکو یہ لوگ منع کرتے اور روکتے ہین پس عدالت سے خالی
اور تعصب سے پُر ہوکر قابلِ اجماع نہین اور اونکا اتفاق بالکل نادرست ہی:

دوم یہ کہ اجماع کیواسطے داعی کا ہونا ضرور ہی اور وہ خبر آحاد یا قیاس ہوتے
ہین سو نہ کوئی حدیث ہی احاد بھی نہین ضعیف تک نہین اور نہ قیاس مقتضی ہی
جیساکہ ہر کس و ناکس جان سکتا ہی اور آئندہ مذکور بھی ہوگا - پس خواہ اجماع

ہوا یا نہوا دونون حالتون مین یہ قول کسی کا معتبر نہین ہو سکتا ہی کہ قرآن کے مخالف اور کلام اللہ کے برعکس کہے کہ کتاب مقدس منسوخ ہی ؛

امر پنجم اس تنقیح مین کہ بموجب اُن اصول و قواعد نسخ کے جو مجتہدین و مفسرین اہل اسلام نے لکھے ہین کتاب مقدس کا منسوخ ہونا قیاسی ہے یا خلاف قیاس

جملہ اہل اسلام معترف ہین کہ قرآن مین بعض آیات ناسخ ہین جنسے دوسری آیتین منسوخ ہین اور ایسا ہی کچھ احادیث کے باب مین بھی معتقد ہین اور خود قرآن مین بھی مذکور ہی کہ (ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا) یعنی جس آیت کو ہم منسوخ کرتے ہین یا بھلا دیتے ہین اوس سے بہتر یا اوسکی مانند لاتے ہین ۔ الغرض اہل اسلام کے عقائد مین سے ہی کہ خدا ے تعالیٰ کے کلام مین ناسخ و منسوخ آیات ہوتی ہین ؛

پس گو قرآن و حدیث مین ایک جگہ بھی ایسا نہین کہا ہے کہ قرآن کے باعث کتاب مقدس منسوخ ہو گئی یا اوسکا پڑھنا لکھنا اور اوس سے ہدایت پانا اور اوسکے بموجب تعلیم و تلقین وعظ و نصیحت کرنا ممنوع ہی بلکہ اُسکے

خلاف صاف صاف احکام موجود ہین جیساکہ اوپر گذرے۔ لیکن مناسب ہے
کہ دیکھا جاوے کہ علماے اہل اسلام و مجتہدین و مفسرین نے دربارۂ نسخ آیات
قرآن و احادیث محمدی کیا کیا شرائط و ضوابط مقرر کیئے اور رکھے ہین تاکہ اسی قیاس
پر دیکھا جاوے کہ کتاب مقدس قرآن و حدیث سے منسوخ ٹھہرتی ہے یا نہین؟
اور یہ بھی کہ وہ ممانعت و مباینت و مغایرت جو قرآن کے مطالب و مقاصد کو
کتاب مقدس کی تعلیمات و ہدایات و مضامین کے ساتھہ ہین اگر تاویل
ناسخ و منسوخ کی قرار دین تو بھی رفع ہو جاتی ہین اور باہمدگر موافقت و مطابقت
متصور ہو سکتی ممکن ہے یا نا ممکن :

واضح ہو کہ دربارہ نسخ کے تفسیر اتقان مین مذکور ہے ان النسخ مما خص الله به
هذه الامة لحكم منها التيسير یعنی نسخ اُن امرون مین سے ہے جنکے ساتھہ
خدا نے اُمت محمدیہ کو مخصوص کیا ہے اور نسخ کے کئی فائدے ہین
منجملہ اونکے ایک یہ ہے کہ آسانی ہووے۔ اسیطور دوسرے مفسرون کے
قول ہین :

پھر تفسیر مظہری اور معالم التنزیل مین ہے ان النسخ انما يعترض على الامر
والنهي دون الاخبار یعنی نسخ صرف امر و نہی کے احکام مین ہوتا ہے نہ اخبار مین
لہذا قرآن و حدیث ناسخ اصول ایمانیہ و اخبار و قصص و حالات و تواریخ
مذکورہ کتاب مقدس کے نہین ہو سکتے ہین۔ تو اب آپ صاحب ملاخطہ کرین

کہ توحید فی التثلیث وتثلیث فی التوحید۔ وابنیت والوہیت خداوند یسوع مسیح اور یہ کہ وہ شافع المذنبین ومنجی العاصین ہی کہ محض اوسی کے ذریعہ نجات حاصل ہوسکتی ہی۔ اور وہ اخبارات جہانِ آیندہ جو بہشت اور بہشتیون کے باب مین ہین۔ اور وہ حالات بھی جو دربارہ آفرینش آدم وحوا وخلقتِ زمین وآسمان وحالاتِ حضرت نوح وابراہیم واسحاق ویعقوب ویوسف وموسیٰ وداؤد وسلیمانؑ خداوند مسیح کتابِ مقدس مین مذکور ہین ہرگز منسوخ نہین ہوسکتے ہین کہ جو قرآن و حدیث مین اوسکے مخالف ومبائن لکھا ہی اوسکو ناسخ قرار دین؞

اب باقی رہے احکام اوامر ونواہی سو اونکی نسبت بعض علما کا تو یہ قول ھی کہ نسخ احکام کا اوسی وقت معتبر ہوسکتا ہے جبکہ معارضہ ہووے یعنے دو حکام معارضِ یکدگر ہون اور روایت صحیح سے معلوم ہو کہ محمد صاحب یا اونکے صحابی نے بتلایا کہ یہ حکم منسوخ ہی اور یہ حکم ناسخ ہی وگرنہ ناجائز ہی چنانچہ ابن الحصار نے جو علماے قدیم سے ہی یہ لکھا ہی (انما یرجع فی النسخ الی نقل صریح عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم او عن صحابی یقول آیۃ کذا نسخت کذا) یعنی اسکے سوا اور کوئی بات نہین کہ نسخ مین نقلِ صریح کی طرف رجوع کیا جاوے جو محمد صاحب یا اونکی صحابی سے ہو کہ فلانی آیت کو فلانی آیت منسوخ کرتی ہی۔ پھر لکھا ہی (ولا یعتمد فی النسخ قول عوام المفسرین بل ولا اجتہاد المجتہدین من غیر نقل صحیح ولا معارضۃ بینۃ لان النسخ

اتقان نوع ۴۷

یتضمن رفع حکم و اثبات حکم نقلی فی عہدہ صلی اللہ علیہ وسلم فالمعتمد فیہ النقل والتاریخ دون الرای والاجتہاد یعنی نسخ کے باب مین عوام مفسّرین بلکہ اجتہاد مجتہدین کا بھی معتبر نہین ہی بغیر نقلِ صحیح اور معارضہ ظاہر کے اسواسطے کہ نسخ متضمن ہی ایک حکم کی موقوفی اور دوسرے کے ثابت کرنے کو جو محمد صاحب کے زمانہ مین قرار پایا لہذا اِس باب مین نقل اور تاریخ کا اعتماد ہی نہ کہ راے اور اجتہاد کا ‡

صاحبو جاے غور ہی کہ قرآن کی آیات کی ناسخیت و منسوخیت کی نسبت یہ شروط اور احتیاط ہین کہ اون مین سے ناسخ و منسوخ اوسی وقت قرار دیسکتے ہین جبکہ روایت صریح و نقلِ صحیح ملے کہ محمد صاحب یا اونکے صحابی نے ایسا کہا کہ یہ آیت ناسخ ہی اور یہ منسوخ ہی ورنہ ہرگز عوام مفسرین بلکہ اجتہاد مجتہدین تک کا معتبر نہین ہی۔ مگر مسلمانون نے کتاب مقدس کی نہ صرف چند آیتونکو منسوخ کہا بلکہ ساری کتاب کو نہ ایک دو حکم کے ماننے کی ممانعت کی بلکہ تمام احکام اور جملہ ہدایات و تعلیمات و اخبار وغیرہ سب کے پڑھنے لکھنے سُننے کو قطعی ممانعت کی۔ اور نہ صرف یہ تھا کہ محمد صاحب یا کسی صحابی سے منقول نہین کہ کتابِ مقدّس کی یہ آیت قرآن کی اس آیت سے منسوخ ہی بلکہ ایک روایت بھی نہین ہان ایک ضعیف حدیث بھی نہین جسمین کہا ہو کہ کتاب مقدس منسوخ ہی یا اُسمین کی کوئی آیت منسوخ ہی۔ بلکہ برخلاف اسکے خود قرآن کہتا ہی کہ اُسپر ایمان لاؤ اور اہل کتاب

اگر اسپر عمل نکرین تو انکا ایمان ناقص اور بیکار ہے اور خود محمد صاحب کو حکم ہی کہ اسکی پیروی کرین اور اسکی ہدایت پر چلین۔

پس اس حالت مین کیا تصور کیا جاوے بجز اسکے کہ تعصب مانع راہ خدا ہی مگر جو حق جو اور خدا ترس ہی وہ بلا شبہ اسبات کو یقین کریگا کہ درحالیکہ کتاب مقدس اور قرآن کلام خدا ہین اور نہ قرآن مین کہا کہ کتاب مقدس منسوخ ہی اور نہ محمد صاحب نے ایسا کہا اور نہ کسی صحابی کی ایسی روایت ہی تو اگر قرآن مین کہ اوسمین بھی آیات و احکام منسوخ ہین اونکے باعث کل قرآن منسوخ نہین سمجھا جاتا ہی تو اسی قیاس پر اگر کتاب مقدس کی چند آیات یا احکام منسوخ بھی سمجھے جاوین تو اونکے باعث ساری کتاب منسوخ نہین ہو سکتی ہے۔

اور بعض علما نے ایسا لکھا ہے کہ احکام دو قسم کے ہین بعضے عام یعنی جو تمام انسانون پر اونکی تعمیل فرض ہی اور بعض خاص ہین کہ کسی خاص اُمت اور لوگون ہی کے واسطے ہوتے ہین یا کسی خاص وقت کے لئے خاص ہوتے ہین سو اُنہین سے جو احکام عام ہین وہ کبھی منسوخ نہین ہو سکتے ہین بلکہ ہمیشہ برقرار رہتے ہین چنانچہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے تفسیر عزیزی مین لکھا ہی احکام عام اصلا قابل نسخ نیستند تا ابد الآبدین باقی و برقرار اند مثل تکلم انسان و استوی قامت او در احکام کونی و مثل حرمت شرک و زنا و لواطت و سرقہ در احکام شرعی یعنی حکم عام ہرگز منسوخ ہونے کے قابل نہین ہین ابد الآباد باقی ہین

برقرار ہین جیسا کہ احکام کونی مین انسان کا بولنا اور اوسکے قد کا سیدھا ہونا اور احکام شرعی مین حرام ہونا شرک اور زنا اور لواطت اور چوری کا۔

الغرض بموجب اصول وقواعد نسخ کے جو مجتہدین ومفسرین اہل اسلام نے لکھے ہین اونکے بموجب اصول ایمانیہ واخبار وقصص واحکام عامہ منسوخ نہین ہوسکتے ہین۔ تو کیا کتاب مقدس مین صرف احکام خاص ہی ہین جو قرآن سے منسوخ ہوگئے اور ساری کتاب منسوخ متصور ہوئی۔ ہرگز ہرگز نہین اُسمین تو تمام اصول ایمانیہ جنکا جاننا اور ماننا تمام انسانون پر خدا نے فرض ٹھہرایا ہے مذکور ہین اور اُنکے سوا اخبار آفرینش زمین واسمان وپیدائش مخلوقات وموجودات وخلقت آدم وآدمیان اور تمام انبیا ومرسلین غرض حالات این جہان وجہانیان وزیر اخبارات جہان جاودان مفصل ومکمل ضروری اور وہ سب احکام عام بھی جنکا جاننا اور تعمیل کرنا تمام کافۂ انام پر تا قیام قیامت فرض وواجب ہے بیان وعیان کئے ہین۔ اسلئے مطلق قرین قیاس نہین بلکہ خلاف محض ہے کہ کوئی کتاب مقدس کو منسوخ سمجھے۔

خلاصہ یہ کہ بموجب اصول اربعہ یعنی کتاب وسنت واجماع امت اور قیاس سبکے خلاف ہے کہ کوئی دعویٰ نسخ کتاب مقدس کرے۔

امر ششم اس تنقیح مین کہ اگر قرآن کتاب مقدس کو منسوخ کرنیکا دعوی نہین کرتا ہے تو باوجود اقرار کاملیت وجامعیت کتاب مقدس کے اپنے نازل ہونے کا کوئی مطلب اور غرض تبلاتا ہے یا نہین

البتہ جب دیکھا جاتا ہی کہ قرآن جابجا کتاب مقدس کو کلام اللہ تبلاتا ہے اور یہ کہ وہ تمام نیک امرون مین کامل اور ہدایت خدا مین پوری ہے کہ ہر چیز کی اسمین تفصیل ہے اور حق وباطل کی جدا کرنے والی ہے اور خدا کی رحمت اور ہدایت الغرض جامع ہر دینداری اور راہ خدا تبلانے مین تو یہ سوال دل مین آتا ہی کہ قرآن کس لئے اپنا نازل ہونا بیان کرتا ہی۔ سو اسکا جواب قرآن ہی مین بسورۂ انعام آیت ۵۷ امین مذکور ہے (اَن تَقُولُوا اِنَّمَا اُنزِلَ الکِتَابُ عَلٰی طَائِفَتَینِ مِن قَبلِنَا وَاِن کُنَّا عَن دِرَاسَتِہِم لَغَافِلِینَ اَو تَقُولُوا لَو اَنَّا اُنزِلَ عَلَینَا الکِتَابُ لَکُنَّا اَھدٰی مِنھُم فَقَد جَاءَکُم بَیِّنَۃٌ مِن رَبِّکُم وَھُدًی وَرَحمَۃٌ یعنی شاید تم کہتے کہ ہمسے پہلے دو ہی گروہون پر کتاب نازل ہوئی اور ہم اوسکے پڑھنے پڑھانے سے ناواقف ہین یا شاید کہتے کہ اگر ہمپر نازل ہوتی تو ہم اونسے بھی زیادہ تر ہدایت مانتے پس تمہارے رب نے شہادت اور ہدایت و رحمت بھیجی

باتفاق مفسرین طائفتین دو گروہ سے مراد یہود اور نصاریٰ ہین پس اس
آیت مین غرض اصلی وعلت غائی قرآن کے نازل ہونے کی یہ بیان کی ہر
کہ اہل عرب کو عذر باقی نرہے کہ ہم ان زبانون سے جنمین کتاب مقدس نازل
ہوئی ناواقف ہین تو اس عذر کے دور کرنے کے واسطے قرآن نازل ہوا۔
پس قرآن گویا ترجمہ اوس کتاب کا ہے کہ اوسکے مطالب اور مقاصد کو زبان
عربی مین اہل عرب کو تبلاتا ہے نہ کہ منسوخ اور رد کرنے کو آیا ہے۔

امر ہفتم اس تفتیش مین کہ انجیل سے توریت منسوخ ہوئی یا نہین۔ اور اگر ہوئی تو قرآن سے انجیل کیون منسوخ نہین ہوسکتی

انجیل سے توریت منسوخ نہین ہوئی

اول واضح ہو کہ کتاب مقدس کے دو حصے ہین۔ عہد عتیق وعہد جدید
عہد عتیق کی وہ کتابین ہین جو خداوند مسیح سے پہلے حضرت موسیٰ ویوشع وداؤد
وسلیمان واشعیا ویرمیا ودانیال وحبقوق وذکریا وملاکی وغیرہ انبیاے کرام
کی معرفت خداوند عالم نے لکھا ہین۔ اون مین سے سب سے پرانی
توریت ہے جو حضرت موسیٰ نے خداوند مسیح سے پندرہ سو برس پیشتر
بالہام الٰہی لکھی اور آخر صحیفہ ملاکی نبی کا ہے جو خداوند سے چارسو برس پیشتر

لکھا گیا۔ ان سب پاک نوشتون کے مجموعہ کو توریت بھی کہتے ہین
عہد جدید کی وہ کتابین ہین جو حواریون نے بعد صعود خداوند مسیح کے
سو برس کے اندر بحکم و الہام ربانی مرقوم کئے جنمین سے انجیل متی حواری
کی سب سے اوّل لکھی گئی اور سب سے آخر مشاہدات یوحنا۔ ان سب کتابون
کے مجموعہ کو عموماً انجیل بھی کہتے ہین۔

دوم یہ کہ نسخ کے معنی اوپر مذکور ہوچکے کہ لغتہً منع کرنا اور زایل کرنا اور بدل لینا
اور باطل کرنا ہے اور فقہاے اہل اسلام جو کتاب مقدس کو منسوخ کہتے
اور سمجھتے ہین تو کس مدعا سے یہ کہ اسکا پڑھنا لکھنا سننا منع ہے کہ گویا قرآن
کے سبب کتاب موصوف رد ہو گئی اور اوسکے مطالب و مقاصد اور
ہدایات و تعلیمات جاننا فرض نہین اور نہ اسکا کوئی حکم واجب التعمیل ہے
بلکہ وہ سیطرح منسوخ اور رد ہے صرف اتنا ماننا کہ وہ کلام اللہ ہے جو پچھلی
اُمتون کے واسطے نازل ہوا تھا۔

پس اس مدعا سے تو ہرگز ہرگز مسیحون کا عقیدہ تورات کی نسبت نہین
ہے کہ وہ منسوخ ہے یعنی تورات مین سے کسی کتاب یا صحیفے کو بھی ممنوع تلاوۃ
والکتابۃ جانین یا اوسکو سمجھین کہ وہ انجیل سے رد ہو گئی یا اوسکے مطالب
مقاصد کو جاننا فرض نہین یا کہ اوسکا کوئی حکم واجب التعمیل نہین یا ہم کو
اوس سے کچھ سروکار نہین۔

بلکہ توارت کو بھی مثل انجیل کے کلام اللہ مانتے اور اسکو بھی سرچشمہ ہدایت
جانتے اوسکی تلاوت اور کتابت فرض سمجھتے اور اس سے بھی متواتر تعلیم و تلقین
اور وعظ و نصیحت اور ہدایت کرتے اور آپ پاتے۔ اور حواریون کے عہد
سے ابتک متواتر توارت بھی مثل انجیل کے عبادتخانون
مین بوقت عبادت پڑہی جاتی اور برابر پشت در پشت اوسکا استعمال اور رواج چلا آتا ہے
کیونکہ توراۃ اور انجیل دونون کلام خدا ہین جو خداے کریم و رحیم نے بنی آدم
کی ہدایت اور تعلیم کے واسطے عنایت فرمایا۔ اور دونون مین نجات و حیات
ابدی و خوشحالی سرمدی کی راہ تبلائی۔ پس ناممکن ہے کہ خدا اپنی ایک
کتاب سے دوسری کو منسوخ اور رد کرے اور اوسکا ایک کلام اوسی کے
دوسرے کلام کے پڑھنے لکھنے یا سننے سمجھنے کو منع کرے اور
روکے۔

انجیل شریف کے صحیفون مین بھی ارشاد ہوا ہے کہ توراۃ منسوخ و
رد نہین ہوئی بلکہ اُسکے پڑھنے اور ہدایت پانے کو حکم ہے۔ چنانچہ اول قرنتیون
کے نامہ کے باب ۱۰ کی آیت ۱۱ مین مرقوم ہے (یہ سب باتین (عہد عتیق کی)
نمونون کے لئے انپر پڑین لیکن ہماری نصیحت کے واسطے جو آخری زمانہ مین
ہین لکھی گئین) اور نامہ رومیان باب ۱۵ آیت ۴ مین لکھا ہے (جو کچھ آگے لکھا گیا
(یعنی عتیق) سو ہماری تعلیم کے لئے لکھا گیا تا کہ صبر سے اور نوشتون کی تسلی کے

وسیلے ہمین امید ہووے) اور نامۂ دوم بنام تمطاؤس باب ۳ آیت ۱۶ و ۱۷ مین
مرقوم ہے (سارا نوشتہ (یعنی تمام کتاب مقدس عہد عتیق وجدید) الہام سے
ہے اور الزام اور سدھارنے اور راستبازی مین تربیت دینے کے واسطے
فائدہ مند ہے تا کہ مرد خدا کامل اور ہر نیک کام کے لئے طیار ہو)۔
مدعا یہ کہ مسیحی مذہب کا ہرگز عقیدہ نہین کہ انجیل سے تورات منسوخ اور
رد ہو گئی کہ اب قابل التفات واطاعت اور لایق تلاوت وکتابت نہین۔
بلکہ تمام کلام الٰہی کو برحق اور کلام اللہ مانتے اور سبکا پڑھنا لکھنا سُننا سنانا
مشروع اور اوسکی اطاعت وفرمانبرداری اور ہدایت یابی واجب وفرض
مانتے ہین۔
صاحبو کتاب اللہ جسکو خدائے تعالیٰ بغرض ہدایت طریق حق وتعلیم راہ
راست مرحمت فرمائے تا کہ لوگ اوسکے مطالب ومقاصد کو جانین اور آسکی
ہدایت کو مانین اور خدائے تعالیٰ کی مرضی پہچانین اور نجات ابدی حاصل کرین
کیا ممکن ہے کہ پھر وہی کتاب ایسی بیکار وبیصرف متصور ہو کہ منسوخ کیجاوے
اور ایسی لغو اور فضول ٹھہرے کہ اوسکا پڑھنا لکھنا تک ممنوع اور نامشروع ہو
ایک وقت تو اوسکی تلاوت وکتابت فرض وداخل حسنات ہو اور بعدہ
ناجائز وناروا بلکہ داخل سیئات قرار پاوے۔ العیاذ باللہ۔
جو لوگ ایسا عقیدہ خلاف رکھتے ہین اونکو بخوبی معلوم ہو کہ اگر اس بات کو

تسلیم کیا جاوے کہ گویا خدا اپنی کسی کتاب کو دوسری سے منسوخ کرتا ہی اور
اوسکی تلاوت اور کتابت کو منع کرتا ہے - اس سے لامحالہ بالضرور دو امرون
مین سے ایک کا ماننا لازم ہے اور وہ دونون امر باطل ہین اور خلافِ
شان کبریا ہین -

یا تو یہ کہ گویا خداے تعالیٰ نے پہلے ایک کتاب کے ذریعہ ہدایت
خلق اللہ چاہی اور اونکے رو براہ لانیکا ارادہ کیا مگر نہو سکا اس واسطے اُسنے
اُسکو منسوخ کی اور دوسری تجویز ٹھہراکر دوسری کتاب جاری کی مگر ایسا باطل
خیال اوس حکیم و قدیر علی الاطلاق کی نسبت بالکل باطل اور جھوٹا ہے ایسا
کام تو محض انسان پر قصور و نسیان اور بے تاب و توان کا ہی ہو سکتا ہی اور نہیں

یا یہ کہ گویا خدا کو خود منظور ہوا کہ پہلے ایک لغو اور فضول اور بیمصرف کتاب کو
جاری کرے بعدہ اوسکو موقوف و منسوخ کرکے دوسری کتاب جاری کی
لیکن ایسا گمان بدیہی ذات مستجمع جمیع کمالات کی نسبت نہین ہو سکتا ہی -
اُسکے تو سارے کام مین حکمت اور ہدایت و دانائی و پیش بینی سے بھرے ہین

خلاصہ یہ کہ اس باب مین جسقدر غور و فکر کیجاتی ہے اسکا نتیجہ یہی نکلتا ہی
کہ کوئی کتاب الہی منسوخ اور ممنوع التلاوۃ والکتابۃ نہین ہو سکتی ہی کہ ایسا
ماننا بالکل مخالفِ شانِ خداے علیم و خبیر اور حکیم و قدیر کے ہے -

پس اہل اسلام کا یہ عقیدہ کہ گویا کتاب مقدس جسکو وہ کلام اللہ مانتے

ہین قرآن سے منسوخ ہوگئی اور اوسکا لکھنا پڑھنا ناجائز و ناروا ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا بالکل بے اصل اور نادرست ہے۔

آپ ملاحظہ فرمائیے اس زمانہ کے بعض مولوی صاحبون کا تعصب اور اون کی خلاف گوئی جنھون نے کئی رسالے اور کتابین اور رسالے رد دین مسیحی مین لکھین اور بیجا فخر کیا ہے کہ ہمنے دین مسیحی کو باطل اور دین محمدی کو حق ثابت کر دیا یعنی مولوی رحمتہ اللہ کرانوی۔ جب اونھون نے دیکھا کہ نسخ کتاب الٰہی کسی طور ثابت نہین ہوسکتا ہے بلکہ ہر طرح سے کتاب مقدس کا منسوخ اور رد ہونا ناممکن و محال ہے تو اس حالت مین مقتضاے حق جوئی و خداترسی یہ تھا کہ اقرار کرتے کہ بلاشبہ یہ عقیدہ باطل ہے اور علماے مجتہدین محمدی کا اتفاق و اجماع ناجائز و ناروا ہے۔ مگر ایسا جگر کہان سے لاوین حق جوئی و خداشناسی منظور ہوتی تو ایسا کرتے وہان تو پاسداری دین آبائی اور طرفداری دین محمدی کی پیش نہاد خاطر تھی۔ اسواسطے صاف انکار کر دیا کہ اہل اسلام کا ایسا عقیدہ ہی نہین ہے کہ کتاب مقدس یعنی توراۃ یا انجیل قرآن سے منسوخ ہے۔ اور نہ یہ عقیدہ ہے کہ تمام احکام شرائع سابقہ کے منسوخ ہوگئے۔ بلکہ صرف بعض احکام کو منسوخ جانتے ہین۔ اور گویا علماے مسیحی اپنی ناواقفیت سے مسلمانون پر ناحق تہمت لگاتے ہین کہ مسلمانون کا یہ عقیدہ ہے کہ توراۃ و انجیل قرآن سے اور احکام شرائع سابقہ شریعت محمدیہ سے منسوخ ہوگئے ہم عمر بھر اسکے معتقد نہین ہین

چنانچہ مباحثہ مذہبی مین لکھا ہے جو مولویصاحب اور ڈاکٹر وزیر خان کی صلاح
سے بنام شاہ سید عبد اللہ چھاپا گیا ہے صفحہ ۲۸ (پادری صاحب نے سنکر فرمایا
کہ آپ انجیل کو منسوخ بتلاتے ہین یا نہین مولویصاحب نے فرمایا بلاشبہ ہم
اون معنیون سے جنکا اظہار کیا جائیگا منسوخ جانتے ہین) صفحہ ۲۹ (مولویصاحب
نے فرمایا کہ اپنے نسخ کے معنی جو اہل اسلام کی اصطلاح مین مقرر ہین اور اوسکے محل
کو کسی اسلامی کتاب مین دیکھا ہے یا نہین - پادریصاحب بولے آپ بیان
کیجئے - مولویصاحب نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک نسخ صرف اوامر و نواہی مین
ہوا کرتا ہے) اسکے بعد تفصیل کی ہے کہ اوامر و نواہی مین سے کس کس قسم کے
احکام منسوخ نہین ہوتے ہین اور کس کس طرح کے ہو سکتے ہین اوس تفصیل
کے بعد خلاصہ اوسکا مولویصاحب نے کیا ہے صفحہ ۳۱ (پس اس تقریر کے مطابق
اہل اسلام کے اصطلاحی نسخ سے ایسے حکم عملی مطلق کی مدت کی انتہا کا بیان ہے جو
جو وجود و عدم کا احتمال رکھتا ہو اور ہمارے وہمون مین اوسکا دوام سمجھا جاتا ہو
پادری صاحب نے فرمایا کہ ان معنیون سے انجیل کا کون کون سا حکم آپ کے نزدیک
منسوخ ہے مولویصاحب نے فرمایا جیسا طلاق کا ناجائز ہونا اور مثل اسکے پادریصاحب
بولے کیا آپ کے نزدیک ان معنیون سے ساری انجیل منسوخ نہین ہے مولوی
صاحب نے فرمایا کہ نہین ان معنیون سے ساری انجیل منسوخ نہین ہے کیونکہ
اونمین متی کی باب ۱۲- ۳۰ و ۳۱ درس مین یہ حکم بھی ہے طور تو خداوند کو جو تیرا خدا ہے اپنے

سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل سے اور اپنے ساری زور سے پیار کر اوّل حکم یہی ہے اور دوسرا جو اسکی مانند ہے یہ ہے کہ تو اپنی پڑوسی کو اپنے برابر پیار کر اون سے بڑا اور کوئی حکم نہین ہے انتہی۔ اور ہم اس حکم کو منسوخ منسوخ نہین تبلاتے ہین)۔

پہر صفحہ ۳۸ و ۳۹ مین مذکور ہی (مولویصاحب نے فرمایا کہ جناب نے جو نسخ کے محال ہونے کی بابت چند صفحے لکھے ہین سو وے نکال ڈالنے کے لائق ہین کیونکہ نسخ کے معینون سے جو اہل اسلام کی اصطلاح مین ٹہرے ہین کچھ مناسبت نہین ہے۔

اور کتاب ازالۃ الاوھام مین بھی مولویصاحب لکھتے ہین۔ باب و فصل اوّل و کید اوّل مین در جواب شبہۂ نسخ ظاہرا این شبہہ از غفلت و لاعلمی معنی نسخ کہ مصطلح اہل اسلامست پیدا شدہ اولاً معنی نسخ بیان نمودن ضروری افتاد لہٰذا میگویم نسخ در لغت بمعنی زایل کردن و نقل نمودنست و در اصطلاح اہل اسلام عبارت از توقیت کہ دلالت کند بر انقضاے مدت حکم و این چنانست کہ بمقتضای حکمت و وقت و حال مکلّفین حکمی از جانب او تعالیٰ کہ در علم او موقت بود در وقتی بہ نسبت گروہے گذشتہ یا زیادہ آن وقت کہ تا آن جا توقیت آن بمقتضای امور مذکورہ بود گذشتہ و بیان آن از حضرتش بوضوح پیوستہ از ان درعی گردہ بوجہی از زمان آن حکمی مانند پس میگویم کہ اگر علماے مسیحی چنانچہ ظاہرست از این اصطلاح غفلت

دارند در آن صورت ہمین قدر جواب خدشہ ایشان شد وہر چہ درین بارہ بیان
دراز بیانمود وبیہودہ روی۔ اوراق راسیاہ نمودہ اند چون بناے فاسد بر فاسد
ست قابل جواب نیست واگر اینمعنی رافہمیدہ بازانچین نسخ را از محالات میشمارند
ودرین صورت پرسیدہ میشود کہ مراد چیست کہ آیا مزعوم ایشان چنانستکہ
اہل اسلام بمعنی مذکور نسخ کلّی احکام شرائع سابقہ رایعنی نسخ جمیع متعاملہ اصلیہ
ومسایل غیر اصلیہ رامعتقد اند یا نسخ جزئی یعنی نسخ بعض احکام را اگر مرادش
اول ست اہل اسلام ہرگز دعوے آن نمے کنند)

یعنی ظاہراً یہ شبہہ غفلت اور لاعلمی معنی نسخ سے پیدا ہوا ہے جو مسلمانون
کی اصطلاح مین ہین۔ اسلئے پہلے نسخ کے معنی بیان کرنا ضرور رہوا۔ جاننا چاہئے
کہ نسخ کے معنی لغت مین زایل کرنا اور نقل کرنا ہے اور مسلمانون کی اصطلاح
مین مراد اوس قول سے ہے جو کسی حکم کی مدت پوری ہونے کو بتلاوے اور
یہ اسطور ہے کہ باقتضاے حکمت اور وقت اور حال کے موافق کوئی حکم
خداے تعالے کی طرف سے کسی وقت یا گروہ کی نسبت ہوا جو اوسکی دانست مین
مخصوص اسوقت کے ساتھ تھا پھر جب وہ وقت گذر چکا جہانتک کیواسطے باقتضاے
امور مذکورہ کے اُسکا موقت ہونا تھا اور اسکا بیان اوسکی جناب سے ظاہر
ہوا اسباعث سے اسوقت کے موجود لوگون کے حق مین وہ حکم نہین رہا۔
پس مین کہتا ہون کہ اگر مسیحی علما اس اصطلاح سے غافل ہین جیسا کہ ظاہر ہے

اس صورت مین انکے خدشہ کا جواب اسیقدر ہو چکا اور جو کچھ اسبابت مین زبان درازی کی ہے اور بیہودہ ورق سیاہ کئے ہین چونکہ بنا فاسد کی فاسد ہے اسلئے قابل جواب نہین ہے۔ اور اگر اس مدعا کو سمجھکر پھر ایسے نسخ کو محالات سے کہتے ہین اس صورت مین پوچھا جاتا ہے کہ مراد کیا ہے کہ آیا گمان اونکا ایسا ہے کہ اہل اسلام بمعنی مذکور تمام احکام شرائع سابقہ کے نسخ کے معتقد ہین یعنی النسخ تمام مقاصدِ اصلیہ اور مسایل غیر اصلیہ کے یا نسخ جزئی کے یعنی بعض احکام کے اگر انکی مراد اول ہے تو اہل اسلام ہرگز اسکا دعویٰ نہین کرتے ہین۔

پس خلاصہ تقریر مولوی صاحب کا یہ ہے کہ اہل اسلام معتقد نہین کہ کتابِ مقدس یا انجیل ساری منسوخ ہے اور نہ اوسکے تمام احکام اور شرائع منسوخ ہونے کے معتقد ہین بلکہ بعض احکام مخصوص کسی اُمت یا وقت کے اور بس اور پادری صاحب صرف اپنی نادانی سے مسلمانون پر تہمت لگاکر اونکا عقیدۂ نسخ نسبت تمام کتابِ مقدس اور تمام شرائع و احکام کتب سابقہ کے ہے۔ اعتراضات کرتے اور محالات ظاہر کرتے ہین۔

حال آنکہ کتب اصول فقہ و عقائد مین صاف صاف لکھا ہے کہ اجمعنا جمیعاً ان قراءة الکتب الماضیة وکتابتها منسوخة القراءة القرآن ونزولها جیسا کہ لوبیز کبور ہوا کہ باتفاق و اجماع امت محمدیہ کے پچھلی کتابون کا پڑہنا لکھنا منسوخ ہے۔ باقی رہے احکام شرایع سابقہ سو صرف ابو حنیفہ کا یہ قول ہے دخل تعلیم مین

الاحکام السابقۃ اذا وجد نسخہ فی القرآن او فی الاخبار او فی اجماع الامۃ او یوجد ما یدل و یقتضی من القیاس الجلی بالمنصوص یوجب نسخہ و ما سوی ذالک فیبقی مشروعًا یعنی احکام سابقہ مین سے جس حکم کا ناسخ قرآن یا حدیث یا اجماع امت مین پایا جاوے یا ایسی بات پائی جاوے جو امر منصوص کے ساتھ قیاس جلی سے اوسکے منسوخ ہونے کو مقتضے ہو اور دلالت کرے تو اوس حکم کا منسوخ کرنا واجب ہے اور اسکے سوا مشروع باقی رہینگے۔ مگر یہ صرف کہنے کی بات ہے مگر نہ جیسے قرآن و حدیث سے مسائل مستنبط کئے کتاب مقدس کے بھی احکام غیر منسوخہ کو اپنی شرایع مین داخل کرتے۔ جب کتاب مقدس کا لکھنا پڑھنا ہی درست نہین پھر شرائع کیونکر دریافت ہون۔

اور شافعی نے تو صاف صاف لکھا ہے ان الاحکام السابقۃ کلہا صارت منسوخۃ بالقرآن سواء وجد الناسخ او لم یوجد یعنی پچھلے احکام سب منسوخ ہو گئے قرآن سے چاہے اوسکا ناسخ پایا جاوے یا نہین۔

اور امامیہ مذہب والے بھی شریعت محمدیہ کو ناسخ شرائع و احکام سابقہ کی کہتے ہین چنانچہ حق الیقین مین اخوند نے لکھا ہے (شرع آنحضرت ناسخ جمیع شرایع بود) یعنی محمد صاحب کی شرع تمام شرائع کی ناسخ تھی۔

پس اب ملاحظہ فرمائیے کہ مولویصاحب کا ایسا فرمودہ کہ گویا اہل اسلام کتاب مقدس کے صرف بعض احکام جزئی کے نسخ کے معتقد ہین نہ تمام احکام

شریعت کے اور صرف اسی مدعاسے انجیل کو منسوخ مانتے ہین۔

کیسا خلاف ہے۔

شاید کوئی کہے کہ کتاب مقدس کے پڑھنے اور لکھنے کو منسوخ جاننا اور بات ہے اور اوسکو منسوخ سمجھنا اور اوسکا بیکار و فضول متصور ہونا اور بات ہے، لیکن ہر فہمیدہ شخص سے پوشیدہ نہین ہے کہ کسی کتاب کے پڑھنے لکھنے سے لوگون کو منع کرنا اور ناجایز و ناروا ٹہرانا کس غرض سے ہو سکتا ہے۔

یا تو اس غرض سے کہ وہ کتاب خراب اور بد اور جھوٹی ہے پس ایسا عقیدہ تو بظاہر مسلمانون کا نسبت کتاب مقدس کے نہین معلوم ہوتا ہے۔

اگر یہ نہین تو بلاشبہ اس منشا سے ممانعت ہے کہ اب وہ بیصرف اور بیفایدہ اور بیکار رہے اسلئے منظور نہین کہ لوگ اوسے پڑھین لکھین اور اوسکے مطالب و مقاصد سے مطلع ہون۔ پس وہی تین بیسی وہی ساٹھ۔ فافہم۔

الغرض مسیحی عقیدہ بموجب انجیل سے توریت منسوخ نہین ہوئی بلکہ دونون کلام اللہ ہین جنکی ہدایات و تعلیمات کی واقفیت اور اطاعت اور انکی تعلیمات و تلقینات کو جاننا اور ماننا فرض ہے اور اسیطور انکی تلاوت واجب اور کتابت مشروع ہے کہ سب کلام خدا ہے جو انسان کی تربیت اور سدھارنے اور راہ نجات تبلانے کے واسطے مفید و معین اور واسطہ و ذریعہ ہے۔

اور یہ بھی کہ کوئی کتاب آسمانی منسوخ نہین ہو سکتی ہے اور نہ اوسکی تلاوت

ردکتابت ناجائز وناروا ہو سکتی ہے پس مسلمانون کو مناسب نہین کہ کتاب مقدس کو کلام اللہ مانکر پھر اوسکو منسوخ سمجھین یا اوسکے لکھنے پڑہنے کو ممنوع اور نا مشروع قرار دین یہہ بات تحقیقی ایمانداری اور خداترسی سے نہایت بعید ہے ۔

اب رہا یہہ کہ توریت کے تمام شرایع یا بعض احکام انجیل سے منسوخ ہوئے یا نہین اور ہوئے تو قرآن سے کل شرائع یا بعض احکام انجیل کے کیون منسوخ نہین ہو سکتے ہین ۔

پس واضح ہو کہ احکام کی منسوخی وموقوفی سب ایک ہی طور کی نہین ہوتی ہے بلکہ دو قسم کی متصوّر ہے ۔

ایک وہ ہے کہ احکام ناسخ ومنسوخ کو ملاحظہ کرنے اور غور کرنے سے واضح وآشکار ہوتا ہے کہ حاکم کا ارادہ اور منشا ابتدا سے آخر تک ایک ہی پایا جاتا ہے ایک ہی اُسکا قصد مفہوم ہوتا ہے ۔

دوسرے وہ کہ ایسا ہو بلکہ ناسخ ومنسوخ احکام وقوانین کے دیکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ حاکم کا مطلب اور مقصد متحد نہین بلکہ اوسکے ارادہ اور قصد مین تبدیل وتغیر صریح نظر آتی ہے ۔

مثلاً فرض کرو کہ ایک حاکم نے چند شخصون کو پہلے حکم دیا کہ تم سب فلانے کہدان سے پتھر کھودا اور فلان مقام پر جمع کرتے جاؤ اور یہی کام برسون تک جاری رکھے اور بعد وہ حکم دے کہ اب پتھر کھودنا اور ڈہونا موقوف کردو

بعد ازان جہان جہان مین بتاؤن نیو کھودنا شروع کرو اور یہ حکم بھی ایک عرصہ تک جاری رکھے بعدہٗ اُسکو بھی موقوف کرا دے اور چونا بنانا اور گارا سننا اور نیو بھرنے اور دیوار چُننے کا حکم دیوے اور اسطور بتدریج و ترتیبِ احکام اُس حاکم کے ایک مکان پورا ہوا اور بہمہ جہت آراستہ و پیراستہ ہوگیا۔ تو اِس صورت مین ہرچند اُس حاکم نے پہلے حکمون کو موقوف کرکے دوسرے حکمون کی تعمیل کرائی لیکن پر ظاہر ہی کہ منشا اور ارادہ اُسکا اوّل سے آخر تک ایک ہی پایا جاتا ہی اور مطلب و مقصد تمام حکام مین آغاز سے انجام تک متحد ہی کہ منظور اُسکو مکانِ مذکور کا بنانا اور اُس عمارت کا پورا کرنا تھا:

اب فرض کرو کہ ایک حکم نکلا اور لوگون مین مشہور ہوا کہ حاکم نے حکم دیا ہی کہ اُس عمارت کو کھود ڈالو وہ سب رد ہوئی سب کو گرادو سب ویرانہ کردو اور وہان کے کچھ پتھر اور کنکر اور چونا مٹی لیکر ایک جگہہ لیجا کر اوپر تلے ٹیکو اور چورس چبوترہ سا طیار کرو:

تو اِس حالت مین نہایت واضح و آشکار ہی ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ اگر اِس حکم کو بھی اُسی حاکم کا مانین تو لابد بالیقین معلوم ہوگا کہ اب حاکم کا ارادہ اور قصد ہی بدلگیا اُسکا مقصد اور مطلب دگرگون ہوگیا:

پس قسم اوّل کی موقوفیِ احکام گو بظاہر نسخ معلوم ہوتی ہی لیکن اگر بنظر غور اور بدیدۂ انصاف دیکھو تو احکامِ اوّل منسوخ اور رد اور باطل نہین ہوئے بلکہ مکمل

ہوگئے اور پورے ہوئے کہ ارادہ اور منشا حاکم کا احکام آخر سے کامل ہوتا اور انجام کو پہونچتا ہی۔ اور محاورہ مین متعارف بھی نہین کہ کوئی ایسے احکام کو ناسخ ومنسوخ کہی بلکہ فی الواقع اس صورت مین تنسیخ احکام اوّل کہنا خطا ہی بلکہ مناسب اور لازم ہی کہ تکمیل کہا جاوے جیسا کہ فی الحقیقت اور نفس الامر مین ہی؛

غرض لفظی بحث بڑھانے کی ضرورت نہین ہی اصل مدعا ہی چاہیئے اسکو کوئی تنسیخ کہے چاہے تکمیل مگر اس قسم کے احکام کا ہونا کلام اللہ مین ممکن ہی اور ایسے ہی احکام منافی اور مناقض اُسکی قدرت اور حکمت کے نہین ہین بلکہ بیشمار مثالین اور نظیرین اُسکی مخلوقات وموجودات مین موجود ہین۔

پس اس قسم کے احکام کی تکمیل کتاب مقدس مین پائی جاتی ہی بجنسہ وبعینہ کہ تورات کے بعض احکام جو خداوند مسیح تک جاری تھے جنکی تعمیل یہودیون کو ضروری اور فرض تھی اُنکی تکمیل احکام انجیل سے ہوگئی۔ اب احکامِ اوّل کی تعمیل مسیحیون پر واجب اور فرض نہین ہی جیسا کہ مختصر حال اسکا آیندہ ذکر کیا جائیگا؛

الغرض بعض احکامِ توریت جنکی تعمیل مسیحیون پر واجب نہین رہی نہ اس جہت سے ہی کہ وہ بیکار و بے فائدہ تھے اور لاحاصل نکلے اس لیئے رد و باطل کیئے گئے بلکہ کامل ہوگئے اور پورے ہوئے؛

مگر قسم دوم کی موقوفی احکام بلاشک تنسیخ و تردید احکامِ اوّل کی ہی کیونکہ اُس سے صاف عیان ہی کہ ارادہ اور منشا اور مرضی حاکم کی بدل گئی اور اُسکا مقصد اور

مطلب دگرگون ہوگیا۔ پہلے اُسکو کچھہ اور منظور تھا اور پیچھے کچھہ اور عزم کیا ہی۔ ہرگز کسی طور ممکن نہین ہی کہ احکامِ اوّل کی تکمیل احکام ثانی سے قرار دین بالیقین دریافت ہوتا ہی کہ حاکم کا ارادہ اور نیّت بدل گئی اور غرض اور مطلب اُس کا متغیر ہوگیا ہی:

تو اِس قسم کی تبدیلی اور موقوفی احکام اور نسخ شرائع کلام اللہ مین ہونا محال ہی اور بلاشک ایسے احکام خداے علیم و خبیر و حکیم و قدیر کے نہین ہوسکتے ہین کہ بالکل خلاف اُسکی ذات و صفات کے ہین:

پس ہو بہو یہی مثال و نظیر ہی کہ اگر تسلیم کیا جاوے کہ کتابِ مقدّس کی شرائع و احکامات قرآن و حدیث محمدی کے احکامات سے خدا نے منسوخ کر دیئے۔ لہذا بدلیل کامل یقین واثق ہوتا ہی کہ قرآن و حدیث مِن جانب اللہ نہین کیونکہ ہرگز ہرگز کسی طور ممکن نہین ہی کہ شریعتِ محمدی ناسخ شرائع و احکاماتِ کاملۂ کتاب مقدّس کی ہووے:

ہرچند مِن و عن کیفیت اسکی اُسی وقت ظاہر ہوسکتی ہی جب کوئی کتابِ مقدّس کو اوّل سے آخر تک دل لگا کر بغور و تامل مطالعہ کرے اور پھر قرآن و حدیث کا اسکے ساتھ مقابلہ کرے۔ پھر اُسپر آشکارا ہووے کہ کیسی موافقت و مطابقت و مناسبت و ارتباط جملہ صحفِ مقدسہ کے جملہ مطالب و مقاصد و تعلیمات و ہدایات و احکام و شرائع ظاہری و باطنی مین بخوبی اسلوبی و حسنِ ترتیب و تدریج از آغاز تا انجام کامل ع

تمام ہی۔کہ وہ سب ملکر بہمہ وجوہ وہمہ جہت مدارج ومراتب ومنازل عمارت رفیع الشان خداشناسی وخداپرستی کے ہین۔جن مین سے توریت کتاب حضرت موسیٰ گویا نبیاد اور نیو ہی اور صحفِ انبیاے کرام بمنزلہ مراتب ومنازل کی ہین اور انجیل مقدس کے تمام پاک نوشتے مکان رفیع الشان متمم ومکمل تعمیر آلہی ہین؛ پھر اگر قرآن وحدیث کا اُس سے مقابلہ کرو توبخوبی ظاہر ہوگا کہ اگر اسکو بھی من جانب اللہ تصور کرو توگویا اُس عمارتِ عالی کو ڈھاکر ویرانہ بنانا ہی؛ مگر بپاس خاطر آپ کے ایک بیانِ مختصر اسکا صرف احکامات کے باب مین عرض کیا جاتا ہی۔آپ متوجہ ہوکر اصغا فرمائیں اور اپنے دلون مین انصاف کرین کہ اگر کتابِ مقدس کے یہ احکام وشرائع من جانب اللہ ہین تو پھر کسطور ممکن ہی کہ شرائعِ محمدی اُسکی ناسخ ہوسکین۔کسی نہج بھی قیاس مین نہین آسکتا ہی کہ شرائع سابقہ منسوخ اور رد ہو جاوین اور شریعتِ محمدی اُسکے بجاے خداے علیم وحکیم ورب قدیر مقرر کرے؛

واضح ہو کہ کتاب مقدس کے ارشادون سے دریافت ہوتا ہی کہ جب انسان ایک جانی اور روحانی دشمن یعنی ابلیس کی تلبیس کے باعث گنہگار اور اپنے خالق ورازق اور شہنشاہِ اعظم کا باغی اور نافرمان ہوا یہانتک کہ تمام جہان خالق برحق وصانع مطلق کو بھول کر بت پرستی وغیرہ مخلوقات ومصنوعات کی پرستش کرنے اور آسمانی اور زمینی چیزون بلکہ اپنے ہاتھ کی بنائی ہوئی

ہورتون تک کو پوجنے لگے اور اِسکے سوا انواع و اقسام کی بدی اور ناپاکی
مین مبتلا اور طرح طرح کے گناہ اور معصیت مین گرفتار اور گمراہی و ضلالت مین
پھنس کر خراب و تباہ ہوگئے اور اِس جہت سے اُنکی عقل و فہم اور طبیعت اور
مزاج بالکل تیرہ و تار ہوگئے۔

ایسی حالت مین بھی خداے کریم و رحیم نے انسان کو نہ چھوڑا کہ ہلاک ہووے
اور راہِ ضلالت و جہالت مین چلا جاوے بلکہ اُسکی رحمت و شفقت اِسکی مقتضی
ہوئی کہ اِس اندھیرے سے اوسے اُجالے مین لاوے اور گمراہی سے پھرا کر ہدایت
کی راہ پر چلے اور اِس خراب حالت سے نکال کر سعادتِ اُخروی عنایت
کرے۔ اُسکو منظور ہوا کہ تمام اِنسان سراپا عصیان عرفانِ حقیقی و عبادتِ حقّہ کے
ذریعہ تقاضاے روحانی پورا کرکے خوشحالی جاودانی حاصل کرین اور وارثِ
نجاتِ ابدی ہون؛

چنانچہ اُس حکیم برحق اور قدیرِ مطلق کی پاک و نیک نظر مین یہ پسند آیا کہ
اُن کم فہمون اور بےشعورون اور معارفِ الٰہی کے ناسمجھون کو پہلے ایسی شریعت
اور احکام سکھاوے جو اونکی عقل و گیاست کے درخور اور اُنکی
قوت و توانائی کے بموجب اونکی ترقی کے واسطے مفید اور مناسب ہو؛

یعنی جیسا کہ مین نے اوپر ذکر کیا کہ جس طور کوئی معلم نادان بچون کو پہلے حروف
سکھاتا پھر کچھ لفظ اور عبارت وغیرہ بتدریج و ترتیب پڑھا کر اُنکو خوگرِ تعلیم کرتا ہے

روز بروز انکی استعداد و لیاقت و عقل کی ترقی ہوتی جاتی ہے اور جب وہ ان باتون مین قابلیت بہم پہونچاتے ہین تب انکو علوم و فنون مقصودہ و مطلوبہ سکھاتا ہے۔ اسیطور جب تمام جہان کے لوگ علم الٰہی اور عرفان حقیقی اور خدا پرستی کی نسبت محض جاہل اور مطلق نادان تھے تو اُس علیم و حکیم نے ایک قوم بنی اسرائیل کو انتخاب فرمایا اور بذریعہ حضرتِ موسیٰ کے اُنکو ایسی شرائع و احکام عطا فرمائے جو اُنکی حالت کے درخور اور اُنکے سمجھنے اور عمل مین لانے کے موافق۔ اور خداے تعالے کی حکمت کے نزدیک مناسب تھے:

وہ شریعت اس سبب سے کہ بنی اسرائیلیون کے دل اور عقل اور مزاج اور طبیعت لائق علم و عمل شرائع کاملہ اور احکام روحانی کے نہ تھے۔ کامل نہ تھی اور بہت سی رسمی باتین بھی مقرر تھین:

مدعا اوسکا ہرگز ایسا نہین کہ گویا نعوذ باللہ منہا خدا کو کامل اور روحانی شریعت معلوم نہ تھی یا یہ کہ اوسنے ناکامل شریعت دیکر اونکو مرتکب گناہ کیا۔ کیونکہ یہ دونون امر خداے علیم و قدّوس کی ذات و صفات کے برخلاف ہین۔ بلکہ اوسی منشا اور ارادہ سے جیسا اوپر مذکور ہوا کہ بنی اسرائیل کے خوگر تعلیم کرنے اور لیاقت و استعدادِ علمِ الٰہی سیکھنے کی حاصل کرنے کو اُس قسم کی شریعت مرحمت فرمائی کہ رفتہ رفتہ احکام ربّانی اور خدا دانی اور پاکی و نیکی مین بترتیب و تدریج ترقی کرین چنانچہ جب اُس قوم نے بموجب شرائعِ موسویہ کے

تبائید وتاکید وتشریحات وتفصیلات صحفِ مقدسہ انبیاے کرام مثلِ حضرت یوشع وداؤد وسلیمان واشعیا ویرمیا ودانیال وغیرہ کے خداشناسی اور پاکی ونیکی مین ترقی کی اور درجہ بدرجہ ورتبہ خداے تعالی کی مرضی پہچاننے اور ماننے کے لائق ہوئے بلکہ غیر قومون نے بھی رفتہ رفتہ ترقی کرکے خدا کا نام سُنا اور اُسکے احکام معلوم کیئے اور نجات کی خبر پائی تب خداے کریم ورحیم نے اُنکو بذریعہ انجیل مقدس کے اپنی کامل وروحانی شریعت مرحمت فرمائی اور اپنی مرضی اور حکمون کو اکمل طور پر ظاہر فرمایا اور مشرح ومفصّل حکم دیا۔ اِس طور تمام جہان کو عرفان حقیقی اور عبادتِ روحانی کاملہ کی طرف بُلایا کہ سب نجات پاوین اور حیات ابدی حاصل کرین ؛

اور اگر کوئی خیال کرے کہ کیا خداے تعالی مین قدرت نہ تھی کہ سب انسانون کو یکبار ہدایتِ کامل کرتا اور اونکے دلون اور عقلون کو روشن کرکے ایکدم سے اپنی کامل وروحانی شریعت بتلاتا۔ تو اِسکے جواب مین اسیقدر کافی ہی کہ بخوبی تمام دیکھا جاتا ہی کہ تمام مخلوقات وموجودات مین اوسکی عادت اسیطور جاری ہی اور اُسکی مرضی یون ہی ہی کہ ہر چیز بتدریج وترتیب رفتہ رفتہ پیدا ہوئی اور ترقی کرتی ہی۔ انسان خون سے گوشت وپوست واستخوان ہوتا پھر بچہ ہوتا پھر روز بروز رفتہ رفتہ بڑھتا اور رتبہ برتبہ پورا آدمی ہوتا ہی۔ اسیطور دوسری اشیا جملہ نباتات وحیوانات کا حال ہے۔ پس

جب یہ سب اُسکی قدرت سے ہوتے اور رفتہ رفتہ بتدریج و ترتیب ترقی کرتے اور کامل ہوتے اور اُسکی عمیق حکمت اسی کی مقتضی ہو تو بلاشبہہ کمال روحانی بھی اسیطور سمجھو کہ ٹھیک عادت اللہ کے موافق اور اُسکی قدرت و حکمت کے مطابق ظہور مین آیا:

الغرض اس طور سے خدائے تعالیٰ نے تمام انسانون کے واسطے حقیقی خداشناسی اور روحانی اور کامل عبادت بجالانے کی راہ بتدریج و ترتیب مذکورہ بالا تعلیم فرمائی کہ تمام جہان کیا بنی اسرائیل اور کیا دوسری قومین خدا تعالیٰ کی مرضی پہچانین اور راہِ نجات پاوین:

لیکن اب مسلمان دعویٰ کرتے ہین کہ شریعت محمدیہ ناسخ احکام و شرائع انجیل کی ہو پس مناسب ہو کہ مقابلہ کیا جاوے اور دیکھا جاوے کہ توریت مین شرائع کس کس قسم کے تھے اور اُنکی تکمیل بذریعہ انجیل ہوئی حسب بیان بالا یا نہین اور اگر ہوئی تو پھر شریعت محمدی اُسکی ناسخ یا مکمل ہو سکتی ہو یا فی الواقع قرآن و احادیث کے احکام کسی طور ناسخ نہین ہو سکتے ہین اور ایسا ماننا خلافِ ذات و صفاتِ خدائے غیر متغیر کے ہی:

واضح ہو کہ شریعت توریت دو قسم کی ہو ایک شریعت باطنی دوسری ظاہری:

شریعت باطنی سے مراد شریعت اخلاقی سے ہے جو اصل شریعت اور خدائے قدوس سبحان کی ذاتی پاکی و نیکی کا نمونہ اور پرتو اور انسان کے کمال کو ضرور ہے یعنی وہ شریعت جو انسان کی راستبازی اعمال و

افعال اور راستی گفتار و درستی رفتار و نیکی و پاکی افکار سے متعلق ہے۞

پس شریعت مذکورہ جو توریت مین ہے وہی بجنسہٖ و بعینہٖ بلا تغیر و تبدیل انجیل مین بھی تمام و کمال کتابِ مقدس شریعت اخلاقی مین یکسان اور موافق و مطابق و ممد و معاون یکدگر ہے۞

البتہ جسوقت جہالت و نادانی اور غایت معصیت و نافرمانی مین تمام جہان گرفتار اور مبتلا بدرجۂ اتم تھا اوسوقت خداے تعالیٰ نے اپنی مرضی کامل طور پر بیان نفرمائی بلکہ بغرضِ تعلیم و ہدایت اُن ناقصون کے شریعتِ اخلاقی بھی ناکامل بیان کی چنانچہ جو شریعتِ اخلاقی کہ توریت مین مذکور ہے وہ مجمل اور ناکامل ہے اسیواسطے جبکہ بنی اسرائیل اور اُنکے ذریعہ سے اور قومین بھی بہ نسبت سابق کے فی الجملہ تعلیم یاب ہوے اور مرضی الٰہی سے واقفیت حاصل کرنے اور جسقدر اونکو تبلایا گیا تھا اُسمین ماہر ہونے اور تعمیل کرنے لگے اوسوقت حکیم برحق اور معلم صادق ظاہر ہوا اور شریعت مذکور کی تشریح و تفصیل و تکمیل فرمائی اور اِس طور خداے تعالیٰ نے اپنی پوری مرضی ظاہر و بیان فرمائی اور شریعتِ اخلاقی کو اکمل طور پر مشرح اور واضح و آشکار فرمایا۞

چنانچہ توریت مین زنا کی ممانعت فرمائی تھی[*] انجیل مین توضیحاً ارشاد ہوا کہ زنا صرف یہی نہین کہ کوئی اُس فعل بد کو عمل مین لائے بلکہ جو شخص بیگانہ عورت کو بد نگاہ سے دیکھے وہ بھی زانی ہو چکا[†]۞

اسیطور توریت مین قتل و خون کرنے کی ممانعت تھی[‡] انجیل مین تشریحاً د

توضیحاً ارشاد ہوا کہ خداے تعالی کے حضور نہ صرف قاتل سزا پانے کے لائق ہی بلکہ وہ شخص بھی جو دوسرے پر بے سبب غصہ کرے یا اُس سے بدزبانی کرتا ہی وہ بھی سزاے مذکور کے پانیکا مستحق ہی؛

اِسی طور از انجا کہ بنی اسرائیل نہایت سخت دل تھے اور اُنکا شیوہ تھا کہ عورتون سے نکاح کرتے اور جب چاہتے چھوڑ دیا کرتے تھے پس بدین ارادہ کہ اُن کو اِس بے احتیاطی سے روکا جاوے اور فی الجملہ اُنکو قید مین رکھین توریت مین ارشاد ہوا تھا کہ اگر کوئی شخص اپنی جورو کو کسی مکروہ سبب سے طلاق دے تو اُسکو طلاقنامہ لکھدے۔ انجیل مین تشریحاً و تکمیلاً ارشاد ہوا کہ جو کوئی اپنی جورو کو سواے حرامکاری کے اور کسی باعث سے طلاق دیتا ہی تو اُس سے زنا کرواتا ہی اور جو شخص مطلقہ سے نکاح کرتا ہی زنا کرتا ہی؛ متی ۵ باب استثنا ۲۴ باب

اِسی نہج توریت مین حکم تھا کہ اپنے ہمسایہ کو اپنی مانند دوست رکھہ۔

لیکن یہودی لوگون نے ایسی محبّت اور دوستی صرف اپنی ہی قوم کی نسبت سمجھی اور مخصوص جانی اور وجہ اُسکی زیادہ تر اِس سے بھی ہوئی ہوگی کہ خداے تعالے نے اُنکے ہاتھہ سے ایک قوم یعنی کنعانیون کو قتل کرایا جسکا قتل کرنا اور پردۂ جہان سے نیست و نابود کرنا اُسکی پاک و نیک نظر مین بباعث افراط و گنہگاری و بداعمالی کے جنسے اُنکا پیمانہ عمر لبریز تھا مناسب اور لازم ہوا۔ پس ازانجا کہ حکم قتل نہ اِس غرض سے تھا کہ گویا ایماندارون کو بے ایمانون سے عداوت متی ۲۲ باب زبور ۱۰۶ باب

دشمنی کرنا اور اُنکو ایذا و تکلیف دینا چاہیئے بلکہ صرف یہ غضب الٰہی تھا اُس بدکار قوم کنعانی پر جنکو نیست و نابود خدا نے بنی اسرائیل کے ہاتھ سے کیا جیسا کہ سابق اُس سے آبِ طوفان و آتش و گندک سے اور قوم بد اعمال کو کیا تھا۔ پس یہودیوں کی اِس نافہمی اور نادانی رفع کرنے کو انجیل مین جا بجا ارشاد ہوا کہ ہمسایہ سے مراد صرف ایماندار یا یہودی نہین بلکہ تمام انسان باہمدگر ہمسایہ اور بھائی ہین۔ اِس لیئے سب سے محبت اور الفت دل سے رکھنا فرض عین ہی اور یہانتک فرمایا کہ اپنے دشمنون کو پیار کرو جو تمپر لعنت کرین اُنکے لیے برکت چاہو جو تمسے کینہ رکھین اُنکا بھلا کرو اور جو تمھین دُکھ دین اور ستاوین اُنکے لئے دعا مانگو وغیرہ

الغرض جو شریعتِ اخلاقی توریت مین مذکور و مسطور ہی وہ سب کی سب ہو بہو انجیل مین بھی ہی بلکہ اُسکی تشریح و تفصیل و تکمیل زیادہ تر ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ نے اپنی مرضی بوضاحت و صراحت علی وجہ الکمال بیان و عیان فرمائی۔ اسطرح تمام و کمال شریعت اخلاقی جسکی تعمیل اور بجا آوری انسان پر فرض اور خدائے قدوس سبحان کی ذاتِ پاک کا نمونہ و نشان ہی ظاہر ہوئی جسکا خلاصہ خداوند مسیح نے جو شریعتِ کاملہ کا معلّم اکمل تھا۔ اِن دو حکمون مین فرمایا کہ اپنے خداوند خدا کو اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل اور اپنی ساری قوت سے پیار کر پہلا اور بڑا حکم یہی ہی اور دوسرا اُسکی

مانند ہی یہ ہی کہ اپنے پڑوسی کو ایسا پیار کر جیسا آپ کو ۔ ؏)

آب ملاحظہ فرمائیے اور انصاف کیجیے کہ قرآن واحادیث محمدیہ آتے ہین اور دعوی کرتے ہین کہ ہم بھی خدا کی طرف سے ہین اور یہ کہ تمام اہل کتاب اور ساری روے زمین کو اِس شریعت کی پیروی اور تعمیل واجب و فرض ہی اور یہی شریعت آخر الزمان ہی جو تا قیام قیامت قائم وجاری رہیگی بلکہ خود مسیح بھی آخر زمانہ مین آسمان سے آویگا اور اِس شریعت کو مانیگا اور اُسکی پیروی کریگا۔

پس مناسب ہی کہ شریعت محمدیہ کو بغور وتامل ملاحظہ کرین اور دلی انصاف سے دیکھین کہ اسمین کس کس قسم کے احکام اخلاقی مسطور ومذکور ہین اور کیسی شریعت واجب یا سنت یا فرض ومستحب قرار دی ہی ؛

پس واضح ہی کہ قرآن کہتا ہی اور حدیثین اُسکی تائید کرتی ہین کہ ایک بار تو مسلمانون کو حکم ملا تھا کہ چاہے تم اپنے جی کی بات چھپاؤ چاہے ظاہر کرو خدا تعالی اُسکا حساب لیگا پھر جسکو چاہے گا بخشیگا اور جسکو چاہے عذاب دیگا۔ الغرض دل کے خیالات پر حساب ہوگا۔ مگر جب محمد صاحب کے اصحاب روئے اور کہا کہ یہ حکم مشکل ہی نہ ہو سکیگا اور دعا کی کہ اے خدا تو نے جیسا بوجھ پچھلی امتون پر رکھا ہم پر مت رکھ۔ تب یہ حکم منسوخ ہوگیا اور کہا گیا کہ اُمت محمدیہ کے خیالات دلی کا حساب نہ لیا جاویگا۔ غرض افکار مذمومہ اور بدخیالات کا محاسبہ نہوگا ایک حدیث مین بھی آیا ہی کہ محمد صاحب نے کہا کہ جو شخص گناہ کا ارادہ اور عزم

کرے مگر عمل مین نہ لاوے تو وہ گناہ مین محسوب نہ ہوگا وغیرہ ؛

اسیطور مسلمانون کو عموماً اجازت دی ہو کہ کسی سبب سے یا بلا سبب اپنی جورو کو طلاق دیدین تو روا ہی بلکہ بعضی صورتون مین چاہے جورو اور خصم دونونکی رضامندی نہو تب بھی طلاق ہو جاتی ہو اور گویا خدا خود زبردستی سے دونون مین جدائی کراتا ہی اور اسی طلاق اور خلع کی نوبت یہانتک پہونچی ہو کہ ایک عورت بیشمار خصمون کی جورو بنتی ہو۔ صدہا عورتین مثل کسبیون کے مکہ مین رہتی ہین جو ہر سال بعد حج کے مسافر حاجیون سے نکاح کرتی ہین اور جب وہ حاجی گھر کو جاتا ہی طلاق دے آتا ہی پھر دوسری سال دوسرا حاجی آتا ہی پس کسبیون مین اور ان عورتون مین کیا فرق ہی۔ اور تاہم بموجب شرع محمدی نکاح انکا مشروع ہی ؛

اسی طور قرآن اجازت دیتا ہی کہ ایک مرد چار جورؤن تک کرنے اور حدیث مین زیادہ نکاح کرنے کو مسنون اور موجب ثواب بتلاتے ہین ؛

پھر محمد صاحب کو اور مسلمانون سے الگ حکم ملا کہ چار جورؤن کی بھی قید نہین بلکہ جتنی چاہین کرلین۔ اور لونڈیان تو ہر مسلمان جتنی چاہے رکھ سکتا ہی ؛

پھر محمد صاحب کے زمانہ مین حجۃ الوداع تک جسکے چندہی دنون کے بعد انھون نے انتقال کیا متعہ مشروع تھا کہ جب ضرورت ہو رات دو رات کیواسطے عورت کرلیا کرین۔ اب سُنّی کہتے ہین کہ پیچھے یہ حکم منسوخ ہو گیا اور شیعون کے نزدیک بدستور مشروع اور موجب ثواب ہی اسی واسطے بڑے بڑے

نامی دیندار شیعے اس سُنت کو ادا کرتے اور ایسی عورتین رکھتے ہین بہرحال،
خواہ وہ حکم منسوخ ہوا یا نہین لیکن ایسا حکم شریعت محمدیہ مین ہوا۔ اور اگر بغور دیکھو
تو متعہ اور محمدی نکاح مین تھوڑا ہی فرق ہی۔ متعہ مین عورت کے رکھنے کی مدت
پہلے سے مقرر ہوتی ہی اور نکاح پہلے بلا قید مدت ہوتا ہی لیکن مرد کو اختیار ہی کہ جب
چاہے اوسے چھوڑ دے اور عورت بھی مرد کو راضی کر کے جدا ہو سکتی ہی:

اسی طور قرآن و حدیث مین جابجا مسلمانون کو حکم ہی کہ صرف آپس مین محبت رکھو
باقی دوسرے مذہب والون سے چاہے کتاب مقدس کے ماننے والے ہی
کیون نہون اُنسے بھی دوستی نرکھو بلکہ ہر طرح دوسری قومون کے لوگونکو تنگ
کر دو اور ستاؤ اور جہاد کے جو احکام ہین وہ قابل غور ہین کہ کیسے ظلم اور زبردستی
کرنے کو عمدہ ترین عبادت تبلایا اور تشدد اور سختی کو ارکان دین مین قرار دیا ہی
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا:

پس ای بھائیو آپ ہی اپنے دل مین انصاف کرین کہ کیا ممکن ہی کہ خدا تعالے
اپنے وہ پاک و نیک حکم منسوخ کر کے محمدی ان حکمون کو جاری کرے۔ کیا ہو سکتا
ہی کہ خدا تعالے جس نے انسان کو روز بروز تعلیم و تربیت دیکر اُسکو اپنی کامل
شریعت عنایت فرمائی تا کہ سب لوگ کمال حاصل کرین اب وہ اُسکو رد کر کے
ایسی ناقص اور کچی شریعت کو جاری کرے جو اُسکی پاک و نیک ذات کے
برخلاف ہے: شاید تم خیال کرو کہ احکام سابق ایسے مشکل و دشوار تھے کہ اُنکی

تحمیل نہین ہوسکتی ہے۔ جیسا کہ محمدی تعلیمات سے یہی ایسا دریافت ہوتا ہے۔ گویا خدائے تعالی نے پہلے ناسمجھی سے ایسے حکم دیئے تھے کہ اب پشیمان ہوکر اُسکو منسوخ کر دیئے یا اُسنے عمداً جان بوجھکر ایسا جبر اون پچھلون پر کیا اور ناممکن کو تبلایا کہ کوئی اوسکو نہ کر سکے اسلیئے اب وہ بیکار متصور ہوکر موقوف کیئے گئے۔

نعوذ باللہ منہا:

الغرض شریعتِ اخلاقی جو قرآن و حدیث مین مذکور ہوئی کسی طور ممکن نہین کہ ناسخ شرائع کتابِ مقدس کی ہووے:

اب باقی رہی توریت کی ظاہری شریعت یعنی جو یہودیون کی رسم و عادات و دستورون سے متعلق ہے اور وہ خود بذاتہ نہ نیک ہے نہ بد بلکہ حکم ہونے سے واجب التعمیل ہوگئی جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ وہ بھی دو قسم کی ہے:

اوّل وہ شریعتِ ظاہری جو یہودیون کے طریق عبادت اور اُسکے آداب سے متعلق تھی۔ وہ سب دستور اور رسمین اشارات و علامات و کنایات عبادات روحانی کے تھے جو بوسیلۂ خداوند یسوع مسیح ظہور مین آئین اُن سے یہ بھی غرض حاصل ہوتی تھی کہ بنی اسرائیل بت پرستون کی رسم و رواج مذہبی سے کنارہ کش ہون اور اون سے ممتاز ہون جو اُس جگہ بلکہ تمام عالم مین پھیلے تھے:

پس جب ظاہری دستور اور طریق عبادت جو توریت مین مذکور اور مسطور ہوئی

بنی اسرائیل تعمیل کرنے لگے اور عبادتِ الٰہی کے خوگر اور عادی ہوے اور تمام بت پرستون سے جدا ہوئے اور خداے تعالیٰ کی بتلائی ہوئی اُس شریعت کے مطابق عبادت بجالانے لگے تب خداے تعالیٰ نے اُن سب کی باطنی حقائق و معارف کو بعینہٖ و بجنسہٖ ہوبہو بوسیلۂ خداوند یسوع مسیح کے ظاہر کر دیا اور جن جن باطنی اور حقیقی چیزون کی تصویر اور نقشہ اور سایہ اور نشان بذریعۂ توریت انسان کو دکھایا تھا وہ آپ نمودار و آشکار ہوئین - لہذا اب آدمیم برخاست وہ سب رسم و دستور ظاہری موقوف ہوئے اور عبادتِ روحانی بجاے اُسکے مقرر ہوئی ؛

چنانچہ خداے تعالے نے توریت کے بعض صحائف مین ایسا فرمایا بھی تھا کہ ایسے دن آوینگے کہ عبادتِ ظاہری کے بدلے باطنی اور روحانی عبادت مقرر ہوگی جیساکہ حضرت یرمیاہ نبی کی معرفت فرمایا تھا صحیفۂ یرمیاہ باب ۳۱- آیت ۳۱ سے ۳۴ تک (۳۱) دیکھ وہ دن آتے ہین خداوند کہتا ہی کہ مین اسرائیل کے گھرانے اور یہوداہ کے گھرانے سے نیا عہد باندھونگا (۳۲) اُس عہد کے موافق نہین جو مین نے اُنکے باپ دادون سے باندھا جس دن مین نے اُنکی دستگیری کی کہ مین مصر سے اُنھین نکال لاؤن اور اُنھون نے میرے اُس عہد کو توڑا باوجودیکہ مین اُنکا شوہر تھا خداوند کہتا ہے (۳۳) بلکہ یہ وہ عہد ہی جو مین اسرائیل کے گھرانے سے باندھونگا ان دونون کے بعد

خداوند فرماتا ہے مین اپنی شریعت کو اونکے اندر رکھونگا اور انکے دلپر لکھونگا
اور مین اونکا خدا ہونگا اور وے میرے لوگ ہونگے ۔
پھر باب ۳۲ مین ارشاد ہے (۴۰) اور مین اونکے ساتھ عہد ابدی باندھونگا
جو مین اونسے نہ اوٹھاونگا کہ ان سے نیکی کرون اور مین اپنا خوف انکے
دل مین رکھونگا کہ وے مجھسے پھر نہ جائین)۔
پھر جب وقت پورا ہوا اور ان سب باتون کا ظہور ہوا تب خداوند تعالیٰ
اپنے مقدس رسولون کی معرفت ارشاد فرمایا کہ یہ وہی عہد جدید ہے جسکا
وعدہ مین نے فرمایا تھا چنانچہ نامۂ عبرانیان کے باب ۸ وغیرہ مین مسطور ہے
اور خاص اون ظاہری رسوم عبادت کے باب مین ارشاد ہوا کہ وہ سب
آنے والی نعمتون کی پرچھائین تھین نہ ان چیزون کی حقیقی صورت اور یہ کہ وہ سب
آنیوالی نعمتین خداوند مسیح کے ذریعہ مرحمت ہوئین ۔
پس جملہ احکام توریت جو ظاہری رسوم وطریق عبادت سے متعلق تھے
نہ اس واسطے موقوف ہوئے کہ گویا وہ بیکار و بے مصرف تھے بلکہ جس
طور وہ بوقت تقرر مفید و مناسب اور پرمصلحت وحکمت تھی تعلیم بنی اسرائیل
اور ترتیب علم الہی کے واسطے اسیطور اونکی موقوفی بھی الانسب والایق شایان
شان اوس حکیم برحق کی ہوئی ۔ جیسا کہ ذیل مین چند نظیر اوسکی مرقوم ہونگی
اب ملاحظہ کیجے کہ قرآن وحدیث پھر عبادت ظاہری اور جسمانی مقرر

کرنا چاہتے ہین پس اگر اوس عبادت کو تسلیم کیا جاوے تو کیا مدعا ہوگا یہی کہ گویا
خداے تعالیٰ نے پہلے توریت کے ذریعہ ایک شریعت اور طریق عبادت
ظاہری بتلائے اور پھر اُسکو کامل کرکے عبادت باطنی و روحانی مقرر کی
اسکے بعد اب پھر باطن سے ظاہر کی طرف اور حقیقت سے مجاز کی طرف
اور اصل سے نقل کی جانب اور روحانی سے جسمانی کی سمت اور مشارٌ الیہ
سے اشارہ کی طرف اور معنی سے صورت کی جانب پھیرتا ہے تاکہ لوگ حسرت
قہقری کرین اور منزلِ مقصود سے بے نیلِ مقصود واپس آوین اور
ایسا کرنا بالکل مناقص و مخالف حکمت اوس حکیم علی الاطلاق کے ہے۔
اسکے سوا یہ بھی واضح ہووے کہ شریعتِ توریت کا مدعا اور مقصد نہایت
عمدہ اور مناسب تھا بانتظام تمام۔ جنکی حقیقت اور ماہیت جو بذریعہ خداوند
مسیح ظاہر ہوئی بلاشبہ و شک ضروری اور افضل اور اکمل تھی۔ مگر رسوم عبادت
محمدیہ مین وہ بات بالکل مفقود ہے کہ بعضی رسمین تو شریعت توریت کی
اونکا مدعا نہ سمجھکر بلکہ رسمی و رواجی تصور کرکے تھوڑا تبدیل و تغیر کرکے بتلائین
اور بہت سی بت پرستون وغیرہ کی رسوم و طریق کو ادنے فرق و تفاوت
کے ساتھ بدستور جاری رکھے ہین۔ چنانچہ بطور نمونہ چند مثال ذیل مین مرقوم ہوئی ہین
جیسا کہ ملاحظہ کیجیے کہ توریت مین حکم تھا کہ آمرزش معاصی اور گناہونکی بخشش
کیواسطے بے عیب جانورونکی قربانی بشرائط و ضوابط چند کیا کرو مگر صاف واضح ہو کہ جانورونکی قربانین

اور گناہون کی معافی سے کیا مناسبت ہے بلکہ مراد مدعا اوس سے ایک قربانی عظیم الشان
تھی اور مقصود و مطلب اوسکا صرف خدا کے بے عیب برّے خداوند مسیح کا فدیہ اور
کفّارہ تھا جو جہان کے گناہون کا اوٹھانے والا اور ہم گنہگارون کی عوض صلیبی موت
سے مظلوم و مقہور قتل ہونے والا تھا جیسا کہ ہزارون برس پیشتر سے خدا تعالیٰ
نے اوسکے نمونے اور نشان اور علامت انسانون پر ظاہر فرمائین اور صدہا سال
پہلے سے حضرت داؤد و اشعیا وغیرہ انبیا کی معرفت اوسکی صاف صاف پیشین
گوئیان فرمائی ہیں اور جب قربانی ہوچکی خدا تعالیٰ کے برگزیدہ رسولون نے
جابجا اوسی کی منادی کی اور انجیل مین جابجا اُسکی بشارت دی کہ وہ قربانی
عظیم جسکے نشان پہلے مقرر تھے اور جسکی خبر سابق مین دیگئی تھی وہی ایک مقبول قربانی
گذرنے سے ایماندار لوگ پاک ہوتے اور مقدس لوگ ہمیشہ کے لئے کامل
ہوتے ہین۔

الغرض خداوند مسیح کی قربانی جو حقیقت اور ماہیت اُن ظاہری نشان قربانیون
کی تھی ہوچکی کہ جو اوسپر پورا ایمان لاوے اور اس فدیہ اور کفّارہ کو بدل قبول
کرے اوسکے واسطے یہی حقیقی اور اصلی قربانی تمام گناہون اور بیشمار نا
فرمانیون سے پاک کرتی ہے۔ پس اُسکے نشانون اور نمونون اور اشارون
کے عمل مین لانے کی حاجت اور ضرورت نہین ہے اب خدا کے بندون کو
اوس قربانی پر کلی ایمان رکھنا اور پورا بھروسا کرنا اور بجناب ارحم الراحمین ابلاً

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
وغیرہ
[illegible]

شکر ادا کرنا واجب و فرض ہے اور بس۔

مگر دیکھیے کہ شریعت محمدی مین اوسکا کچھ ذکر نہین بلکہ پھر جانورون کی قربانیان مقرر کی ہین پہلے اوائل اسلام مین عتیرہ تھا یعنی وہ قربانی جو کہ بت پرست ماہ رجب مین کیا کرتے تھے اور فرع یعنی پہلوٹے بچے کا قربان کرنا۔ پھر پیچھے یہ حکم بھی منسوخ کر دیا اور اضحیہ یوم النحر واجب ٹھرایا اور عقیقہ مسنون ہوا۔

پس اے بھائیو مقام غور ہے کہ ایسا کرنا من جانب اللہ متصور ہو سکتا ہے ہرگز ہرگز نہین۔ کہ جس حالت مین خداے تعالی اپنی پیش بینی سے ہزارون برس تک اوس قربانی اعظم کے نشان اور نمونے لوگون کو سکھا دے اور انبیاے کرام کی معرفت اسکے ظہور مین آنے کی خبر دیوے اور جب وہ قربانی مقبول ہو چکے اوسکی منادی تمام جہان مین کرا دے اور تمام جہان کے گنہگارون کی نجات صرف اوسکے ذریعہ تبلا دے اور بعدہ پھر بھیر بکری اور بیل گاے اور اونٹ ذبح کرنے کا حکم دے اور یہ دعا سکھا دے کہ (لحمہا لحمی ودمہا دمی وعظمہا عظمی وغیرہ) جو مسلمان پڑھتے ہین یعنی کہ اسکا گوشت میرے گوشت کی عوض ہا ور اسکا خون میرے خون کی عوض اور اوسکی ہڈی میری ہڈی کے عوض اور اس طرح سے اسکو قبول کرے اور اپنے عزیز و پیارے بیٹے کے فدیہ اور کفارہ کو منسوخ کر دے۔

پھر توریت مین غسل و طہارت ظاہری بدن دہونے وغیرہ کو حکم تھا مگر دعا

اوسکا یہ تھا کہ انسان کو معلوم ہو کہ جس طور جسم کی صفائی پانی سے ہوتی ہی اسی
نہج روح بنی آدم کی بہ نسبت جسم کے زیادہ تر محتاج طہارت اور پاکی کی ہے
جسکا بیان مفصل ومشرح ومکمل یعنی طہارت باطن وتصفیۂ دل وتزکیۂ قلب کا
حال بخوبی تمام خداوند یسوع کے وسیلہ ہوا اور بایمان مسیحی بذریعۂ ہدایت
روح القدس حاصل ہوتی ہے -

پس ہر چند ایماندار حقیقی جو طہارت قلبی حاصل کرتا ہے اوسکو جسم وجامہ ومکان
وغیرہ کی صفائی بھی ضرور ہے اسلیئے کریگا مگر نہ اس غرض سے کہ گویا اس شست وشو
ظاہری سے اوسکی روح پاک ہو سکتی ہی یا اُسکے ذریعہ نجات ہو سکتی ہی حاشا وکلا
مگر شرایع محمدی مین پھر غسل وواجب وفرض ٹھرایا اور اوسکی بابت عجیب و
غریب احکامات جاری کئے ہین کہ جو شخص شرایط وترتیب معیّنہ کے بموجب
وضو کرتا ہے اوسکے تمام گناہ دُھل جاتے ہین اور وضو کرنیوالا اجملہ معصیتان
سے پاک وصاف ہو جاتا ہے اور یہ کہ اس شست وشوی ظاہری کو شرط نماز
ٹھرایا ہے حتی کہ بدون اُسکے نماز درست نہین اور خداے تعالے کے یہان مقبول نہین
تمہین فرمائیے کہ اگر شریعت محمدیہ کو من جانب اللہ تصوّر کرین تو ان احکام کی
نسبت کیا خیال کیا جاوے یہی کہ گویا خداے تعالی نے پہلے توریت مین
شست وشوی ظاہری مقرر فرمائی اور بعدہ بذریعۂ انجیل اوسکے بجاے
پاکی باطن مقرر کی کہ وہی اوسکا مدعا اور مقصد تھا اور اب پھر اوسکو رد کرتا ہی اور

نجب انسان ۱۰-۲۲

× دیکھو نسائی
پہلو وغیرہ
حسب
مین
۸

ظاہری بدنی ولباس ومکان کی پاکی کو بجاے باطنی کے مقرر کرتا ہے یا یہ
کہ گویا سب احکام اوسکے بے مصرف ہین کبھی مقرر کرتا ہے پھر موقوف کرتا ہی
اور اب پھر جاری کئے ہین مگر ایسا گمان بد اوس ذات مقدس کی نسبت خلاف
ہے لہذا یہ احکام ظاہری پاکی کے جو قرآن وحدیث مین مذکور ہین ہرگز خدا
کی طرف سے نہین ہوسکتے ہین ؀

اسیطور[۴] بیت المقدس جو شہر یروشلم مین بحکم الہی یہودیون کے واسطے
معبد اور قربانگاہ بنایا گیا تھا جہان جناب باری جل جلالہ نے علامات بینات
سے ایسا ظاہر فرمایا تھا کہ گویا وہ خالق زمین وآسمان وہان سکونت کرتا اور
رہتا ہے سو وہ مکان نمونہ اور نشان جسم اطہر خداوند مسیح کا تھا اور اسکا یہ
بھی اشارہ اور مطلب تھا کہ دل انسان منزل ومقام ومسکن خداے کریم
ورحیم ہووے۔ پھر جب وقت معین پر خداوند مسیح کا ظہور قالب انسانی مین ہوا
اور اس روح الہی قدوس نے کالبد خاکی اور خانہ تن کو مشرف فرمایا اور ہنوز
فوق السما رحی القیوم موجود وبرقرار ہے اور بروز حشر پھر اس جہان مین بکمال عظمت
وجلال ملائکہ مقربین وجماعت مقدسین ہمرکاب لئے تشریف فرما ہوگا اور ہر شخص
مومن کا دل عقیدت منزل بشرف ایمان مسیحی بیت اللہ وخانہ خدا بنتا ہے لہذا اب
خانہ سنگی کی نہین چنانچہ اسیواسطے خداے تعالی نے بعد عروج خداوند مسیح کے اس
ہیکل اور معبد کو یعنی بیت المقدس کو برباد کردیا اور اینٹ پر اینٹ نرہی چنانچہ

اس کا بیان واضح انجیل مین مذکور ہے اور تواریخ سے ثابت ہے۔
مگر اب شرایع محمدی مین پھر ایک مکان کو خانہ خدا ٹھہرایا ہے اور نہ صرف یہ
کہ اسمین مسلمان جاکر عبادت کرین بلکہ اُن پتھرون کی طرف شرق و غرب جنوب
و شمال سے سجدہ کرین پہلے محمد صاحب جب مکّہ مین تھے کعبہ کی طرف سجدہ
ہوتا تھا جب مدینہ پہونچے بیضاوی لکھتا ہے کہ یہودیون کی تالیف قلوب کے
واسطے بیت المقدس کی طرف سجدہ کرنے کا حکم ہوا اوسکے بعد وہ حکم بھی منسوخ
ہوا اور پھر کعبہ کو سجدہ کرنے کا حکم جاری ہوا۔ جو شہر مکّہ مین بت پرستان عرب
کا مندر تھا جسکو محمد صاحب نے اپنے وقت کے بت پرستون کے ساتھ ملکر
از سر نو بنایا تھا اور جسمین بڑے بڑے نامی بت اور مورتین رکھی تھین جسکی پوجا
پتری قریش اور دوسرے بت پرست کرتے اور سال بسال اوسکی جاترا
ہوتی اور جوق جوق عرب کا میلا وہان ہوتا تھا اوسی بت خانہ کے پوجاری اور
پروہت محمد صاحب کے آبا و اجداد ایک مدت سے ہوتے آئے تھے۔ سو مسلمانون
کو بھی حکم ہوا کہ ان بت پرستون کی تمام رسوم اور دستورون کی تعمیل کرین جیسے
پرکرما دینا۔ دوڑنا کنکری پھینکنا۔ پہاڑ پر چڑھنا جھد را کراتا۔ ایک کالے پتھر کو
چومنا اور سر اوسپر رکھنا اور دوسرے اوسکی طرف جھکنا۔ ایک کوے یعنی
زمزم کا پانی تبرک کا پینا وغیرہ۔ ہان کچھ ادنیٰ سا فرق اون رسوم مین کردیا مگر
دستور وہی سمین قایم رکھین۔ اور یا یہ کہ آخر کو جسکے تھوڑے ہی دنون کے

…جد محمد صاحب نے انتقال کیا ہے مسلمانون کا تسلط مکہ مین ہوا اسوقت وہ
بت جو اوسمین رکھے تھے نکالے گئے مگر سجدہ اوسطرف متواتر رہا۔

پس بھائیو خیال کرو کہ ان سب باتون کا کیا مدعا ہے۔ توریت اور
انجیل کے ماننے سے دریافت ہوتا ہے کہ پہلے خداے تعالیٰ نے بنی اسرائیل
کو تعلیم دینے اور پاک دین سکھانے کو بیت المقدس بنوایا کہ انکا قربانگاہ
اور عبادتخانہ ہووے اور اپنی عظمت وجلال کا ظہور وہان متواتر دکھایا
اور جب لوگ اس طور تعلیم یاب ہووے اور خداشناسی اور عبادت حقیقی
تعلیم پانے کے لائق ہووے تب اونکو جسمانی اور ظاہری عبادت سے
چھوڑا کر تکمیل باطن اور عبادت روحانی کی تلقین فرمائی۔ بھلا پھر اگر تسلیم
کیا جاوے کہ شریعت محمدیہ بھی حق ہے تو کیا خداے تعالیٰ روحانیون کو جسمانی
اور باطن پرستون کو ظاہر پرست بناتا ہے اور کامل تعلیم سے ناقص تلقین
کرتا ہے فتامل ✣ شاید کوئی اون اضعف اور احاد بلکہ منکر حدیثون کو
سچ جانے کہ گویا کعبہ کی بنیاد تو فرشتون نے اور حضرت آدم نے کی ہے جنکا مسلمان
مین سے بھی معتمد اور مشہور قدیم علمانے انکار کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ حدیثین نا
معتبر ہین۔ یا کوئی قران وحدیث کی اسبات کو پیش کرے کہ گویا کعبہ کو حضرت
ابراہیم نے بنایا تھا اور اوسوقت سے عبادتخانہ ہے اور بیت اللہ حالانکہ
کتاب مقدس سے اسکا ثبوت نہین بلکہ خلاف اسکے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت

لیکن ان باتون سے قطع نظر کرکے اور اس امر خارج از بحث کو اسوقت متوقف کرکے عرض کیا جاتا ہے کہ اگر بالفرض ملائکہ و حضرت آدم و ابراہیم ہی نے اس گھر کو بنایا تھا اور تمام جہان کا مسجود تھا اور مقام حج و زیارت تو بھی قابل لحاظ ہے کہ حسب ادّعاے قرآن و حدیث کے پہلے خداے تعالیٰ نے حضرت ابراہیم و اسمعیل کے بعد تک تو خانہ کعبہ کو مسجود خلایق و بیت اللہ قرار دیا پھر اوسکو چھوڑ بنی اسرائیل کا معبد بیت المقدس ٹھہرایا اور اوسکو بیت اللہ بتلایا پھر انجیل سے اوسکی پابندی موقوف ہوئی بلکہ عبادت روحانی اور باطنی کا حکم ہوا اوسکے بعد پھر کعبہ معبد و قبلہ مقرر ہوا اور جسمانی و ظاہری عبادت کا بجالانا سب پر فرض ہوا بعدہ وہ بھی منسوخ ہوا اور بیت المقدس کی طرف سجدہ کرنے کا حکم لا پھر یہ حکم بھی منسوخ ہوا۔ اور پھر کعبہ قبلہ قرار دیا گیا اور رسومین وہان کے بت پرست لوگ کیا کرتے تھے وہی قرار پائین۔ پس زیادہ گفتگو کی حاجت نہین ہے آپ ہی صاحب اپنے دلون مین انصاف فرمائین کہ ایسے احکام خداے علیم و حکیم و غیر متغیر و قادر مطلق کی ہوسکتی ہین۔

اسیطور بزمانہ سابق بنی اسرائیل کو ختنہ کرنے کا حکم ہوا تھا وہ نمونہ اور نشان اس امر کا تھا کہ انسان ہوا و ہوس و خواہشہاے نفسانی کو دل سے قطع کرے جیسا کہ اب بہ تعلیم انجیل و ایمان مسیحی کے حقیقی و روحانی اسرائیلی یعنے سچے مسیحی کی علامت اور نشان یہی ہے کہ بفیض ہدایت روح القدس دلی مختون ہوتا ہے

لہذا حاجت ختنہ ظاہری باقی نہین رہی جیسا کہ انجیل مین جابجا اس بات کو
مشرح بیان کیا ہے بلکہ پُرانے عہد نامہ کی کتابون مین اُسکی طرف اشارہ ہے
مگر اب شریعت محمدیہ مین پھر ظاہری ختنہ کرنے کا سبکو حکم دیا ہے جسکی تعمیل ضروری ہے
مگر ایسا حکم ہرگز من جانب اللہ نہین ہو سکتا ہے جیسا کہ احکام بالا مین گذرا
اسی طور بنی اسرائیل کے واسطے توریت مین کئی جانورون کے کھانے کی
اجازت دی تھی اور بعضون کو منع کیا تھا۔ پس اونکی حلّت وحرمت اس
باعث سے نہ تھی کہ گویا اونکا کھانا یا اونکا نہ کھانا بذاتہ نیک اور بد ہے جیسا کہ
سابق ازین اوایل نیاز نامۂ ہذا مین مذکور ہوا۔ بلکہ محض ان وجوہات سے
کہ اُن نادانون کو تعلیم دیجاوے اور بجا آوری احکام الٰہی کے خوگر ہون اور یہ
بھی کہ وہ قوم اس قسم کی ظاہری رسوم کے پابند ہوکر دوسری بت پرست قومون
سے ممتاز ہون اور علاوہ اسکے خداے تعالےٰ نے اون نادانون کو جملہ ماکولات
ومشروبات وملبوسات ایسے حلال بتلاے جو اوس قوم کے واسطے صحت بخش
وعافیت وجہ تھے اور جو جو چیز اونکے جسم یا جان یا مال کے واسطے مضرت
رسان اور تکلیف دہ تھین اونکی مخالفت فرمائی۔

پس جب لوگون نے تعلیم پائی اور علم الٰہی مین استعداد بہم پہونچائی اور
قابل تحصیل باطنی وروحانی پاکی اور نیکی کے ہوے اور حاجت تخصیص
کسی قوم کی نہ رہی بلکہ عموماً ہر فرقہ وملّت کے واسطے دین الٰہی مقرر ہوا اور

تمام عالم کو اوسکی بشارت دی گئی اور اسکے سوا دنیاوی کاروبار مین بھی ہوشیاری و دانشمندی حاصل ہوئی تو ضرورت پابندی اون احکام کی نہ رہی اور اُنکی حلت وحرمت کی قید باقی نہ رہی —

البتہ جس شے کا کھانا یا پینا یا استعمال کرنا موجب نقصان یا مضرت یا تلف روح یا جسم یا مال کا ہو وہ اب بھی حرام ہے —

مگر شریعت محمدیہ پھر بہت سے ماکولات و مشروبات و ملبوسات کے کھانے پینے یا استعمال مین لانے کو موجب حسنات و ثواب یا حلال و حرام قرار دیتی ہین جو اُس حساب مین نہ اُس شمار مین + الغرض توریت کی شریعت ظاہری جو یہودیون کے ظاہری اعمال یعنی طریق عبادت یا رسم و آداب سے متعلق تھی وہ انجیل سے علی وجہ التکمیل پوری ہو چکی اور تمام ظاہری باتین باطنی اور روحانی امرون سے بدل گیئن نہ اس طور پر کہ گویا وہ بیکار و بے مصرف تھین بلکہ بخوبی عیان ہوتا ہے کہ وہ سب اوس وقت اور اون لوگون کے واسطے مفید اور مناسب اور ضروری تھین پھر جب وہ وقت پورا ہوا اور وہ حالت اونکی نہ رہی اور اُن سب باتون کے ظہور کا زمانہ پہونچا جنکے نمونے اور نشان اور کنایے اور اشارے اور تمہید اور مبادی تھے تب اصلی اور حقیقی اور مدعا اور مطلب اور معنی کی تعمیل فرض و واجب ہوئی —

مگر قرآن و حدیث اسکے بالعکس و خلاف بغیر ظاہری اور رسمی دستورات قایم اور جاری کئے ہین جنکا ناسخ تصور کرنا ہرگز ممکن نہین ہے -

توریت کے دوسرے ظاہری احکام وہ تھے جو یہودیون کے انتظام سلطنت اور قوانین حکومت و ریاست سے متعلق تھے پس بوقت ظہور خداوند مسیح و تعلیم انجیل اونکی سلطنت جاتی رہی اور یہودی پراگندہ و منتشر ہوگئے - اب اون قوانین کی پابندی جو محض اون لوگون اور اُس ملک سے مخصوص تھی دوسری قومون اور ملکون کو ضرور نہین -

القصہ توریت مین جو شریعت مسطور ہے خواہ شریعت ظاہری یا باطنی دونون کی دونون انجیل مقدس سے کامل اور پوری ہوئین اس طور پر کہ جو امر توریت مین مجمل و مختصر تھے انجیل مین اونکی تفصیل و تشریح فرمائی یا جن باتون کو اور اپنی پوری مرضی کو پچھلے زمانہ مین جب انسان نہایت جہالت اور ابتر حالت مین تھا ظاہر نہ کیا تھا انجیل مین کامل اور پوری مرضی اپنی ظاہر کی یا جو رسوم عبادت وغیرہ زمانہ سابق مین بنظر نادانی و کم فہمی و کم عقلی اُسوقت کے لوگون کے بطور نمونہ و مثال و نشان و علامت بتلائین اور مقرر کی تھین اونکو بجنسہ ہو بہو آخر زمانہ مین ظاہر کیا - اور اون رسمون اور رستبازیون کا مدعا او مطلب و مقصد انجیل مین ظاہر کیا - اور ظاہر کو باطن کر دکھایا اور جسمانی کو روحانی سے جو مطلوب و مقصود تھا بدل گیا - اور اس طور تمام

مرضی الہی انسان پر تدریج و ترتیب ظاہر و منکشف ہوگئی اور تمام شریعت و احکام بعد اعلیٰ وجہ الکمال بیان و عیان ہوے -

مگر شریعت محمدیہ جسکو مسلمان ناسخ شرائع و احکام کتاب مقدس تبلاتے ہین ہرگز ہرگز ناسخ اوسکی نہین ہوسکتی ہے نہ احکام کلّی مین نہ جزئی مین کہ اگر اوسکو منجانب اللہ تصور کرین بلا ریب کامل کو ناقص اور حق کو باطل اور باطن کو ظاہر کے ساتھ بدلنا اور احکام و مرضی الہی کی تردید و بطلان ہوتا ہے - لہذا قرآن و حدیث کے احکام کسی طور ممکن نہین ہے کہ ناسخ شریعت کتاب مقدس کے ہون -

اور یہ بھی واضح ہوا کہ وہ مباینت اور نقیض جو قرآن و حدیث کے اخبار و قصص و اصول ایمانیہ و ارکان دین و احکام کو کتاب مقدس کے مطالب و مقاصد و شرائع کے ساتھ ہین وہ دعوی نسخ سے رفع نہین ہوسکتی ہین بلکہ صاف واضح ہوتا ہے کہ اگر کتاب مقدس کی تعلیمات و ہدایات منجانب اللہ ہین تو قرآن و حدیث اوسکی طرف سے نہین ہوسکتی ہین +

عرض مکرر

علاوہ اون سب باتون کے جو اوپر مذکور ہوئین جنسے یقین کلّی ہوتا ہے کہ قرآن و حدیث محمدی ہرگز کتاب مقدس کے ناسخ نہین ہوسکتے ہین نہ

تمام کتاب کے نہ انجیل کے نہ اوسکی تمام شرائع کے نہ کسی جزئی حکم کے

دوسری دلیل جس سے یقین کامل ہوتا ہے کہ انجیل شریف کبھی منسوخ نہوگی بلکہ اوسکی تمام تعلیمات ہمیشہ قایم و برقرار وجاری وساری رہین گی یہ ہے کہ توراۃ وانجیل مین ارشاد ہوا ہے اور ایات بینات مین فرمایا ہے کہ عہد جدید کے احکام وتعلیمات تاقیام زمین وآسمان جاری رہینگے اور ہرگز منسوخ نہونگے۔

چنانچہ اوپر جو چند آیات صحیفۂ یرمیا کی مذکور ہوئین جن مین خدا تعالے نے خبردی کہ مین یہوداسے نیا عہد باندہونگا اور وہ عہد مثل عہد عتیق کے ظاہری عبادات کا نہوگا بلکہ باطنی اور روحانی عبادات کا ہوگا جسکی بابت انجیل مین فرمایا کہ وہ عہد یہی ہے جو معرفت خداوند مسیح کے مقرر ہوا۔ اُسکی نسبت اوسی صحیفۂ یرمیا مین یہ بھی ارشاد ہوا۔ (باب ۳۲۔ آیت ۴۰) کہ مین اونکے ساتھ عہد ابدی باندہونگا جو مین اونسے نہ اوٹھاؤنگا۔

پھر انجیل مین ارشاد ہوا متی باب ۲۴۔ آیت ۳۵ (آسمان اور زمین ٹلجاینگے پر میری باتین نہ ٹلین گی) اور اسیطور مرقس باب ۱۳۔ آیت ۳۱۔ اور لوقا باب ۲۱۔ آیت ۳۳ مین مرقوم ہے۔

پس اسمین خداوند نے صاف صاف فرمایا کہ آسمان اور زمین ٹلجاوینگے پر میری باتین یعنی خداوند کا کلام جو انجیل سے مراد ہے نہ ٹلے گا یعنی زائل

یا باطل یا منسوخ نہ ہوگا۔ اور اس ایت مین لفظ عام لکھا ہے کہ میری باتین آسمین سے مراد تمام ارشاد خداوند ممدوح ہین نہ کوئی خاص بات کہ یہ یا وہ +

پھر یوحنا کی انجیل کے باب ٥۔ آیت ٢٢ سے ٢٤ مین مرقوم ہے (باپ کسی کی عدالت نہین کرتا بلکہ اوسنے تمام عدالت بیٹے کو سونپ دی ہے ٢٣ تاکہ سب بیٹے کی عزت کرین جیسے باپ کی کرتے ہین جو بیٹے کی عزت نہین کرتا ہے باپ کی جسنے اوسے بھیجا ہے عزت نہین کرتا ہے ٢٤ مین تمھین سچ سچ کہتا ہون کہ وہ میرا کلام سُنتا اور اسپر جسنے مجھے بھیجا ہے ایمان لاتا ہے حیات ابدی اوسی کی ہے اور وہ عدالت مین نہین آتا ہے بلکہ موت سے گذر کر زندگی مین پہونچا ہے) پس ان آیات مین ارشاد ہوا کہ بروز قیامت بیٹا یعنی مسیح عدالت کرے گا اور یہ کہ اوسکی عزت و اطاعت اور فرمانبرداری اور بندگی کرین اور یہ کہ جو اسکے کلام یعنی انجیل کو سنتا اور مانتا ہے صرف وہی نجات حاصل کرے گا پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ انجیل کبھی منسوخ نہ ہوگی۔

پھر نامۂ گلاتیان کے باب ١ کی آیت ٨ مین ہے (اگر ہم بھی یا آسمان سے کوئی کوئی فرشتہ کوئی خوشخبری تمھین سُناوے سوا اسکے جو ہمنے سنائی وہ ملعون ہووے) پس اسمین حواری صاف کہتا ہے کہ اوس خوشخبری کے سوا کوئی دوسری کتاب یا تعلیم سُناوے وہ ملعون ہووے۔

اسیطور اور بھی کئی آیات بینات ہین جن سے صاف ظاہر ہے کہ انجیل

کبھی منسوخ نہ ہوگی۔

پس مسلمانون کا یہ دعویٰ کہ قران سے انجیل منسوخ ہوگئی یا اسکے احکام منسوخ ہین بالکل باطل ہے۔ اور نہ اس تاویل سے کہ گویا تورات و انجیل قرآن سے اور اونکے شرائع و احکامات شریعت محمدیہ سے منسوخ ہوگئے ہرگز وہ مخالفت و مباینت رفع ہوسکتی ہے جو مضامین قرآن و حدیث کو مطالب و مقاصد کتاب موصوف کے ساتھ بکثرت و شدت ہے۔

خاتمہ

اب اے دوستو عزیزو اور بزرگو خلاصۂ التماس خیرخواہ کا آپکی خدمتون مین یہی کہ آپ ان سب امرون کو بخوبی غوض و فکر کے ساتھ بلا تعصب و طرفداری احدے و بلالوث نفسانیت و بلا شائبۂ مانیت ملاحظہ فرمائین کہ یہ دونون دعوے یعنی تحریف و تنسیخ کتاب مقدس کے بالکل بے بنیاد و بلا دلیل ہین بلکہ بخوبی تمام واضح و آشکار ہے کہ کتاب مقدس بجنسہ و بعینہ جملہ تعلیمات و ہدایات و احکامات و اخبارات مین اب اور ہمیشہ سے یکسان اصلی ہے اور یہ بھی کہ وہ ہرگز منسوخ اور رد اور باطل نہین ہوسکتی ہے۔

پس اس حالت مین کہ قرآن و احادیث اس کتاب کو سچا اور کلام اللہ بتلاتے اور جامع جمیع فضائل و کمالات کا ظاہر کرتے ہین اور خود ہی اسکے

مخالف کہتے اور اوسکی ہدایات وتعلیمات و اخبار کے مباین ومعارض اور
مناقض سکہاتے ہین اور اس طور بظاہر جسکی تصدیق کرتے بباطن اسیکی تکذیب
کرتے ہین تو اس صورت مین قطعاً ویقیناً یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ
قرآن وحدیث محمدی تو بلاریب خدا کی طرف سے نہین ہین۔ بلاشک
نہ قرآن خداے عالم الغیب وغیر متغیر وصادق کا کلام ہے اور نہ حدیث اُسکے
الہام سے ہی۔ (فاتقوا یا اولی الالباب)

بہائیو اس بات مین تغافل نہ فرمائیے بلکہ بخوبی غور کیجیے اور فکر آخرت
سب سے مقدم جانئے اپنے دلون مین سوچیے کہ جس حالتمین قرآن حدیث
کی یہ کیفیت ہے کہ وہ منجانب اللہ نہین۔ یقینا دریافت ہوتا ہے کہ نہ وہ
کلام اللہ ہے اور نہ بیا الہام خدا ہے تو پہر اوسکی تقلید کا کیا نتیجہ اور اُسکی پیروی
سے کیا حاصل ؞

اے عزیزو خوب غور کیجیے اور سوچیے کہ جب قرآن وحدیث خدا کی
طرف سے نہین جبیاکہ جابجا براے مزید احتیاط آپ پر ظاہر کیا گیا ہے
تو دین اسلام کیونکر حق ہوسکتا ہے اور محمد صاحب کیونکر رسول اللہ ہوسکتے ہین
پس بروز عدالت ویوم حساب خداے تعالی جسنے پیدا کیا ہے اور ہرطرح
پرورش کرتا اور رزق دیتا ہے جب آپ سے حساب لے گا اور ہر ایک
بدی اور نافرمانی کا جو متواتر اس شریعت ہوئی ہین شمار ہوگا تو اوسدن خوب

جان سکیئے کہ نہ قرآن کی فصاحت اپ کے کام آوے گی اور نہ محمد صاحب کی شجاعت نہ اونکو جرات شفاعت کی ہوگی نہ اوسوقت کا پشیمان ہونا مفید ہوگا بلکہ وہان رونا اور دانت پیسنا ہوگا۔

لہذا نہایت ضرور ہے کہ آج ہی اوسکی فکر کریجیئے اور دیکھیئے کہ خدا تعالی کا برحق کلام کونسا ہے جو خلق اللہ کی ہدایت کے واسطے ارحم الراحمین نے مرحمت فرمایا ہے جسمین طریق نجات اور راہ ابدی حیات کی تبلائی ہے تاکہ اوس ہولناک روز غضب قہر الہی سے رہائی پاؤ اور اوس خوشحال فارغ البالی لازوال اور خرسندی وارجمندی دایمی کو حاصل کرو جسکا وعدہ یقینی اوسنے اپنے سچے طالبون سے فرمایا ہے + خداوند کریم و رحیم اپنے لاانتہا فضل عمیم سے میرے تمام دوستون آشناؤن عزیزون اور بزرگون کو ایسی ہی توفیق دیوے کہ بیریا دل سے سچی توبہ کرین اور اوسکے حقیقی کلام کے ذریعہ اوس نجات اور مغفرت تک جو اوسنے تمام بنی آدم کے واسطے مقرر کی ہے پہونچین اور اوسکی بے انتہا شفقت اور مرحمت مین شامل ہون آمین۔

یارب العالمین۔